آدم کو فرشتہ کیوں کہئے وہ تابع ہی مجبور ہے وہ
انسان کے نوری کہنے سے توہین بشر ہو جاتی ہے

بشر

مع دو ہزار روپیہ انعام

محمد رفیق خاں پسروری

فیاض پرنٹنگ پریس لاہور

بنگلہ کی نادری کا چھوٹا تیری جس نے وہ ساتھی ہوا

بنگال فرعون ازلی ابن ابن آں خلف نا مان گا!

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ [illegible]

ترجمہ

لڑو اُن سے یہانتک کہ نہ رہے فتنہ (شرک و کفر)
اور رہوے دین تمام [illegible] اللہ تعالیٰ کے

دُرّۂ محبوب

بر

دُبُرِ مجذوب

یہ کتاب

رسالہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں کے ایک مضمون نگار مجذوب صاحب بریلوی رضاخانی کے دُرّۂ مجذوب بر پشتِ مغضوب کا دندانِ شکن جواب ہے اور یہ قابلِ قدر و قابلِ مطالعہ کتاب ہے اسے ضرور پڑھیئے بریلویوں کو اس کتاب کا جواب لکھنے پر مبلغ دو ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

(تالیف)

حضرت مولانا محمد رفیق خاں صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث پسرور

مصنفہ شمشیر محمدیہ، صداقت کی صدا، مناظرہ تراویح، شعبان، نعرے محبوب سبحانی، تقلید طیب، اُمّت عید الاضحیٰ، اربعہ شمشیر اربعین قرآنی در شرح احادیث سلطانی اور اربعین قرآنی در مسئلہ غیب دانی وغیرہ

ناشر مکتبہ اہلحدیث پسرور ضلع سیالکوٹ

اشاعت قیمت ایک روپیہ بارہ پیسے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"پہلے مجھے دیکھئے"

پس از حمد کبریا و نعتِ رسولِ دوسرا و مناقب ائمہ ہدیٰ و اصحاب اتقیا شائقین کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ رسالہ "ماہِ طیبہ" کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں مجذوب صاحب کا ایک مضمون بنام ندائے مجذوب" اکتوبر ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر جاننے والوں کو بدبخت۔ ظالم۔ گستاخ سحطمہ میں جانے والے ہلاک ہو کر نارِ جہنّم کے سپرد ہونے والے رسولوں کی تکذیب کرنے والے۔ مغضوب۔ ملعون۔ وغیرہ القاب سے یاد کیا گیا تھا۔ اس مضمون کا مفصّل جواب میں نے اپنی کتاب ندائے محبوب میں آیاتِ قرآنی اور احادیثِ رسولِ رحمانی سے دے دیا تھا جس میں باحوالہ حضرت آدم علیہ السّلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء کا البشر۔ انسان۔ آدمی۔ رجل۔ اور خاکی ہو کر ساری کائنات و مخلوقات سے افضل و اعلیٰ اور بزرگ و بالا ہونا ثابت کر دیا تھا۔

بات ختم اور آئی گئی ہو گئی تھی۔ مگر انہی مجذوب صاحب نے پھر مئی و جون و جولائی ۱۹۵۶ء کے رسالہ "ماہِ طیبہ"

میں قسط وار ہماری کتاب "ندائے محبوب" کے جواب
کی بجائے اس کا منہ چڑھایا۔ اور محض ابلہ فریبی سے کام لیا تھا اور
"ندائے محبوب" سے روپوشی فرما کر اپنے ہی جداگانہ
گیت گاتے تھے۔ بلکہ اپنے آبائی اصول کو مدِّ نظر رکھ کر کہ

دشمن رے زہا منیئے اپنی دہن پرائی دشمنی کا پاپ نہ چھن

دورا معاملہ کرتے ہوئے روتے ہوؤں کے آنسو پونچھے تھے۔ ہماری
کتاب کا جواب باصواب تو قیامت تک بھی نہ دے سکتے تھے۔ مگر
کوٹلی کے تر لقموں کے لئے اُلو سیدھا کرنے جہلا میں عالم بننے
اور ندائے محبوب کا جواب مشہور کرتے اور بشیر حلوائی وغیرہ
کے خوش کرنے کے لئے باسی کڑاہی میں اُبال آگیا تھا۔
ہم نہ چاہتے تھے کہ ایسے وقت میں جب کہ عام مسلمانانِ عالم پر ہر چہار
جانب سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں۔ ان لوگوں سے الجھیں
مگر بہت سے دوستوں نے مجبور کیا کہ عوام کو اُن کے فریب اور
شرک و بدعت سے بچانے کے لئے مجذوب صاحب کے مضمون
"درّۂ مجذوب بر پشتِ مغضوب" کا جواب دینا نہایت
ضروری ہے۔ اس لئے اپنی جماعت اور دیگر دوستوں کے مجبور
کرنے پر میں نے اُن کے مضمون کی ہر ہر سطر کا جواب لکھا۔ اور
کوئی بات بغیر جواب کے نہ رہنے دی۔ اور نام اس کتاب کا
"حمدہ للہ محبوب بر درّہ مجذوب" رکھا۔ شرائط کے مطابق
بالترتیب ہر بات کا جواب دینے پر مبلغ دو ہزار روپیہ انعام مقرر کیا گیا ہے جو نمبروار

جگہ بجگہ کتاب ہذا میں تحریر ہے۔ اور احباب کے از حد اسرار پر قدر ے ترمیم و اضافہ سے اس کو دوبارہ شائع کیا گیا ہے۔
اب انصاف کرنا ناظرین پر چھوڑ کر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ٥ (پ ۹)

مُخلصانہ گذارش

برادرانِ ملّت:- مجھ عاجز و کمترین کی

التماس ہے کہ زیر نظر کتاب "دُرّہ محبوب" کی کاپیاں بغور دیکھ کر کافی احتیاط سے اسے شائع کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔
تاہم غلطیوں کا رہ جانا بڑی بات نہیں اس لئے مخلصین احباب سے میری مخلصانہ گذارش ہے۔ کہ وہ اس عاجز و کمترین کی کاہلی۔ کمزوری اور جملہ کوتاہیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے کتاب میں جہاں کہیں کوئی غلطی اور خامی پائیں۔ خود درست فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں؂

دُعائے خیر

جن دوستوں نے اس کتاب "دُرّۂ محبوب" کی اشاعت میں حصہ لیکر تبلیغ حق میں ہمدردی کی اور ہمارا ہاتھ بٹایا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کی جان و مال عزت و آبرو میں ترقی فرماوے۔ اور آخرت میں اچھا بدلہ دے۔ آمین

ناچیز مصنف

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ؎

آدم کو فرشتہ کیوں کہیئے وہ ساجد ہے مسجود ہے وہ
انسان کو نوری کہنے سے توہینِ بشر ہو جاتی ہے

برادرانِ موحدین:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ- اما بعد
گذارش ہے کہ بریلوی مجذوب نے رسالہ ماہ طیبہ مئی ۱۹۵۶ء میں ہماری کتاب "ندائے محبوب" کا جواب شروع کرتے وقت اپنے مضمون غیر مسنون کو بغیر بسملہ کے ایک شعر سے شروع کیا ہے۔ جو یہ ہے ؎ غرارے سو کروں وقتِ سخن بمشکِ گلاب
بساؤں لاکھ طرح پیرہن بمشک گلاب ست
ہزار بار بشویم دہن بمشک گلاب + ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی

بھائیو! ہر تحریر چھوٹی ہو یا بڑی، خط ہو یا چٹھی۔ کتاب ہو یا رسالہ منظوم ہو یا منثور۔ اس کی ابتداء بسم اللہ الخ سے کرنی مسنون و مشروع ہے۔ قرآن پاک اور کتب احادیث میں اس بات کا کافی ثبوت موجود ہے۔ انبیاء علیہم السلام سے محبت رکھنے والے سچے عاشق بھی ہوتے ہیں۔ جو ان کی تابعداری میں تن من دھن سے

لگے رہتے ہیں۔ اور نہ درخت اپنے پھل سے ہی پہچانا جاتا ہے تحریر کے شروع میں بسم اللہ الآیۃ لکھنا انبیاء علیہم السّلام اور ان کے جانثاروں کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام کی تحریر

۱ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم "سبأ" کی ملکہ بلقیس عابدۃ الشمس کو جو رقعہ تحریر فرما کر بذریعہ ہُدہُد روانہ فرمایا تھا۔ اس میں پوری بسم اللہ الآیۃ تحریر تھی۔ ملاحظہ ہو قرآن پاک (پ ۱۹ ع ۱۷)

۲ صحیح بخاری۔ پ ۱ ص ۲ میں ہے جب نبی علیہ السلام نے ہرقل (روم کے بادشاہ) کی طرف خط تحریر فرمایا۔ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ۔ تو آپ نے شروع میں بسم اللہ الآیۃ لکھی۔ پھر اپنا نام لکھا۔ پھر اُس کا نام لکھا۔

۳ حدیث ابو ہریرہ میں اس امر کی تاکید اکید بایں الفاظ وارد ہے۔ كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَهُوَ أَقْطَعُ (رواہ ابن ماجہ)

۴ فتح الباری پ ۱۸ میں ہے أَيْ بِذِكْرِ اللّٰهِ كَمَا جَاءَ فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى فَإِنَّهٗ رُوِيَ عَلَى أَوْجُهٍ بِذِكْرِ اللّٰهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ یعنی جو امر ذی شان بغیر ذکر اللہ یا الحمد للہ یا بسم اللہ کے شروع کیا جائے۔ وہ

مقطوع البرکت ہوتا ہے۔ راقم اس جگہ اختصار کو مدِ نظر رکھ کر انہی چار حوالوں پہ بات ختم کرتا ہے۔ ان مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات نیم روز کی طرح روشن ہو گئی۔ کہ مجذوب کی تحریریں بہتی اور رم بریدہ ہے۔ امرنزی شان نہیں۔ بلکہ اس نے حق کا منہ چڑایا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار نہیں بلکہ عبداللہ بن سبا یہودی کی پیروی کی ہے۔ ایسی بیہودہ تحریر کا جواب دینا وقت اور زرمانع کا ضائع کرنا ہے۔

مگر کیا کیا جائے ہمیں حضرت محمد رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنی ہی پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

مَنْ رَاٰیَ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذَالِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

یعنی جو کوئی تم سے کوئی برا کام دیکھے۔ پس چاہیئے کہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے پس اگر یہ طاقت رکھے۔ تو زبان سے اور یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ضعیف ایمان ہے۔

اس لئے حق کا بول بالا باطل کا منہ کالا کرنے کے اور وسواس خناس سے نیک دل و سادہ مزاج عوام کو گمراہی سے بچانے کے لئے وقت مال اور زرمانع کو محض فی سبیل اللہ خرچ کرنا پڑا۔

ناظرین کرام:۔! آپ خیال رکھیں کہ لفظ مجذوب سے آگے مجذوب کا اصل مضمون تحریر کیا جائے گا۔ اور لفظ محبوب

سے آگے اس کے مضمون غیر مسنون کا جواب دیا جائے گا۔
انشاء اللہ تعالےٰ۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۵ (پ ۱۲ ع ۸)

مجذوب: ۔ ؎

غرارے سو کروں وقتِ سخن بمشک گلاب الخ

اگر میں بات کرنے کے وقت مشک گلاب سے سو بار غرارے
کروں۔ لاکھ طرح مشک گلاب سے لباس معطر کروں اور ہزار بار
مشک گلاب سے اپنے منہ کو دھوؤں تب بھی اے رسول اللہ
آپ کا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔ (یہ انکے پورے شعر کا ترجمہ ہے)

مجبوب: ۔ یہ شعر خلاف شرع اور مشرکانہ عقیدت مندی
کا مظہر اور کذب صریح ہے۔

(۱) کوئی بھی آدمی اور خصوصاً بریلوی ایسا نہیں کرتا جیسے
کہ لکھا گیا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف لاکھوں یوں ہی خشک منہ بلا
وضو بلکہ نرے بے نمازے جن کو منہ دھونا بھی نصیب نہیں ہوتا وقت
بے وقت یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں۔

۲۔ آپ حضرات سے جس قدر نمازی حلوے کے غازی اور مولوی
ہیں وہ بھی کبھی مشک گلاب کے غرارے نہیں کرتے اور نہ کبھی اُن
کے کسی بزرگ نے ایسا کیا ہے۔ اگر مجذوب صاحب آپ کا یہ
شعر صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر تمام بریلوی چھوٹے اور بڑے
اگلے اور پچھلے جنہوں نے کبھی مشک گلاب سے غرارے
نہیں کئے۔ آپ کے نزدیک کمال درجے کے بے ادب ٹھہریں گے۔

اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بے ادبی ہلکی سے ہلکی بھی کفر ہے۔ تو کمال درجہ کے بے ادب تو اکفر ہوں گے؟ فرمائیے ٹھیک ہے؟ خفا نہ ہونا۔ پانی وہیں مرے گا جہاں پر نشیب ہو۔ یہ آپ کا ہی تحریر کردہ فقرہ ہے!

لہٰذا مجذوب صاحب آپ اور آپ کے ہمراہی سب اپنے منہ پر اپنی ہی چپیڑ رسید کریں! اور مسلمان ہونے کی فکر کریں۔

اصل مسئلہ۔ بروئے دلائل شرعیہ کتاب و سُنّت کی روشنی میں مسلمان متبع سُنت کا مُنہ پاک ہے۔ اُس سے ہر وقت اللہ تعالےٰ کا نام لینا درست ہے۔ اور جنبی نہ ہو تو قرآن پاک کی تلاوت بھی جائز ہے۔

حدیث صحیح میں موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے رفع حاجت کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا۔

صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ہم وضو کے لئے پانی لائیں۔ تو جواباً جناب نے فرمایا۔ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَی الصَّلٰوۃِ (مشکوٰۃ) یعنی میں وضو کے لئے نماز پڑھنے کی وقت مامور ہوں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو یہ سبق دے رہے ہیں۔ کہ وضو صرف نماز کے لئے شرط ہے۔ حالانکہ کھانے پینے کے وقت بھی بسم اللہ۔ الحمد للہ وغیرہ کلمات کہنا ہر مسلمان شکر گذار کے لئے ضروری ہیں۔

ثابت ہوا کہ بغیر وضو بسم اللہ ۔ الحمد للہ اور درود شریف کا پڑھنا جائز ہے۔

ہاں ۔ باوضو پڑھنا افضل و بہتر ہے سو جبکہ اللہ تعالےٰ کا نام لینا باوضو اور بلا وضو جائز و درست ہے ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا کیسے بے ادبی ہوا؟ اور اگر بے ادبی ہے تو پھر تم سب بے ادب ۔ گستاخ ۔ ناشکرے اور غیر مسلم ہوئے کہ نہیں؟؟

فتدبروا وتفکروا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْجَاهِلِيْنَ ۔

کمال بے ادبی

(۱) آپ کے مذہب میں مردار کی کھال پر قرآن لکھنا جائز ہے ۔ دیکھئے عالمگیری جلد ۴ ص ۳۲۶

(۲) مرد اپنی عورت کے منہ میں ذکر داخل کرے تو بعض حنفیہ نے کہا کہ یہ مکروہ نہیں ۔ دیکھئے عالمگیری جلد ۴ ص ۷۵

اب خوب غور کیجئے کہ جس مذہب میں مردار کی کھال پر قرآن لکھنا اور منہ میں ذکر داخل کرنا مکروہ نہیں ۔ وہ منہ قرآن ۔ نماز ۔ درود شریف اور ذکر اللہ کرکے کتنا بڑا بے ادب ۔ گستاخ ۔ بد تہذیب اور ظالم ہوگا؟ اور جن کا یہ مذہب ہے ۔ وہ شعر بالا پر کیسے عمل کر سکتے ہیں؟ سوچ سمجھ کر جواب دیجئے! ۵

پھنسا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(۳) جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ دیکھئے منیۃ المصلی چھاپہ لاہور ۱۸۶۵ء صفحہ ۵۷ عالمگیری چھاپہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۹ء بار دوم ج۱۔

(۴) نجاست بھرا کپڑا اس قدر چاٹے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے دیکھئے عالمگیری (ایضاً) وہدایہ چھاپہ نولکشور لکھنؤ بار اولیٰ ۱۸۹۶ء جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ اردو)

(۵) چھری پر نجاست لگے تو چاٹنے سے پاک ہے (عالمگیری ج ۱ صفحہ ۴۱ ہدایہ ج ۱ صفحہ ۲۲۲ ایضاً)

(۶) جو انگلی یا پستان ناپاک ہو تو چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے (دُرِّ مختار ج ۱ صفحہ ۱۵) فرمائیے یہ نجاست چاٹنے والے مُنہ اس شعر کے قائل و عامل ہیں؟ اور ایسے مومنوں کا بسیرا جنت میں ہوگا۔ یا دوزخ میں؟

سخت بے ادبی مندرجہ بالا بے ادبی سے بھی سخت تر بے ادبی ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے کہ

(۷) جو نکسیر بند نہ ہوتی ہو۔ تو قرآن کی آیت خون سے پیشانی پر لکھنا جائز ہے۔ عالمگیری ج ۴ صفحہ ۳۴۶ ایضاً)

(۸) اگر کسی کے نکسیر پھوٹے تو سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے پیشانی پر نکسیر بند کرنے کے لئے لکھنا درست ہے۔ (دیکھو شامی ج ۱ صفحہ ۲۴ قاضی خاں صفحہ ۳۶۴۔ عالمگیری ج ۵ صفحہ ۱۳۴ عربی)

(۹) اگر مجذوب صاحب مقلد جس کا پاخانہ کرنے کے بعد اپنی دُبر اپنے

۱؎ جس مُنہ سے چاٹو گے وہ پاک رہیگا یا نہیں؟ ۱۲ منہ عفی عنہ

حلقۂ مقعد کو پتھر وغیرہ سے صاف نہ کریں اور ان کی مقعد کا حلقہ نجاست میں سنا ہوا ہو تو اس کی نماز درست ہے۔ اصل عبارت یہ ہے
إِذَا لَمْ يَسْتَنْجِ بِحَجَرٍ وَلَا غَيْرِهِ كَانَتْ لَمْ تُجَاوِزْ مَخْرَجَهَا جَازَتْ صَلٰوتُهٗ دیکھئے جوہرۃ النیرۃ شرح قدوری صلا
(۱۰) بحر الرائق ورق ۱۸۳ میں ہے۔ هٰذَا بِعُمُوْمِهٖ يَتَنَاوَلُ مَا إِذَا كَانَ مَقْعَدَتُهٗ كَبِيْرَةً وَكَانَ فِيْهِ نَجَاسَةٌ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ وَلَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ فَإِنَّهٗ يَنْبَغِيْ أَنْ يُعْفٰى عَنْهُ اتِّفَاقًا لِاتِّفَاقِهِمْ عَلٰى أَنَّ مَا عَلَى الْمَقْعَدِ سَاقِطٌ۔ یعنی مقعد پر کی نجاست بالاتفاق معاف ہے۔ اگرچہ مقعد کا حلقہ کسی کا مقدار درہم سے بڑا ہوا اور نجاست زیادہ درہم سے ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ حلقہ سے تجاوز کیا ہو۔ تب بھی معاف اور نماز درست و جائز!

فرمائیے اس نماز میں نام رسول اور نام خدا آئے گا یا نہ۔ بتلائیے۔ یہ دین ہے یا سینما وتھیٹر کا کھیل جس کو تمہارا یار بشیر بلا پگڑی چادر اوڑھ کر کالا چشمہ لگا کر سیالکوٹ کے سینما گھر میں گھس کر کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے کھیل دیکھتے ہوئے اُسے اس کے جاننے والے اکثر احباب نے دیکھا ہے،
(۱۱) پیشاب اور خون پینا اور مردار کھانا۔ بیمار کو جائز ہے۔ حکیم حاذق کے کہنے سے دیکھئے۔ درّ مختار جلد ۱ صفحہ ۲۲۴ شرح وقایا صفحہ ۲۰۶۔
(اَحَدٌ عِشْقِيْ كُوْكَبًا) اب کہیں وہ اپنی بات کہ ؎

موسن پہ خدا کی رحمت ہے بے ادب پہ خدا کی لعنت ہے
بے ادب کا ٹھکانا دوزخ ہے مومن کا ٹھکانا جنت ہے
(از مجذوب ماہ چینہ)

نوٹ:۔ ناظرین بطور نمونہ مجذوب صاحب کی مذہبی کتب سے یہ گیارہ حوالے درج کر کے اُمید کرتا ہوں کہ مجذوب صاحب اپنے ناخدا البشیر صاحب سے بغلگیر ہو کر اپنی جہالت و بے علمی پر ضرور روئیں گے کہ یہ کیا ہوا۔

ہماری عقل کا بھانڈا چوراہے پر چورہ چورہ ہو گیا۔ سارا بھرم کھل گیا اور تار پود بکھر گیا۔

سوچئے:۔ جناب! جس مذہب میں پیشاب و پاخانہ وغیرہ نجاست چاٹنا جائز ہو۔ خون اور پیشاب ملا کر قرآن لکھنا جائز ہو۔ بھری مقعد سے پوری نماز جائز ہو اور عورت کے منہ میں ذکر داخل کرنا بھی مکروہ نہ ہو بھلا اُس مذہب کا کوئی مجذوب یا دیوانہ اگر ننانوے بار مشک و گلاب کے غراروں کے بعد نام رسول لینے کو بے ادبی کہے تو یہ اُس کا دجل و فریب اور کھلا جھوٹ نہیں تو اور کیا سمجھا جائے گا؟ اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ میری مذہبی کتابوں میں مشک و گلاب کے غراروں کی بجائے خون و پیشاب کے غراروں کے ساتھ ذکر اللہ اور ذکر رسول کرنا جائز لکھا ہے۔

مجذوب صاحب کی منافقانہ چال ملاحظہ ہو۔ کہ اپنے ہی مذہب کی کتاب عالمگیری چھاپہ نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء ج ۴ ص ۲۲۴ اور شرح وقایہ چھاپہ مجیدی کانپور ۱۹۱۴ء ص ۴۰۶ پر لکھے ہوئے حکم کے مطابق پیشاب خون پینے اور مردار کھانے کے بجائے لوگوں کو مشک و گلاب کے غرارے کا دھوکا دے رہے ہیں!!

میں کہوں گا کہ مجذوب صاحب اگر واقعی آپ مقلد ہیں۔

تو اپنے مذہب کی کتب پر عمل کرتے ہوئے مشک و گلاب کے غراروں کی بجائے پیشاب خون اور مردار کی یخنی سے غرارے کیا کریں لہذا مندرجہ ذیل شعر جو غائیۃ الاوطار ترجمہ در مختار چھاپہ نولکشور لکھنؤ بار چہارم ۱۹۰۰ء ج ۱ ص ۲۶ پر لکھا ہے۔ آپ کے حق میں چسپاں ہوگا جو یہ ہے ؎

فَلَعْنَۃُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ
عَلٰی مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ

ترجمہ:۔ لعنت ہو ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے اس شخص پر کہ جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کرے اور نہ مانے!

جناب من۔ ہمارا یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ؎

کوئی مرے یا کوئی جیئے
دیوانہ گھول پاخانہ پیئے!!

والی بات صادق آئے تو آپ کو ہم مقلد جانیں ورنہ جھوٹے مجنوں سمجھے جاؤ گے!!! اور ہمیں یہ کہنے کا پورا حق ہوگا کہ ؎

اندازِ جنوں تم نے اچھا نکالا
دیوانے بنے مذہب دیکھا نہ بھالا!

تجدید:۔ برادرانِ اسلام! گذشتہ ماہ اکتوبر ۵۵ء کے رسالہ ماہ طیبہ میں حضور پُر نور سرور عالم محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنے کے متعلق مضمون تھا۔ اور قرآن و

حدیث سے ثابت کیا تھا کہ جو حضورؐ کو اپنی مثل بشر کہتا ہے۔ وہ مومن نہیں ہے۔ نہ کسی کو مخاطب کیا تھا۔ اور نہ نشانہ بنایا تھا۔ اور نہ گالیاں دے کر اپنے دہن قلم اور نہ کاغذ کو گندہ کیا تھا۔ یہ بشر کہنے والوں کو ہی جرأت ہو سکتی ہے۔

محبوب جناب مجذوب صاحب یہاں آپ نے پورے سات جھوٹ بولے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اوّل یہ کہ گذشتہ ماہ اکتوبر ۵۵ء کے رسالہ ماہ طیبہ میں الخ لکھا ہے حالانکہ مضمون اکتوبر ۵۴ء کے ماہ طیبہ میں تھا۔ **دوم سوم** یہ کہ قرآن نہ حدیث سے ثابت کیا تھا۔ کہ جو حضورؐ کو اپنی مثل بشر کہتا ہے۔ وہ مومن نہیں ہے۔ حالانکہ ان الفاظ پر نہ کوئی آیت ہے نہ حدیث اور نہ ہی آپ یا آپ کے بڑوں نے ایسا کوئی کسی زمانہ میں ثبوت دیا ہے۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ یہ نرا نہ ہو کہ اور اللہ و رسولؐ پر صریح بہتان ہے۔

چہارم۔ پنجم نہ کسیکو مخاطب کیا تھا۔ نہ نشانہ بنایا تھا" حالانکہ آپ کے مضمون کی پہلی سطر "رسول اللہ کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کے نام" سے صاف عیاں ہے۔ کہ آپ موحدین کو جن کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ بشر ہیں۔ للکار رہے ہیں۔ اور بشر کہنے والوں کو کھلی چھٹی بلکہ چیلنج کر رہے ہیں۔ نشانہ بنانے والا جھوٹ سو وہ بھی صریح ہے دیکھئے آپ اپنا مضمون یوں شروع کرتے ہیں کہ" اے گستاخو! یعنی محبوب رب کو اپنا جیسا بشر کہنے والو! آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹا کر یوحیٰ الیّ پر نظر ڈالو" فرمایئے اور ابوجہل والی ضد کو دور ہٹا کر تبلایئے۔ یہ نشانہ نہیں تو کیا تحفہ ہے؟

ششم "اور نہ گالیاں دے کر اپنے دہن قلم اور نہ کاغذ کو گندہ کیا تھا" جناب من ناظرین سے پہلے آپ خود اپنی گالیاں ملاحظہ فرمالیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ "اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ط وَأَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اے رسول جن لوگوں کے دل غافل اور ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ وہ۔ **بدبخت۔ ظالم** تمہارے لئے چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ کہ یہ بھی ہم جیسا بشر ہے۔ تو اے محبوب آپ بھی ایسے بدبختوں سے کہدیں کہ ہاں إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ ہاں میں تم جیسا بشر ہوں۔ تو بتاؤ کہ تم میں سے کس کس پر وحی آتی ہے۔ يُوحَىٰ إِلَيَّ مجھ پر تو وحی نازل ہوتی ہے۔ اَيُّكُمْ مِثْلِي کون ہے تم میں سے میری طرح جو محبوب خدا ہو اور جس کا قاصد روح الامین ہو۔ پس ظالم یہ سنکر بغلیں جھانکنے لگیں گے۔ اور سر پہ پیر رکھ کر بھاگ جائیں گے۔ ایسی گستاخیاں وہی **بدبخت** کریں گے جن کے لئے ہم نے حطمہ کو تیار کیا ہے۔"

مندرجہ بالا چند سطروں میں ہی آپ نے اللہ تعالیٰ کل انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اصحابہ کرام۔ محدثین عظام رح اور دیگر مؤمنین کو جن کا صریح عقیدہ ہے کہ نبی اور رسول بشر ہوتے ہیں۔ ان کو پوری سات جگہ بدبخت ظالم سر پہ پیر رکھ کر بھاگنے والے بغلیں جھانکنے والے وغیرہ کہا ہے۔ ساری عبارت کا ترجمہ چھپا ہی کیا ہے فرمائیے اگر کوئی رضا خاں صاحب بریلوی۔ نعیم الدین صاحب۔ اور یا جماعت علی صاحب علی پوری۔ محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں کو یا

ئ مجذوب صاحب کی عبارت نقل مطابق اصل ہے۔ لہذا عبارت کی غلطیوں کا وہی ذمہ دار ہے۔

آپ کے ہمراہی بشیر صاحب وغیرہ کو بدبخت ظالم۔ بغلیں جھانکنے والے لکھے۔ تو آپ ان الفاظ کو تحفہ تصور فرما کر اس کے حق میں دعائیں دیں گے؟ فرمائیے جناب یہ گالیاں نہیں تو قرآنِ پاک کی پیش کردہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

آہ! بے حیا بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بےحیائی آپکی

ہفتم۔ یہ کہ "یہ بشر کہنے والوں کو ہی جرأت ہو سکتی ہے"
یعنی گالیاں دینا۔ دہن و قلم اور کاغذ کو گندہ کرنا کسی کو مخاطب کرنا اور نشانہ بنانا وغیرہ افعال، ان کی جرأت وہی کرتے ہیں جو رسول اللہ کو بشر کہتے ہیں"

مجیب صاحب اب آپ اپنے کفر اور بدبختی کا نمونہ خود ملاحظہ فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہنے میں کون کون شامل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا حکم قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الآیہ (پ ۱۶ ع ۳ و پ ۲۴ ع ۱۵) ترجمہ۔ کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہاری الخ

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تعمیل حکمِ خداوندی میں سر

۱؎ ناظرین عبارت مذکورہ کا پورا جواب ہماری کتاب ندائے محبوب میں ملاحظہ فرمائیں قیمت آٹھ آنے ۱۲ منہ عفی عنہٗ

جھکا کر فرماتے ہیں۔ کہ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (پ ۱۵ ع ۱۰)

ترجمہ:- نہیں ہوں میں مگر آدمی پیغام پہنچانیوالا۔

۲۔ سابقہ تمام رسولوں کا اعلان قرآن میں موجود ہے۔ کہ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ الآیہ (پ ۱۳ ع ۱۴)۔

ترجمہ:- کہا واسطے ان کے پیغمبروں اُن کے نے (یعنی ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت کو یہی کہا کہ) نہیں ہم مگر آدمی مانند تمہاری و لیکن اللہ احسان کرتا ہے۔ اوپر جس کے چاہے بندوں اپنے سے الخ (یعنی جس بندے کو اللہ چاہے نبوّت عطا فرماوے یہ اُن پر اُس کا احسان ہے)

۴۔ مائی عائشہؓ کا اعلان ہے کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَ يَحْلُبُ شَاتَهٗ وَ يَخْدُمُ نَفْسَهٗ (رواہ ترمذی)

ترجمہ:- تھے حضرت ایک آدمی آدمیوں میں سے جوئیں دیکھتے تھے۔ اپنے کپڑے میں اور دودھ نکالتے بکری اپنی کا اور خدمت کرتے اپنی ذات شریف کی (یہی عقیدہ سارے صلحائے اُمت کا ہے)

جناب میں نے ناظرین کی خیر خواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور آپ پر حجت قائم کرنے کے لئے ہزارہا حوالجات سے صرف یہ چار حوالے تحریر کئے ہیں۔ اب آپ بغور ملاحظہ فرما کر سوچیں کہ رسول اللہ کو بشر کہنے والوں میں اوّل خود اللہ تعالےٰ دوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ سوم تمام انبیاء چہارم زوجہ محبوب خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تمام صلحائے اُمت ہیں۔ مگر آپ نے سب کو بہ تحت ظالم بغلیں جھانکنے والے

لکھا ہے۔ اب آپ خود نور کے باپ سے فتویٰ لیں کہ اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام صحابہؓ وصحابیاتؓ اور جمیع مسلمانانِ عالم کو بدبخت۔ ظالم بغلیں جھانکنے والے۔ بیہ ہے پیر رکھ کر بھاگنے والے کہنے والا کافر ہو جاتا ہے یا مسلمان رہجاتا ہے؟

ارے مجذوب صاحب! جبکہ ؎

خبر تم کو اپنے سر کی نہ پا کی
خبر ہو گی کیا تم کو سچے خدا کی

مجذوب:۔ میرے اس مضمون سے جو توصیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شائع کیا گیا تھا۔ بہت سے اللہ کے بھولے بھٹکے بندے برہم ہو گئے۔ اور ایک صاحب نے تو چوتھائی صفحہ کے مختصر مضمون کے جواب میں ۸۰ صفحات کی کتاب لکھ ماری جس کا نام **ندائے محبوب** بجواب **ندائے مجذوب** رکھا۔ اس میں سوائے گالیوں کے کوئی معقول جواب نہ تھا۔ جس کو اہل علم یا اہلِ ایمان قبول کریں۔

محبوب جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ یہاں بھی جناب نے چار جھوٹ بولے ہیں

اوّل۔ یہ کہ مضمون توصیفِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شائع کیا گیا تھا۔ الخ غلط ہے۔ وہ مضمون سراسر توہینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شائع ہوا تھا۔

دوم یہ کہ بہت سے اللہ کے بھولے بھٹکے بندے برہم ہو گئے۔ الخ غلط ہے کیونکہ جابر ہم نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ اور آپ کے ہم خیال وہم مشرب

اور عام مسلمانوں تک اصل دین پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے نیز آپ خود ہی بتائیں کہ تبلیغ بھولے بھٹکے کو راہِ راست پر لانے کے لئے کی جاتی ہے۔ یا یہ ہم کرنے کے لئے اور جس مضمون سے اللہ کے بندے ہی بے ہم ہو جائیں وہ مضمون درست اور توصیفِ رسول میں کیسے ہو سکتا ہے؟

سوم۔ یہ کہ ایک صاحب نے تو چوتھائی صفحہ کے مختصر مضمون کے جواب میں ۸۰ صفحات کی کتاب لکھ ماری الخ یہ بھی غلط اور جھوٹ ہے۔ پونے دو صفحات اور پورے ساڑھے تین کالم کو چوتھائی صفحہ کہنا شاید آپ اور آپ کے دیگر رضاخانی حضرات کے ہاں مسلّم ہو یا آپ نے یہ نئی لغت ایجاد کی ہو۔ اگر آپ کے کوئی ہزار روپے چرا لے اور پکڑا جائے۔ آپ کہیں ہزار تھے۔ وہ کہے کہ نہ جی ایک تھا اور یہ کہے کہ الف کے پاس تین (۱۰۰) نقطے ہی تو ہوتے ہیں۔ اُن سے بنتا ہی کیا ہے؟

چہارم۔ یہ بھی صریح جھوٹ اور بہتان ہے۔ میں نے تو ایک جگہ بھی آپ کو آپ کے باپ کو یا آپ کے کسی دوست اور استاد کو گالی نہیں دی اور اگر آپ کے مضمون میں گالیاں نہیں تو ہماری کتاب میں گالیاں کیسے آگئیں؟
آپ اپنے آئینہ میں اپنی ہی شکل دیکھ لیں ورنہ ہمیں کہنے دیں کہ ؎

اُنہوں نے خودغرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم اُن کو بتا دیں گے!

رہی کتاب "ندائے محبوب" کی مقبولیت! سو وہ پہلے بھی کافی تھی۔ مگر اب آپ کے منہ چڑانے سے مزید چار چاند لگ گئے ہیں۔ اور کافی مانگ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذَالِكَ ! خدا تعالیٰ مزید مقبول بنائے ۔ آمین ٥

مجذوب میں اگر چار چھ ورق تحریر کروں تو مجھے یقین ہے ۔ کہ جواب دینے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں ۔ اور پھر بھی جواب نہ دے سکیں الخ

محبوب:۔ ہاں صاحب ٹھیک ہے جن کے ہاں جاہل اور علم و ادب سے کورے شیخ طریقت امام شریعت ۔ فخر الاؤلیاء اور فقیہہ اعظم بن سکتے ہیں ۔ اُن کے ہاں آپ جیسے غزالیوں کی کیا کمی ہے ؟ ہم ٹھہرے بھولے بھالے سیدھے سادھے اُمی نبی کی اُمی اُمت غلطیوں کے پتلے !

اس لئے آپ جیسے فقیہوں کی فقاہت کا خلاصہ کرنے کے لئے ہمیں شرک و کفر کی نجاست غلیظہ کے دھونے کے لئے اور مومنین ۔ موحدین کو ہر ابولہب و ابوجہل کے جال سے بچانے کے لئے قرآن و حدیث کی روشن دلیلیں ذرا تفصیل سے ہی بیان کرنی پڑتی ہیں ۔ اور آپ کے ماہ طیبہ جون ۱۹۵۲ء کا یہ شعر آپ جیسوں کو سنانا پڑتا ہے کہ ؎

علم پڑھنے سے نہیں ہوتا ولی
جب تلک دل میں نہ ہو حُبِّ نبیؐ

کیوں صاحب ۔ اب تو آپ کی بات پوری ہو گئی ؟ کہ آپ نے ندائے محبوب کا جواب لکھتے لکھتے پورے ساڑھے پانچ صفحات لکھ دیئے ہیں ۔ دیکھئے اس آپ کے علمی مضمون کا جواب ہم سے بن پڑتا ہے کہ نہیں ؟ اس بات کا فیصلہ ناظرین کریں گے ۔ !

مجذوب مصنف ندائے محبوب کا شکریہ جو اُنہوں نے جی بھر کر کوسا پیٹا اور گالیاں دے کر میرا بار ہلکا کر دیا ۔ لیکن اس کا افسوس ہے ۔ کہ محمد رفیق خاں خطیب جامع مسجد اہلحدیث پسرور نے اُن کی توصیف اور شان کم

کرنے میں پوری سعی فرمائی ہے۔ جن کے لئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ حضور کی شان کو کم کرنے کی جدوجہد ندائے محبوب کے منہ پر بدنما داغ بن کر نظر آرہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے (آمین)

محبوب مصنفؔ ندائے محبوب نے نہ آپ کو کوسا نہ پیٹا۔ نہ گالیاں دیں۔ اور نہ آپ کا بوجھ ہلکا ہوا۔ جناب مشرکانہ شوغا شدر کھنے والے کا بوجھ ہلکا ہیں تو کیا۔ بڑے بڑے ولی اور نبی نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ خود مسلمان نہ ہو۔ ابوجہل۔ ابولہب حتیٰ کہ ابوطالب خیر خواہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اپنا بوجھ ہلکا نہ کر سکے۔ ان کو ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ ابوطالب جو آپؐ کا بڑا خیر خواہ تھا۔ اس کو بھی دوزخ میں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کی گرمی سے اس کا دماغ پکے گا دوزخ سے وہ بھی نہ بچ سکا۔

حالانکہ آپؐ کو حرص تھی کہ یہ سب یا کم از کم ابوطالب مسلمان ہو جائے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ج (پ ۲۰ ع ۹) تحقیق تو نہیں ہدایت کرتا جس کو چاہے و لیکن اللہ راہ دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

نیز ندائے محبوب توصیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھری ہوئی ہے صحیح توصیف آپ کو بدنما داغ دکھائی دیتے ہیں۔ چمگادڑ کے لئے تو دن بھی رات ہے۔ اس کو بس اُلٹا ہی لٹکنا آتا ہے۔ روشنی اس کے لئے اندھیرا ہے اور اندھیرا روشنی؟

آنکھیں اگر نہ ہوں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا؟

مجذوب بگر حضور کی شان کے اظہار سے کیوں مولانا نے رونا شروع کر دیا۔ جو لکھا ہے ع

روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں؟

اس کے معنے یہ ہوئے کہ محبوب خدا کی توصیف کرنا آپ کو ستانا ہے؟ کیوں ہے نا یہی منشاء آپ کے اس مصرعہ کے لکھنے کا یا کچھ اور ہے؟

محبوب :۔ مجذوب صاحب! سے

یہ اُلجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں

بے محابا گفتگو اچھی نہیں!

پہلی بات ۔ جبکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (بخاری ومسلم) نہ زیادتی کرو تم بیچ تعریف میری کے جیسے کہ زیادتی کی نصارٰی نے بیچ تعریف عیسٰی بیٹے مریم کے پس سوائے اس کے نہیں کہ میں بندہ اس کا ہوں پس کہو بندہ اللہ کا اور رسول اس کا۔ گویا آپ کی مرضی یہی ہے کہ مجھے میری اُمت اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول مانے یہی حق ہے اس سے آگے مالکِ کُل مختارِ کُل قاضی الحاجات۔ مشکل کشاد۔ حاضر وناظر بگڑی کا

بنانے والا وغیرہ الفاظ بہت بڑی تعریف کے ہیں۔

نتیجہ: صاف ہے کہ ایسے الفاظ و القاب سے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے تھے۔

حدیثِ بالا کی موجودگی میں ایسے الفاظ منہ سے نکالنے والا انصاری کا بھائی ہے اور نصاریٰ دشمنانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں۔ اب آپ خود فرمائیں کہ جو کوئی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو تکلیف دینے اور ستانے کی کوشش کرے۔ وہ کسی مسلمان موحد امتی کا کب خیر خواہ ہو سکتا ہے؟

اسی لئے ہمیں صاف اقرار ہے کہ ہمارے رسول، نبی، محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلاف شرع حد سے بڑھ کر در پردہ دشمنی کر کے ظاہر منافقانہ چال سے جھوٹے مجنوں بن کر مدح اور توصیف کرنا ہمیں اور جمیع اہل اسلام کو ستانا ہے[1]۔

مجذوب صاحب! ؎

صاف گوئی کی یہ صاف باتیں ہیں
چاہے جو کچھ کہا کرے کوئی

دوسری بات:- (۱) آپ کو یہ یاد کرانی ہے کہ آپ کا مذہب یہ ہے دیو رافضی تبرائی۔ وہابی۔ دیوبندی۔ وہابی غیر مقلد۔ قادیانی چکڑالوی۔ نیچری۔ ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں۔ اور کیسے ہی متقی پرہیزگار

[1] آپکی مذکورہ بالا بات کا مکمل جواب میں پہلے ہی اپنی بہترین کتاب جھنڈے لئے محبوب! میں دے چکا ہوں دیکھیں ص ۱۲ تا ص ۱۸ بغور ملاحظہ فرمائیں

بنتے ہوں۔ کہ یہ سب مرتد ہیں۔ الخ دیکھو اپنے رضاخانی مزاج کی کتاب (احکام شریعت حصہ اوّل ص۶ و ص۶۱ و ص۶۸ و ص۲۱۶۹)

(۲) عرض اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟
ارشاد نکاح تو ہو ہی جائے گا۔ اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھائے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے۔ جو حرام ہے۔ لہذا احتراز لازم ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص۱۲۲)

(۳) ان کے پیشوا اشرف علی تھانوی۔ اور محمد قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی کے وہ اقوال کفر ضلال ہیں جن پر علمائے عرب و عجم نے کفر و ارتداد کا حکم صادر فرمایا ہے۔ ان کو کافر مرتد خارج از اسلام بتایا۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ٹھیرایا۔ ان کے ساتھ سلام کلام میل جول حرام بتایا۔ اُن کی امامت حرام ان کی تعظیم و توقیر کفر۔ ان کو مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا منع یہ سب احکام فتاویٰ حسام الحرمین میں موجود ہیں۔[۱] دیکھو اپنی کتاب مناظرہ تلون ۱۹۲۳ء)

مجذوب صاحب! آپ مندرجہ بالا تینوں حوالے بغور پڑھ کر پھر ذرا سوچ سمجھ کر ہمیں یہاں اوّل تو یہ بتائیں۔ کہ آپ نے بجھے مولانا کیوں اور کیا سمجھ کر لکھ دیا ہے۔ جبکہ آپ کے علماء نے

[۱] مشین کفر مفصل دیکھنی ہو تو برہنہ شمشیر ملاحظہ کرو۔ جو بقیمت دو روپیہ ۲۵ پیسے سے مکتبہ اہلحدیث پسرور سے ملتی ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

مجھ جیسوں کے ساتھ ایسی سختی کا برتاؤ کیا ہوا ہے؟؟

دوم:- آپ یہ بتائیں کہ میرا اور آپ کا مولا کون ہے؟ آپ نے مجھے "اپنا" **مولا** لکھا ہے؟ حالانکہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ کی شان کے لیئے " اَنْتَ مَوْلٰنَا " آتا ہے۔ یعنی اے اللہ تو ہی ہمارا مولا ہے۔ آپ اپنے مولویوں کو تو مولانا لکھتے ہی تھے۔ یہاں مجھے بھی مولانا لکھ مارا؟ ہم تو آپ کے نزدیک کافر۔ مرتد۔ اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ اور کافر ومرتد کی تعظیم وتوقیر کفر ہے

لہٰذا اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق مندرجہ بالا باتیں صحیح ہیں۔ تو پھر اس کلمۂ مذکورہ سے آپ میری عزت کر کے اپنے علماء کے فتوٰی کی بناء پر کافر ہو چکے ہیں! فرمائیں تو سہی۔ کیا آپ بشیر صاحب کے ہاتھ پر نئے سرے سے مسلمان ہونیکی بیعت کرینگے؟ یا یہاں بھی آپ نور ٹونٹی۔ (۴۲۰) ہی چلائیں گے؟؟ آہ سچ ہے ؎

احمق ہو کہ دانا ہو، پاگل یا دیوانہ ہو
اندھا ہو یا کانا ہو جب کھیر حلوا کھاتا ہو

تو سب کی رال ٹپکتی ہے، فور ٹونٹی چلتی ہے

مجذوب: دیکھئے خاں صاحب! مجذوب کے معنی پاگل دیوانہ ہے۔ لکھا ہے اللہ کرے **زورِ قلم اور زیادہ**! سوچئے جو جنگل اور گلی کوچہ کی خاک چھانتا پھرے۔ اس کی بصیرت۔ تجربہ معلومات زیادہ ہوں گی۔ یا اس محبوب کی جو حویلی کے اندر مسہری اور نرم نرم بستروں پر پڑے ہوئے ڈنڈ پیلتے ہیں۔

محبوب: ہاں صاحب سوچ لیا۔ جنگل اور گلی کوچہ کی خاک واقعی

پاگل۔ دیوانہ۔ بے ہوش دین و ماذہب سے بے خبر۔ یا فریبی۔ دھوکہ باز وہ مکار پیر۔ جو ننگ دھڑنگ ہو کر پھرے اور بریلی کے پاگل خانہ میں جانے کے لائق ہو جو لوگوں کو فریب دینے کے لئے جگہ جگہ کی خاک چھانتا اور چاٹتا ہے اسی کے لئے بریلی کے پاگل خانہ سے یہ ندا صبح و مسا آتی ہے کہ جو ننگا ہو وہ پورا ولی اور بالکل کپڑے اتار کر اپنی مریدنیوں کو سارے استھان کی زیارت کراتا پھرے۔ وہ پورا ولی ہے۔ جنابِ من! ایسے ہی مکار شخص کو آپ کے ہم مشرب حضرات "مجذوب" کہتے ہیں" اور شریعت مطہرہ ایسے کو مجنون دیوانہ۔ پاگل۔ یا پھر مکار راہب کہتی ہے۔ اور لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بامراد موجود ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔

(۲) یا پھر جنگلی اور گلی کوچہ کی خاک جانور۔ گدھے۔ کتے۔ بلے۔ سور گیدڑ بجو۔ دیگر درندے وغیرہ چھانتے اور چاٹتے ہیں۔ آپ جدھر چاہیں اپنا انتخاب خود کریں اور سوچ لیں کہ پاگل۔ دیوانے بے خبر اور مذکورہ بالا جنگلی جانوروں کی معلومات زیادہ ہوگی۔ یا صحیح عقیدہ صحیح دماغ اور امن امان والے انسان کی؟

رہا حویلی کے اندر مسہری اور نرم نرم بستر پر پڑے ہوئے ندا دینا یہ شکر گذار حلال خور اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار اور سُنّتِ انبیاء پر عمل کرنے والے کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان موحد۔ دیندار کو آرام و راحت نصیب فرماوے آمین۔

میری مندرجہ بالا بات پر قرآن و حدیث میں ہزاروں دلائل موجود ہیں جو آپ جیسے متعصب اور دیوانے سے مخفی ہیں۔ مگر اہل علم پر پوشیدہ نہیں، ضرورت ہوئی تو جواب ثالث میں مفصل لکھ دوں گا۔

نیز - تجربہ شاہد ہے مندرجہ بالا عبارت میں بھی آپ نے منافقانہ روش اختیار کی ہے۔ کہ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ" یہ دلی دعا نہیں بلکہ یہاں تقیہ سے کام لیا ہے۔ اور یہی نفاق ہے۔ اور منافق کے متعلق آپ کے دادا استاد کا فیصلہ ہے کہ" لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَاِنَّهٗ اِنْ يَّكُنْ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔ (دیکھو ملفوظات احمد رضا خاں صاحب بریلوی حصہ سوم ص ۶۲)

بس ثابت ہوا کہ اگر تم نے مجھے دل سے دعا دی ہے۔ تو تم پہلے تین نمبران مذکورہ کی روشنی میں خود کافر۔ مرتد۔ دوزخی ہوئے۔ اور اگر دل سے نہیں یوں ہی جھوٹ موٹ دکھاوے اور نہ ہو کہ دہی کے لئے دعا کی ہے۔ تو منافق ٹھہرے۔ اور تم کو سیّد کہنے والے بشیر صاحب وغیرہ غضب خدا میں مبتلا ہوئے۔ **بہر** صورت آپ کو توبہ کی راہ لینی ہوگی۔ ورنہ وہی مثال صادق آئے گی کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

مجذوب آپ کو اپنے تغافل عارفانہ کی قسم۔ وہ گھڑی بھی یاد ہے جب آپ اور آپ کے ہم عقیدہ بھولے بھالے مسلمانوں کو قرآن کی آئتیں سُنا سُنا کر اور غلط ترجمے کر کر کے گاندھی جی کے جھنڈے تلے لے جاتے تھے اور مسلم لیگ کے ووٹ دینے والے کو کافر کہہ کر فتوی لگاتے تھے۔ وہ دور نازک تھا جب ہم اپنے خون کے گارے سے پاکستان کی بنیادیں اینٹیں لگاتے تھے۔ اور رسول کو بشر کہنے والے اکھیڑ اکھیڑ کر پھینک دیتے تھے۔ کیا کوئی مثال ہے کہ تم نے اور تمہارے ہم عقیدہ لوگوں نے مسلم لیگ کو ایک ووٹ بھی دیا ہو الخ

محبوب۔ مجذوب صاحب آپ کو چوٹ پڑ رہی ہے مگر آپ کا دماغ ٹھکانے پر نہیں آتا۔ آپ کے دماغ میں شرک و بدعت کا گوبر تو پہلے ہی بھرا ہوا تھا۔ اب غیر اللہ کی قسم کھا کر مزید گندگی بھر لی ہے۔

دیکھئے حدیثِ پاک میں ارشادِ نبیؐ ہے کہ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ جس نے اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی قسم اٹھائی بلاشک اس نے شرک کیا اور شرک کرنے والا مشرک ہے۔ اور مشرک کی بخشش نہیں۔ وہ دوزخی ہے۔ اب حدیث بالا کی روشنی میں سوچو کہ تمہارا کیا حال ہوگا؟

رہا کسی کا غلط ترجمہ کرنا سو یاد رہے جان بوجھ کر غلط ترجمہ کرنے والے کو ہم کافر سمجھتے ہیں

ہاں! آپ نے جو نداءِ مجذوب اور دُرّۂ مجذوب میں بالکل

غلط مضمون لکھا ہے۔ اس کا اکثر حصہ جھوٹ اور غلط ہے۔ اس کا ترجمہ بھی غلط ہے۔ جس کی نشان دہی میں نے ندائے محبوب اور اس دُرّۂ محبوب میں کرادی ہے۔ اس کو سامنے رکھ کر آپ اپنی خیر منائیں۔!

جھوٹ ۳ بولنا۔ یا لکھنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ط (پ ۱۴ ۲۰)

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ باندھ لیتے ہیں جھوٹ وہ لوگ کہ نہیں ایمان لاتے ساتھ نشانیوں اللہ تعالےٰ کے اور یہ لوگ وہی ہیں جھوٹے اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنے والا بے ایمان ہوتا ہے مگر آپ اس سے بھی نہ بچ سکے۔

مجھے ۴ دوسروں کا پتہ نہیں میں اور میری اکثر جماعت اہلحدیث لیگ میں شامل تھی۔

لیاقت علی خاں ہمارے ضلع کرنال کے سرکردہ لیڈر لیگی تھے۔ اور ہم نے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا کر اُن کا ساتھ دیا تھا۔

نواب محمد ووٹ صاحب زندہ موجود ہیں۔ ان کو خط لکھ کر پوچھ لو کہ تم کو حلقۂ جلال آباد سے جماعت اہلحدیث اور خاصکر قوم راجپوت (اہلحدیث) نے ہندو اور سکھوں کے مقابلہ پر بھاری اکثریت سے جتایا کہ نہیں؟

صوفی عبدالحمید صاحب جو میری برادری کے آدمی ہیں۔ اُن سے ہی

معلوم کریں کہ ضلع کرنال میں آپ کی طرف داری قصبہ ہا بڑی ضلع کرنال کے تمام راجپوتوں نے سرنہٹر کی بازی لگا..... کر آپ کو کامیاب کیا کہ نہیں ؟

لیگ کی طرف داری ہندو اور سکھ کا مقابلہ کرتے ہوئے جان کی بازی لگا کر سر منہ زخمی کرایا اور اپنا باہیاں بازو بھی شہید کرا لیا۔ اس امر کی تصدیق جنڈیالہ گرو ضلع امرتسر کے جملہ مسلمانوں سے کرا لیجئے۔ جو گوجرانوالہ حافظ آباد۔ لائل پور اور لاہور۔ راولپنڈی وغیرہ میں آباد ہیں !

اِسی ضلع سیالکوٹ کے باشندوں سے پوچھ لیں کہ میرے بزرگ محترم۔ خادم دین قویم حافظ مولانا محمدؐ ابراہیمؒ صاحب مرحوم لیگ کے ووٹوں کی خاطر کلکتہ تک تشریف لے گئے۔ لیگ کی حمایت کرنے والے اور مال و زر خرچ کرنے والے خاص سیالکوٹ کے ہزاروں اہل حدیث اب تک زندہ موجود ہیں۔

مگر آپ نے اپنی اور اپنے بزرگوں کی پرانی عادت کے مطابق بغیر سوچے سمجھے اپنی آنکھوں پر ضد و تعصّب کی پٹی باندھ کر اندھا دُھند لایعقل ہو کر بلا کسی نقلی ثبوت کے دیوانگی میں آکر ہم پہ یہ بہتان لگایا ہے کہ تم مسلم لیگ کے ووٹ دینے والے کو کافر کہہ کر فتویٰ لگاتے تھے۔ نعوذ باللہ اس بہتان کی سزا آپ کو اللہ تعالےٰ ہی دیگا !! ہم تو صرف یہی کہیں گے کہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ؕ

آہ بادۂ عصیاں سے دامن تر بہتر ہے شیخ کا
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاحِ عالم ہم سے ہے

مجذوب صاحب! ہم پرانے لیگی ہیں۔ پاکستان بننے سے پہلے بھی ہم مشہور لیگی اور ہندو سکھوں کی آنکھ کے کانٹے تھے۔ امرتسر اور اس کے مضافات میں سر دھڑ کی بازی لگا کر اسلام کی ہر طرح عزت بچانے میں بفضل خدا ہم پیش پیش تھے!! مگر تم مزارات میں پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے!!!
کئی مرتبہ کفار کا ہم سے مقابلہ ہوا۔ اور ہم نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بحمد للہ تعالیٰ عام مسلمان اور علاقہ کے مشہور لیڈر ہمیں ہنوز جانتے ہیں۔ اور پہچانتے ہیں کہ واقعی یہ سچے مجاہد مسلمان ہیں۔ اور اپنے حقوق مذہبی کے لئے لڑ جانے والے ہیں
اللہ کے فضل سے یہ پاکستان ہماری مجاہدانہ
کوششوں کا نتیجہ ہے ہم نے پاکستان
کے لئے سب کچھ لٹا کر کیسی کیسی مصیبت
کا مقابلہ کیا۔ اور کیا کیا دیکھا وہ
آپ مندرجہ ذیل اشعار میں
ملاحظہ
فرمائیں

کیا کیا دیکھا[۱]

ہو نہیں سکتا بیاں آنکھ نے کیا کیا دیکھا
دیر تک صبحِ وطن شامِ غریباں ہی رہی
ایک کی ہم نے ہزاروں سے لڑائی دیکھی
لڑ گئے گرچہ نہتّے بھی تھے محصور بھی تھے
ہم نے بدلے ہوئے احباب کے تیور دیکھے
ہم نے بدلی ہوئی ہر چیز کی صورت دیکھی
جان محفوظ نہ اولاد نہ عزت نہ مال
ہم نے قانون کو انصاف کو مردہ پایا
زندگی خوف تباہی کے سوا کچھ بھی نہ تھی
ہم نے وہ دیکھا کہ دشمن کو دکھائے نہ خدا
وہ سخی حاتمِ ثانی جنہیں کہتے تھے سبھی
وہ جری جنکے اشاروں پہ قضا کھیلتی تھی
بھوک میں سہمے ہوئے بچوں کی صورت دیکھی
باپ کے سامنے بیٹوں کے گلے کٹتے دیکھے

دیر تک اپنے مقدر کا تماشا دیکھا
دیر تک دیس میں پردیس کا نقشہ دیکھا
دورِ کفر میں ایمان کا جلوہ دیکھا
دیکھا ہر شوقِ شہادت کا تقاضا دیکھا
ہمنے بپھرے ہوئے اغیار کا تہیّا دیکھا
ہم نے بگڑا ہوا ہر بات کا نقشہ دیکھا
سامنے آنکھوں کے گھربار کو لٹتا دیکھا
ہم نے تہذیب کو اخلاق کو رسوا دیکھا
زخم زندہ رہے جس کا نہ مداوا دیکھا
جس طرف اٹھی نظر موت کا پہرا دیکھا
اُن کا فاقوں سے اترتا ہوا چہرہ دیکھا
انکو مجبوری و حسرت کا سراپا دیکھا
چوٹ کھا کھا کے بزرگوں کو تڑپتا دیکھا
ماؤں کی گود میں بچوں کو بلکتا دیکھا

۱؎ یہ نظم ۱۹۴۸ء میں اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔

شیر خواروں کے گلے خون میں تر دیکھے ہیں
بار خسوں میں کہیں سایہ تھا نہ دیوار نہ در
ہم نے بربادی اسلام کی صورت دیکھی
ہم نے توہین مساجد کے مناظر دیکھے
عِصمتِ دُخترِ اسلام سے کھیلے کافر

نوجوانوں کو تہہ تیغ تڑپتا دیکھا
کبھی پالا نہ پڑا جس سے وہ پالا دیکھا
ہم نے بیدردئ کفار کا نقشہ دیکھا
ہم نے قاذیل مقابلہ کا تماشا دیکھا
جَبر کے کاندھوں پہ غیرت کا جنازہ دیکھا

دیکھتے جاتے تھے اور کچھ بھی نہ کر سکتے تھے
تھے جو مجبورِ نظر جو بھی نظر آیا دیکھا!

نوٹ:- مجذوب صاحب بتائیں آپ نے عقابر و مزارات میں کیا دیکھا؟

یہ وہ ہیں

ہمارے ہی متعلق مسٹر غلام محمدؐ صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ ؎

یہ وہ ہیں گردشِ ایام نے جن کو ستایا ہے
جنہیں تقدیر نے محتاج اپنوں کا بنایا ہے
یہ وہ ہیں جن کی قربانی وطن کے کام آئی ہے
انہیں کے دم سے آزادی کی دولت ہم نے پائی ہے
یہ وہ ہیں قوم کی خاطر جنھوں نے گھر لٹائے ہیں
مہاجر جن کے قدموں۱؎ میں تمہارے آج آئے ہیں

۱؎ قدموں میں غلط ہے یوں ہوتا مہاجر ین کے یہ تمہارے پاس آئے ہیں.

یہ وہ ہیں جن کے بچوں کو بھی ظالم نے نہ چھوڑا تھا
کھاوتا سامنے ماں باپ کے اُلفت کا توڑا تھا

یہ وہ ہیں کارواں جن کا ابھی ہے دور منزل سے
یہ وہ ہیں جن کی کشتی ہے ابھی تک دور ساحل سے

یہ وہ ہیں جن کے گلشن میں نہیں اب تک بہار آئی
لکھی ہے جن کی قسمت میں بڑوں[۱] کے در کی رسوائی

یہ وہ ہیں جن کی دنیا ہی انوکھی ہے زمانے سے
جگر کا خون پینا - کام ہے آنسو بہانے سے

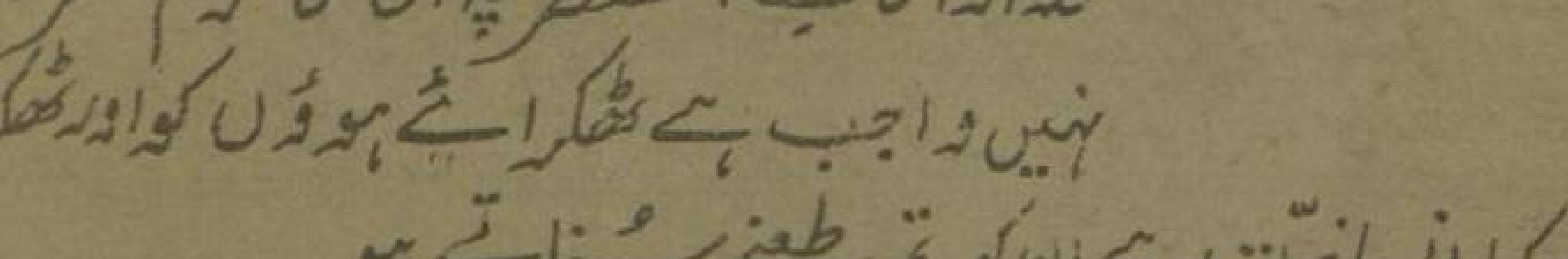
یہ وہ ہیں جن کی آہیں بے اثر ہرگز نہ جائیں گی
یقیناً ایک دن وہ عرشِ اعظم کو ہلائیں گی

خدارا حالتِ مضطر پہ ان کی کرم فرماؤ
نہیں واجب ہے ٹھکرائے ہوؤں کو اور ٹھکراؤ

یہ کیا انسانیت ہے ان کو تم طعنے سناتے ہو
بجائے زخم پر مرہم، جو تم نشتر لگاتے ہو

یہی آزاد کہتا ہے لگا لو ان کو سینے سے
بڑھے گی عظمتِ ملت فقط اُن کے ہی جینے سے

(بشکریہ برق لاہور)



۱؎ بڑوں کا بڑا اللہ تعالیٰ ہے۔ بس اپنے ہی در کا محتاج رکھے۔ آمین۔

تصویر کا دوسرا رُخ

بریلوی مشن میں مسلم لیگ اور اس کے حامیوں پر فتویٰ کفر

اگر دیکھنا چاہیں۔ تو مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ فرمائیں

(۱) الدلائل القاہرہ الخ جس میں آپ کے مولوی احمد رضا خاں صاحب، سے لے کر دیدار علی شاہ صاحب تک پورے اسّی بریلوی حضرات کے فتوے موجود ہیں۔

(۲) احکام شرعیہ نوریہ (مصنفہ حشمت علی رضوی صلا)

(۳) مسلم لیگ کی زرّیں بخیہ دری مصنفہ سید ادلاد رسول صلا

(۴) الجوابات السلفیہ علیٰ دماء السوالات اللیگیہ صلا ۱۴و۱۱ اور صلا ۲۹

ان مندرجہ بالا کتب و حوالجات سے آپ کو پتہ چل جائے گا۔ کہ جب ہندوستان کی چالیس کروڑ آبادی اپنی قسمت کا فیصلہ کر رہی تھی۔ تو اس وقت اکثر بریلوی حضرات آپ کی طرح دیوانے ہوئے پھرتے تھے۔ نہ کانگرسی تھے۔ نہ لیگی اور نہ ہی الگ اُن کا کوئی خاص نظام تھا۔ بلکہ بندروں کی طرح شیطانی ریوڑ بن کر نیم دروں نیم بروں تھے۔ کانگرس میں اس لئے پورے طور سے داخل نہ ہوئے۔ کہ یہ کافروں کی جماعت ہے۔ لیگ سے اس لئے الگ رہے کہ اس میں دیوبندی اور اہلحدیث شامل ہیں۔ اور جلسوں پارٹیوں اور مجلسوں میں ان کی توقیر ہوتی ہے۔ ان کے لئے زندہ باد کے نعرے لگتے ہیں۔ اور رہے بریلوی یہ خود نہ جماعت تھے۔ نہ کوئی ان کا سہرا تھا۔ خود کسی قابل نہ ہو کر بھی دوسرے مسلمانوں کا حسد کر کے شیطان کی راہ لیتے رہے آگا یہ ہے کہ

؎ حاسدِ شیطان کے دل پر سخت گزرے گا قلق
اِبنِ آدم جب چلے گا باغ رضواں کی طرف

مجذوب:- آج پھر ہمدردی کے پردے میں فرقہ وارانہ فساد کرانے کے لئے جگہ جگہ تدبیریں اور زہریلی تقریریں کی جارہی ہیں۔

ع توحید کے پردے میں یہ معرکہ آرائی!

خفا نہ ہونا پانی وہیں مرے گا جہاں پر نشیب ہو۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ؎

گاندھی کے تھے جو کل حبیب آج یہاں ہیں وہ خطیب
وہ بھی خدا کی شان تھی یہ بھی خدا کی شان دیکھ!

مجبوب:- میں مثالاً اور کئی رسالوں کے حوالوں سے یہ ثابت کرچکا ہوں۔ کہ آپ اور آپ کے گروہِ غالیہ کے اکابرین علماء خون کے گارے سے* پاکستان کی بنیادیں اینٹیں نہ لگاتے تھے۔ بلکہ آپ کے مرکزی علماء حسد و بغض اور تعصّب کی آگ میں سڑے ہوئے پیشاب کے گارے سے ڈھیلے بنا کر مسلم لیگ اور پاکستان کی طرف پھینکتے تھے۔ کیوں کہ ان کی حامی دیوبندی اور اہل حدیث کی اکثریت تھی **کیا فرمایا؟** آج یہاں ہیں وہ خطیب ہ دوستِ مَن یہ بندۂ حقیر تو مسلم لیگ کے الیکشن اور پاکستان بننے سے پہلے بھی خطیب ہی تھا۔ اگر یقین نہ ہو تو دیکھو میری کتاب صداقت کی صدا **بجواب گنبدی صدا** کا پہلا ایڈیشن اس کے ٹائٹل پر میرا نام و پتہ موجود ہے۔

رہے گاندھی اور کانگریس والے سو اُن کے ہم یعنی خود میں میرے محترم اُستاد۔ اور میری پوری جماعت اہلحدیث کے جملہ افراد سخت ترین دشمن و مخالف تھے۔ اُن کے خلاف ہمارے پاس اُس وقت کی تحریریں موجود ہیں۔ جب کہ تم نے اور تمہارے حسن نظامی جیسوں نے گائے کھانا سُور کے برابر ٹھہرایا تھا۔ مگر ہم نے دہلی میں اُن کا مقابلہ کیا اور گائے کے گلے میں جوتیوں کا ہار پہنا کر گلی کوچوں میں پھرا کر ذبح خانہ میں لے گئے تھے۔ بریلویوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر وہ گائے ہم سے چھڑا دی تھی۔ ہم نے اس زمانہ میں ستر (۷۰) روپیہ میں دوسری گائے اور خریدی۔ اور کمیلہ میں لے جا کر ذبح کر دی اس وقت جان و مال کی بازی ہم نے ہی لگائی تھی۔ پھر دیگر مسلمانوں نے گائے ذبح کرنی شروع کی تھیں؟

جناب من! آپ کو کیا پتہ کہ دُنیا کدھر بستی ہے آپ کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ ع

تو گدھی کمہار کی تجھے رام سے کیا کام؟

دوست! آپ فضول بدگمانی میں ڈوبے ہوئے ہیں، نہ ہم نے محض دکھاوے کی ہمدردی کا پرچہ پہلے کیا نہ اب کریں۔ نہ فرقہ دارانہ فساد کی غرض سے تقریریں و تدبیریں پہلے کی نہ اب کریں۔ آپ یقین جانیں ہم ایسے خیالات رکھنے والے انسان کو بے ایمان اور دشمنِ اسلام جانتے ہیں!

ع **اگر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم کو خدا سمجھے؟**

ہاں! یہ بھی سن لیجئے کہ آپ نے مجھ اور میری جماعت اہل حدیث پر جھوٹ باندھا۔ اور بہتان لگایا ہے اس لئے اَلْكَذَّابُ لَيْسَ بِاُمَّتِیْ کی موجودگی میں آپ اُمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خارج ہو کر سابقہ تحریر شدہ آیت کی روشنی میں بے ایمان اور دوزخی بن گئے ہیں۔!

اس لئے مجھے یہ کہنے دیجئے کہ۔ خفا نہ ہونا پانی وہیں مرے گا جہاں پر نشیب ہو۔ اور یوں بھی کہنے دیجئے اللہ اکبر ۔

پیدا ہوئے تم جنتی اب ہو دوزخ کے قریب
وہ بھی خدا کی شان تھی یہ بھی خدا کی شان دیکھ!

مجذوب :۔ دیکھئے خاں صاحب آپ نے صفحہ اوّل پر اپنے آپ کو الحاج مولانا ابو الشفیق محمد رفیق خاں خطیب جامع مسجد پسرور لکھا ہے۔ اور صک پر یہ شعر لکھا ہے۔

تو مرتا ہے جان دیتا ہے نمود کے لئے
تیرے لئے وہی ہے جو نمرود کے لئے

محبوب :۔ مجذوب صاحب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نگاہ کام نہیں کرتی؟ صفحہ اوّل پر یوں لکھا ہے۔

"از تالیف" مناظر اسلام حضرت الحاج مولانا ابو الشفیق محمد رفیق خانصاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث پسرور ضلع سیالکوٹ۔
ناشر۔ مینجر مکتبہ اہلحدیث پسرور ضلع سیالکوٹ۔

اب اپنی عبارت اور اس عبارت کو ملا کر دیکھئے کہ کتنے الفاظ کی آپ نے خیانت کی ہے۔ اور وہ بموزی القاب کس کے لکھے ہوئے ہیں؟ اسی علمیّت پر حضرت کو ناز ہے؟ کیا خیانت کرنا مسلمان کی شان ہے۔ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان کہ خائن جنت میں نہ جائے گا۔ یاد کرو اور ہوش کے ناخن لو عقل کے پردے میں بیٹھو۔ دیوانگی دور کرو۔ دین خداوندی سے گمراہ نہ ہو۔ شرم وحیا کا دامن نہ چھوڑو۔ ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ ؎

بے حیا اور بھی دنیا میں پھرتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بیحیائی آپ کی

مجذوب۔ صفحہ ۵ پر آپ نے موٹے حرفوں میں لکھا ہے۔ مجذوب کی ایمانداری۔ صداقت وہ ہے جس کی مخالف بھی تصدیق کریں ؎

ہیں ہوش وحواس اپنے اس واسطے کھو بیٹھا
تم نے جو کہا مجھ کو دیوانہ ہے۔ دیوانہ!

مجبوب: ؎

قیامت خیز پُر غم ہے افسانہ میرا
نہ کھلواؤ زباں میری نہ اُٹھواؤ قلم میرا

ہم نے تو ناظرین کو مطلع کیا ہے کہ بریلوی جو ایماندار بنتے ہیں۔ اُن میں سے ایک مجذوب بھی ہے۔ اُس کی ایمانداری دیکھو کہ قرآن

کی آیت کا غلط بے محل ترجمہ کر رہا ہے اور نہ آیت و حدیث کو خلط ملط کر رہا ہے۔ اس سُرخی کے تحت آپ کی بے ایمانی بیان کی گئی ہے جبکہ آپ نے نظر انداز کر دی۔ ہم نے حاشیہ ۲ صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ "آیت پوری نہ لکھی بلکہ اس کو بگاڑ کر مطلب کو خراب کر کے اپنے ناظرین کو دھوکا دیا ہے الخ اور حاشیہ ۳ پر لکھا ہے کہ "یہ حدیث کا فقرہ ہے جسے بے ایمانی سے آیت کے ساتھ ملا دیا ہے"

اے ناصر و قاصر انسان۔ جب آپ نے ندائے محبوب کو بغور پڑھا ہی نہیں تو جواب کیا؟ ہم نے مجذوب کی ایمانداری کی سُرخی یہ بتانے کے لئے جمائی ہے۔ کہ آپ کی بے ایمانی کا لوگوں کو پتہ چلے اگر اتنا لکھنا (مرزا غلام احمد صاحب) کی پیشگوئیوں کی طرح آپ کو خورش کرتا ہے۔ تو یہ آپ کی نادانی ہے!

ایک سوال:۔ آپ کے بزرگ جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم کو ملفوظات حصہ دوم ص۴۶ کی سطر ۱۰ پر گنگوہی صاحب اور سطر ۱۲ پر بزرگوار لکھا ہے!

حالانکہ آپ کی غالی پارٹی ان کو نعوذ باللہ باتفاق کافر۔ مرتد۔ اور دائرہ اسلام سے خارج کہتی ہے اُن کی عزت و بزرگی کرنا حرام اور اُن کی تعظیم و توقیر کفر جانتی ہے۔ فرمائیے ایسا لکھنے سے وہ آپ کے احمد رضا خاں صاحب بھی کافر ہو گئے؟ کیا مولانا رشید احمد صاحب کی بزرگی آپ نے تسلیم کر لی؟؟

کیا ۳ صداقت وہ جس کی مخالف بھی تصدیق کریں۔ والا فقرہ

یہاں بھی صحیح ہے ؟؟؟ جواب دیں اور جو جواب آپ دیں گے۔ وہی
ہمارا سمجھ لیں!

بھائی صاحب! یہ بات صحیح ہے کہ آپ واقعی اپنے ہوش و
حواس کھو بیٹھے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ؎

تم ہوش و حواس اپنے بیکار ہی کھو بیٹھے
خوش ہو کر یا تھا اپنے ایمان سے دھو بیٹھے

آخری بات۔ رہی آپ کی آخری بات کہ ع تمنے کہا مجھکو دیوانہ ہے دیوانہ
یہ آپ مجھ پر بہتان لگا رہے ہیں۔ میں نے آپ کو دیوانہ نہیں کہا۔ بلکہ آپ
اپنے کو خود مجذوب لکھتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ مجذوب کے کیا
معنے ہیں؟

چونکہ ا۔ آپ جینی اور سناتنی دھرم مشرکوں کی طرح غیر اللہ کے
پجاری ہیں۔ انبیاء۔ اولیاء اور بزرگانِ دین کو حاجت روا مشکل کشاء
حاضر و ناظر۔ مختارِ کل مانتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو
دیوانہ ہی نہیں جانور فرماتا ہے۔ اور جانور ہی نہیں بلکہ جانوروں
سے بھی برا اور شر الدواب فرماتا ہے۔ دیکھو قرآن پاک (پ ۹ ع ۱۲ و پ ۱ ع ۳)
اب خود بتائیں کہ اللہ تعالےٰ کی خلاف ورزی کر کے ہم مشرک
کو صحیح انسان کیسے کہہ سکتے ہیں؟ علامہ مسلم رح فرماتے ہیں کہ ؎

کیسے اے مشرک بھلا انسان ہم سمجھیں تجھے
جبکہ اللہ نے تجھ کو کہا شر الدواب؟

مجذوب:۔ ہاں آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ حضورؐ کو اونٹ نے سجدہ کیا پھر تو اور بڑے شرم کی بات ہے۔ کہ حیوان تک اس قدر ادب کریں۔ اور ہم انسان ہو کر حضورؐ کو اپنا جیسا بشر سمجھیں۔ آپ کے نزدیک تو اس اونٹ نے شرک کیا؟

محبوب:۔ مجذوب صاحب! یہ تو آپ نے بہت بڑی چھلانگ ماری آپ کا خیال ہوگا کہ ہم سمجھ لیں گے۔ کہ یہ بات آپ نے خود سوچی ہے؛ نہیں صاحب یہ تو وہ پرانی بات ہے۔ جو آپ کے بڑے بھی کہتے ہی چلے گئے ہیں۔ خیر ہمیں کیا کام تو ذرہ دلائل سے آپ کی خدمت کرنا ہے۔ لہٰذا ہوشیار ہو کر اور آنکھیں پھاڑ کر جواب ملاحظہ فرمائیں؟

دیکھئے صاحب! اونٹ حیوان بے زبان ہے۔ اس کا وہی ادب تھا۔ جو اُس نے کیا۔ خدا کی طرف سے وہ کسی ادب کا مکلف نہ تھا۔ حیوان پر کوئی حدِ شرعی قائم نہیں کی جا سکتی۔ لیکن آپ انسان ہو کر احکام شرعیہ کے مکلف ہیں۔ وہی کام اگر آپ کریں گے۔ جو اونٹ نے کیا تھا تو ہم آپ کو شریعت کی پیروی میں مشرک قرار دیں گے۔ کیوں کہ اسی جگہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کرام کو سجدہ سے روک دیا تھا۔ منع کر دیا تھا۔ خود سمجھا دیا تھا۔ کہ یہ کام جانوروں کا ہے۔ انسان کا نہیں۔ جو انسان ہو کر ایسا کرے گا۔ وہ پکا بے ایمان مشرک اور دوزخی ہو جائے گا۔! اگر آپ کے نزدیک یہی ٹھیک ہے کہ جو اونٹ کرے وہ ہمیں ضرور کرنا چاہیئے۔ تو کہا جا سکتا ہے کہ

(۱) اونٹ تو اپنی ماں خالہ۔ بہن۔ بیٹی وغیرہ سے سب کے سامنے جُفتی کرتا ہے۔ پھر تو بڑے غضب اور شرم کی بات ہے۔ کہ حیوان تک اس قدر مساوات برتیں اور تم انسان ہو کر کیوں اُس سے دُور رہو۔ فرمائیے آپ کا کیا خیال ہے؟

(۲) اونٹ کو تو انسان پکڑ کر اونٹنی پر لگا دیتا ہے۔ اور پھر لگنے کے بعد اس کی خدمت بھی کرتا ہے۔ آپ انسان ہو کر بھی ایک دوسرے کو کسی۔۔۔ پھر تو بڑے غضب اور شرم کی بات ہے۔ الخ

(۳) اونٹ تو کیکر۔ نیم۔ ٹالی۔ اور دیگر گھاس کھاتا ہے۔ آپ انسان ہو کر کھیر حلوہ وغیرہ بہترین کھانوں پر ہی کیوں جان دیتے ہیں۔

(۴) ذرا یہ تو فرمائیے اگر انسان ہو کر کوئی اونٹ والا فعل کرے اس کی شریعت میں کیا سزا ہے؟

رہا اپنا جیسا بشر سمجھنا یہ ہمارا خود ساختہ فعل نہیں بلکہ خود اللہ کا حکم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ہم تو حکم کے تابعدار ہیں۔ دلائل ہم اپنی کتاب "ندائے محبوب" میں تحریر کر چکے ہیں۔ اور بتا چکے ہیں۔ کہ بلا شبہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل مٹی سے تھی اور آپؐ بلحاظ پیدائش ہماری طرح بشر تھے۔ اس بات میں شک کرنے والا اللہ و رسولؐ کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ٥

مجذوب۔ مولانا! حضورؐ کا ادب کرنا شرک نہیں ہم حضورؐ

کو خدا نہیں کہتے۔ اور نہ خدا سے جدا سمجھتے ہیں۔

مجنوب۔ ہاں جناب بے شک حد شرعی میں رہ کر ادب کرنا شرک نہیں بلکہ دین و ایمان ہے۔ ایسا ادب کرنے والے پر اللہ تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز جزاء شفاعت فرمائیں گے۔ اس پر میرا اور میری جملہ جماعت اہلحدیث کا ایمان ہے۔

لیکن اگر حدّ شرعی سے تجاوز کر کے خلافِ شرع کوئی ان کا ادب کرے گا۔ تو مشرک اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف دشمن بنے گا۔ بریلوی حضرات کی کتب و رسالے اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ حدودِ شرعیّہ کو توڑ کر ادب کی آڑ میں پیام گمراہی دے کر زمانہ کو ابوجہل و ابولہب بنانے کی فکر میں ہیں۔ اس لئے میری عرض ہے کہ ؎

ادب کی آڑ میں دیکر پیام گمراہی
تمام دہر کو بوجہل و بولہب نہ بنا

ہم لوگ جو بفضلِ خدا۔ موحد۔ مسلمان۔ اہل قبلہ حقیقی اہل سُنّت و جماعت اہل حدیث ہیں۔ خلافِ شرع ادب کے مخالف ہیں جس کام کا وجود شریعت کے خلاف ہو اُسے ہم نہیں کرتے۔

برادرم! پیر و مرید کے تو کہنے ہی کیا۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب بھی خلافِ شرع نہیں کرتے۔ کیونکہ خود پیغمبر خدا احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے فرمادیا

ہے کہ اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیَ اَنْزَلَنِیْھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ کہ تحقیق میں نہیں ارادہ کرتا (نہیں چاہتا) یہ کہ بڑھا دو تم مجھ کو اوپر منزل میری کے جو عطا فرمائی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ۔ میں محمدؐ بیٹا عبد اللہ کا ۔ اور رسول اس کا ہوں بس ہمارا کام ہے کہ دلائل صحیحہ کی روشنی میں رہ کر بحث کریں ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے ۔ یہی ادب ہے اور باقی مکاری دغا بازی ۔ فریب کاری دنیا کمانے کا دھندہ

اور فورڈ ٹونٹی (چار سو بیس) ہے ۔ جو آپ کے ہاں رات دن چلتی ہے دیکھئے صاحب ! سے

دودھ میں پانی چلتا ہے ۔ گھی میں تیل اُبلتا ہے
دہوکہ پھولتا پھلتا ہے ۔ گھر میں سونا ڈہلتا ہے
لیکن دُنیا اندھی ہے
فورڈ ٹونٹی چلتی ہے

برادرِ من ! آپ مولانا اور ادب کے متعلق تو پڑھ چکے ہیں ۔ اب فقرۂ سوم کہ " ہم حضورؐ کو خدا نہیں کہتے ۔ اور نہ خدا سے جدا سمجھتے ہیں " کے متعلق بھی پڑھ لیں کہ یہ بھی دیوانوں کی بڑ اور مشرکانہ عقیدہ ہے جس میں سراسر تضاد ہے ۔ خود سوچو جو خدا نہیں وہ خدا سے جدا ہے ۔ اور جو بھی خدا سے جدا ہے وہ خدا کی مخلوق ہے ۔ اور جو خدا سے جدا نہیں وہ خدا کی ذات وصفات میں مکمل طور سے برابر شریک ہے ۔ ہماری بات کی

تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلمہ شہادت میں ہمیں یہ تعلیم فرما کر فرمائی ہے کہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یعنی میرا ہر امتی یوں کہے کہ گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمدؐ بندے اللہ کے اور رسول اس کے ہیں۔ یہاں صاف ثابت ہے کہ اللہ۔ اللہ ہے۔ اور بندہ بندہ ہے۔ دونوں میں لیل و نہار کا فرق ہے۔ پھر دونوں کو ایک کہنا اور ایک کو دوسرے سے جدا نہ جاننا صریح شرک اور دریائے کفر میں غرق ہونا ہے۔

جناب آپ تو ایسے بیوقوف۔ پاگل علم وعقل سے خالی جاہل بنے ہیں گویا کہ آپ کو اتنا بھی علم نہیں کہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ دونو مضاف مضاف الیہ واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ مُسلّم ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ باہم مغائر ہوتے ہیں۔ جب یوں کہا جائے کہ هٰذَا فَرَسُ زَیْدٍ کہ یہ زید کا گھوڑا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ زید اور ہے۔ اور گھوڑا اور۔ دونوں کو ایک کہنے والا تو مجذوب۔ دیوانہ۔ پاگل۔ بیوقوف۔ علم وادب سے کورا۔ جاہل اور احمق من البریلویہ ہی ہوسکتا ہے۔!

نیز آپ کا یہ کہنا بھی منافقانہ چال اور دھوکہ دہی ہے۔ کہ ہم حضورؐ کو خدا نہیں کہتے۔ آپ لوگ حضورؐ کو خدا کہتے ہیں۔ اور برملا کہتے ہیں بس مندرجہ ذیل اشعار بطور نمونہ تحریر کرتا ہوں۔ بغور پڑھیں شاید آپ کو عقل آجائے۔!

(۱) سے

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر ٭ اُتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر

(۲) سہ

شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں ؛ حبیبِ خدا خود خدا بن کے آیا

(۳) سہ

ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں ؛ خدا ہے تجھے کیا خبر ہی نہیں ؟

(۴) سہ

مقام اس نبی کا توحیدِ برین ہے ؛ خدا نہ کہے جو وہ کافر لعین ہے

(۵) سہ

کیا فرق ہے عز و جل حضرت شمس و رضا میں ؛ وہ بھی اللہ ہے یارو وہ بھی اللہ ہی یارو

آپ نے دیکھ اور پڑھ لیا کہ آپ کے گروہِ غالیہ کے شاعر کیسا صاف اقرار کرتے ہیں کہ اصل میں دونوں ایک ہیں۔ تم ہی دونوں خدا ہیں۔ معبود اور اِلٰہ ہیں!

اب جناب خود ہی فرمائیں کہ آپ کے فرقہ بریلویہ اور یہود و نصاریٰ میں کیا فرق ہے؟

قرآن پاک کا فتویٰ۔ وَجَعَلُوا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (پ ۲۵ ع ۷)

ترجمہ:۔ اور مقرر کیا انہوں نے واسطے حق تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک جزء۔ آدمی البتہ ناشکر گذار ہے ظاہر۔

اس آیت قرآنی کا صاف فیصلہ ہے۔ کہ مشرک لوگ اللہ کے بندوں کو اللہ کا جز حصہ بناتے ہیں وہ کھلے کافر ہیں۔

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متفقہ طور سے۔ عبد مخلوق اور عابد تھے۔ اللہ تعالیٰ۔ معبود قدیم۔ اور حی القیوم

ہے۔ اِسی واسطے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بوقت وصالِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط (الآیۃ پ ۴)
تلاوت فرماکر تقریر فرماتے ہوئے صحابہؓ کے بھرے اِجماع میں اپنے عقیدۂ صحیحہ کا اعلان فرمایا تھا۔ کہ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ ۝ یعنی جو لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پوجا کرتے تھے (وہ جان لیں کہ) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ اور جو لوگ خدائے تعالےٰ کی پوجا کرتے ہیں۔ (تو وہ جان لیں کہ) بے شک اللہ تعالےٰ ہمیشہ زندہ ہے اُسے کبھی موت نہیں (بخاری شریف)

خود سوچو کہ ؎

صفاتِ حق کو صفاتِ بشر سے کیا نسبت؟

زلالِ سادہ کو آبِ گوہر سے کیا نسبت؟؟

تائید:۔ میری مندرجہ بالا تحریر کی تصدیق آپ اپنے عقائد کے رسالہ ”ماہِ طیبہ“ بابت اکتوبر ۱۹۵۴ء صـ ۳۲ پر دیکھ لیں وہاں لکھا ہے

لہ اور نہیں محمد مگر تحقیق گذرے پہلے اس سے پیغمبر۔ پس اگر مرجاوے یا مارا جاوے کیا پھر جاؤگے اوپر ایڑیوں اپنیوں کے الخ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ! خدائے واحد قہار کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہی معبود حقیقی ہے۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ اور دنیا کے کارخانوں کو سنبھالے ہوئے ہے۔ الخ

اسی "ماہ طیبہ" بابت مئی ۱۹۵۶ء صنہ ۲۰ کالم ۱ میں لکھا ہے۔ کہ عبدہٗ ورسولہٗ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محکومیت وحاکمیت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف آپ رب الارباب کے ماتحت ہیں۔ صرف اسی کے بندہ اسی کی عبدیت آپ پر لازم ہے دنیا کی کسی طاقت کا آپ پر دباؤ نہیں الخ

یہی میرا اور میری جملہ جماعت اہل حدیث کا ایمان ہے

ہاں! آپ اور آپ کے ہم عقیدہ حضرات کا یہ حال ہے۔ کہ یہاں پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بندہ۔ عبد۔ عابد۔ ماتحت مان رہے ہیں۔ اور وہاں جدا نہیں سمجھتے۔ دونوں کو ایک ہی بلکہ خود خدا سمجھتے ہیں۔ اب آپ مسلوب العقل دیوانے بن کر نہیں بلکہ اپنے ہوش وحواس ٹھکانے کرکے بتلائیں۔ کہ آپ کا کوئی مقام کوئی ایمان اور کہیں قرار بھی ہے یا نہیں؟

صاف بتائیں کہ خدا اور رسول۔ دو علیحدہ ذاتیں ہیں۔ یا ایک؟

آہ! ؎

شرم وحیا قصۂ پارینہ بنے ہیں
اشرار واباطیل نے عجب جال بنے ہیں

مجذوب:- آپ خدا کا نور ہیں جیسا کہ حضورؐ نے خود فرمایا ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اس کے علاوہ ہزاروں حدیثیں
ہیں۔ اور جگہ جگہ اللہ پاک نے قرآن میں آپ کو نور کہا ہے۔
محبوب۔ نورِ نبوّت۔ نورِ ہدایت۔ نورِ توحید اور نورِ ایمان وروحانیّت
کے تو ہم بھی قائل ہیں۔ اور یہی جملہ آیات و احادیث کا صحیح منشاء
ہے مگر ؎

تو دیکھتا ہے ہر اک شئے کو بادہ بن کر
تری نگاہ کو میری نگاہ سے کیا نسبت؟

آپ اور آپ کے ساتھی ذاتی۔ اور جسمانی نور مانتے ہیں۔ جس کا
کسی صحیح۔ صریح حدیث اور دلائل واضحہ سے ثبوت نہیں۔
اس لئے ہم آپ کے عقیدہ کو باطل کتاب وسنّت کے خلاف اور
نقل نصاریٰ جانتے ہیں۔ یہ مسئلہ میں نے دلائل قطعیّہ سے روزِ روشن
کی طرح اپنی کتاب "ندائے محبوب" "پے لوٹ نمبر اور برہنہ شمشیر"
میں خوب ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بشر تھے۔ اور بشر کی اصل مٹی سے ہے۔ پھر اس کی نسل منی سے
چلی۔ اس پر قرآن پاک اور حدیث مقدسہ میں ...... کافی ثبوت
موجود ہے۔

ارشاداتِ محمدی

برادران! ہزارہا ارشاداتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرے
یہاں بھی عرض کرتا ہوں۔ جو بصورت اشارہ ہیں۔ بغور مطالعہ فرمائیں!

۱۔ حضرت آدمؑ کو ابو البشر کہا گیا ہے۔ (دیکھو ترمذی ج ۲ ص ۶۶)

(۲) جبریل نے حضرت آدمؑ سے کہا۔ کہ محمدؐ آپ کے انبیاء سے آخری بیٹے ہوں گے (مشکوٰۃ)

۳۔ شبِ معراج میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت آدمؑ کی ملاقات ہوئی تو جبرائیل نے کہا ھٰذا ابوک ادم فسلم علیہ یہ آپ کے باپ آدمؑ ہیں۔ آپ ان کو سلام کریں۔ (مشکوٰۃ)

(۴) حضرت ابراہیمؑ سے جب آپ کی ملاقات ہوئی تو یہی بات حضرت جبرائیلؑ نے اس وقت کہی۔ (مشکوٰۃ)

(۵) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا لوگو میں کون ہوں؟ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمدؐ ہوں۔ عبداللہ کا بیٹا۔ عبدالمطلب کا پوتا (مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

(۶) یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ دادا دادی۔ نانے نانی سب ہی تھے۔

(۷) آپ کی بیویاں۔ بیٹے۔ بیٹیاں۔ نواسے۔ نواسیاں۔ داماد۔ وشسر سب بھی مشہور ہیں۔

(۸) آپ کا کھانا۔ پینا۔ پیشاب کرنا۔ پاخانہ کرنا۔ جماع کرنا۔ جنبی ہونا۔ غسل کرنا۔ بیمار ہونا۔ بھول جانا۔ غمگین ہونا۔ زخمی ہونا۔ زخم سے خون کا جاری ہونا۔ وغیرہ بھی بشریت کے عوارض ہیں۔ جو آپ میں سب موجود تھے۔ ہر عقلمند کے نزدیک دلائل مذکورہ کی موجودگی میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشریت سے علیحدہ کرنے۔ اور جسمانی نور ثابت کرنے کے لئے کسی بھی دلیل کی ضرورت نہیں۔
مگر مجذوب صاحب آپ نے مسلوب العقل ہو کر جو دلیل یہاں پیش کی ہے۔ وہ قابل التفات نہیں کیونکہ آپ کی پیش کردہ حدیث
اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ غیر صحیح موضوع ہے۔ اس کے موضوع اور بناوٹی ہونے پر کثرت سے دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے چند حوالے درج ذیل ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یہ روایت عام طور پر مواہب الدنیہ کے حوالہ سے ذکر کی جاتی ہے جس کے مصنف قسطلانی ہیں۔ سیرت النبوۃ ج ۱ ص ۳۷ پر لکھا ہے کہ وہ یہ کتاب اگرچہ نہایت مفصل ہے، لیکن اس میں ہزاروں موضوع اور غلط روائتیں بھی موجود ہیں اور انہیں سے یہ حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ بھی ہے)

(۲) یہ حدیث کی کتاب نہیں سیرت کی کتاب ہے جس میں غیر معتبر روائتیں موضوع اور ضعیف بکثرت پائی جاتی ہیں! اسی میں اَوَّلُ ماخلق اللہ نوری ہے۔ جو ناقابل اعتبار ہے)

(۳) اس حدیث کو مواہب میں مسند عبدالرزاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور عبدالرزاق شیعہ ہیں۔ لٰکن! یہ حدیث شیعہ عقیدہ کی حامی ہے۔ اس لئے یہ حدیث قابل قبول نہیں

(۴) عبدالرزاق کی آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی۔ اس زمانہ کی حدیثیں اور بھی ناقابل اعتبار ہیں۔ اور یہ اسی زمانہ کی حدیث ہے

(سیرت نبوی ج ۱ ص ۳۳)

(۵) مصنف عبد الرزاق طبقہ ثالثہ اور مواہب الدینہ طبقہ چہارم کی کتاب ہے۔ (اس لئے بھی یہ حدیث ناقابلِ اعتبار ہے)

(۶) مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی عجالہ نافعہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اکثر آں احادیث معمول بہ نزد فقہاء نشدہ اند بلکہ اجماع بخلاف آنہا گشتہ یعنی طبقہ سوم کی حدیثیں اکثر ناقابلِ عمل ہیں۔ اجماع ان کے خلاف منعقد ہے۔

جب عملیات میں فقہا نے ان کو رد کر دیا ہے۔ تو اعتقادات میں ان کو کون پوچھتا ہے؟ اعتقادات میں تو یقینی اور قطعی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے!

(۷) مولانا عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے طبقہ چہارم کے متعلق یوں لکھا ہے کہ "ایں احادیث قابل اعتبار نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود" یعنی اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتماد نہیں کہ ان سے عقیدہ یا کسی عمل کے لئے تمسک کیا جاوے۔

(۸) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں اسی طرح فرمایا ہے۔

(۹) شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اور مصنف تاریخ الحدیث کا مزید بیان ہے۔ کہ ایسی احادیث سے ایک گروہ مروجہ بدعات ورسومات پر استدلال کرتا ہے۔ (انہی کی پارٹی کے مجذوب صاحب بھی ایک فرد ہیں۔ اللہ تعالے ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت

نصیب کرے)

(۱۰) یہ حدیث بے سند بیان کی جاتی ہے۔ جب تک اس کی پوری سند بیان نہ کی جاوے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محدثین کا مسلمہ اصول ہے کہ "اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ یعنی حدیثوں کی اسناد کو معلوم کرنا اُن کی جانچ پڑتال کرنا یہ بھی دین ہے۔ ورنہ بے سند روائتوں سے اعمال نہ عقائد خراب ہو جائیں گے۔

لہٰذا شیعوں مرزائیوں اور کسی بھی گروہ غالی کی بیان کردہ بے سند روایت علمائے اہلسنّت قبول نہیں کرتے۔!

(۱۱) ملا علی قاری حنفی نے موضوعات کبیر میں حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ ذکر کی ہے۔ اس کو ضعیف ثم سل قرار دے کر حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ وَ ھُوَ اَثْبَتُ مِنْ حَدِیْثِ الْعَقْلِ لکھا ہے۔ (دیکھو ص ۲۷)

یعنی ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے عقل پیدا کی۔ اور دوسری یہ کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ لیکن حدیث قلم حدیث عقل سے زیادہ صحیح ہے۔

فیصلہ برادرِ من! مندرجہ بالا دلائل اور علمائے حنفیہ کے صحیح داٹل فیصلہ سے صاف معلوم ہو گیا آپ کی پیش کردہ حدیث اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کی کوئی وقعت اور قدر نہیں!

لہٰذا:۔ آپ خود ہی سوچ لیں کہ ایسی بناوٹی حدیثیں لکھ کر دنیا کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنے کا گناہ اور عذاب سوائے دائمی جہنم کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

پہلا انعام

جناب مجذوب صاحب! آپ یا آپ کے ہمراہی بشیر صاحب دونوں مل کر حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کو صحیح۔ صریح۔ مرفوع غیر مجروح صحاح ستہ وما وافق بہا سے باسند ثابت کر دیں۔ تو میں آپ کو سکہ رائج الوقت پانچ صد روپیہ نقد انعام دوں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اگر ہمت ہے تو میرا مطالبہ پورا کرو۔ ورنہ وعید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یاد کرو۔ کہ مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ جس شخص نے میرے ذمہ کوئی ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی۔ تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے۔ یہ مختصر سا جواب آپ کی حدیث اَوَّلَ خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کا تھا۔ یہی جواب آپ ہر اس حدیث اس قول اور اس اثر کا خیال کریں جو نورِ نبیؐ کے متعلق آپ لوگ بیان کرتے ہوئے دنیا کو گمراہ کرتے ہیں جن سے تمہارے نوری نامے بشر نامے۔ مولود نامے اور رسالے وغیرہ بھرے پڑے ہیں۔ جو سب جھوٹی بناوٹی جعلی خودساختہ اور بے سند من گھڑت روایات کا ذخیرہ ہیں!

ایک کہانی

میرے سامنے دو نور نامے پڑے ہیں۔ ایک وہ جو حافظ فیاض الدین تاجر کتب آگرہ کے اہتمام سے چھپا ہے۔ اور دوسرا نور نامہ کلاں ہے! اور اسی طرح کی دیگر من گھڑت کتابوں میں ایک مشہور کہانی لکھی ہوئی ہے اُسی پر یہ دیوانے جھوٹ پر جھوٹ مارتے چلے گئے ہیں۔ نور نامہ میں چونکہ اس کہانی کو نظم میں لکھا ہے اس لئے میں نظم کو مختصر کر کے اصل الفاظ نثر میں لکھتا ہوں۔

کہانی اس طرح لکھی ہے کہ ایک دن حضرت جبرائیل اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہم گفتگو کر رہے تھے۔ کہ حضرت فاطمہ رضہ بھی آگئیں۔ حضرت فاطمہ رضہ نے پوچھا ابّا جان آپ بڑے ہیں۔ کہ جبرائیل؟ آپ نے جواب دیا کہ بڑا تو میں ہوں جبرائیل نے کہا کہ بے شک بڑے تو آپ ہی ہیں۔ مگر عمر میں، میں بڑا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے بھائی[1] جبرائیلؑ۔ اپنی عمر کی کچھ دلیل بتاؤ؟

جبرائیل نے کہا آپ اللہ کی درگاہ میں قبول ہیں۔ پر جب مجھے خدا نے پیدا کیا۔ اللہ کی ذات کے سوائے اس وقت کچھ بھی نہ تھا۔ مگر مجھ سے بھی پہلے ایک ستارہ حق نے پیدا کیا تھا۔ جو ستر ہزار سال

[1] خلیفہ مجذوب صاحب آپکے نور نامہ والے نے تو حضور کو جبرائیل کا بھائی بنا دیا فرمایئے یہ شخص بے ادب گستاخ اور کافر تو نہیں ہوا؟ ۱۲ منہ عفی عنہ

پڑا رہا۔ پھر بلندی پر اس نے قرار[2] کیا وہ تارہ نور سے ارجمند تھا۔[1]
میں اُسے ستر ہزار برس دیکھتا رہا۔ نبیؐ نے کہا وہ میرا نور تھا۔[3]
کہ لاکھوں برس پہلے پیدا ہوا۔ خدا نے اس کو پہلے پیدا کیا۔ پھر
اپنی قدرت کا ظہور دیکھا۔ اے جبریلؑ سُن میرے نور نے
پیدا ہو کر اللہ کو سجدہ کیا۔ اللہ نے حکم دیا اے نورِ نبیؐ سر اُٹھا خوشی ہو
کہ میرا تجھی سے مقصود تھا۔ تیری محبت سے میں نے دس دریا پیدا کئے[4]۔
ایک علم[5] کا۔ دوسرا حلم کا۔ تیسرا عشقِ خدا کا۔ چوتھا خوفِ
الٰہی کا۔ پانچواں رحمت کا۔ چھٹا صبر و سخاوت کا۔ ساتواں شکر کا۔
آٹھواں عقل و ذکر کا۔ نواں فقر کا۔ دسواں نور کا۔
نبیؐ نے پھر کہا اے جبریلؑ میرے نور کی تو اور دلیل سُن۔ جب
میرا نور پیدا ہوا۔ آسمان و زمین کچھ نہ تھا[6]۔ میرا نور ہر گھڑی دس دس
ہزار سال بیشمار سجدے کرتا رہا۔ پھر ستر ہزار سال کے لئے نور کا
کام[7] بند کر دیا۔ اور نور خلوت میں رہنے لگا۔ جب ستر ہزار سال کی
مدّت پوری ہو گئی تو خدا نے کہا کہ اے نور اب تو خلوت سے باہر نکل

---

[1] یہ تو بتاؤ کہاں پڑا رہا؟ ١٢ منہ عفی عنہ [2] اللہ تعالیٰ سے کونسی چیز بلند تھی جس پر اس نے قرار لیا؟ ١٢ منہ عفی عنہ [3] نبی کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ میرا نور تھا؟ ١٢ منہ عفی عنہ [4] [illegible] صحیح۔ صریح ثبوت درکار ہے۔ ١٢ منہ عفی عنہ [5] یہ کہانی خود بتا رہی ہے کہ نور سے پہلے تو علم دریا پیدا ہو چکے تھے جس سے نور کے اول پیدا ہونے والا عقیدہ خود بخود غلط ثابت ہو جاتا ہے ١٢ منہ عفی عنہ [6] یہاں آسمان و زمین کا پیدا ہونا بھی نور سے پہلے ثابت ہوتا ہے۔ تاہم ١٢ منہ عفی [7] وہ کام کیا تھا جو بند کر دیا؟ نرالا جان تو؟

[illegible] ١٢ منہ عفی عنہ

جو میں کہوں وہ کرے میرے حکم سے اپنے تن بدن کو ہلا وے ملاحظہ ہو نور نامہ

دوسری روایت

اور راوی نے یہ خبر لکھی ہے کہ نبی[1] خیر البشر نے فرمایا ہے کہ اوّل اللہ نے ایک شجر پیدا کیا۔ اور اس کا نام شجر الیقین رکھا۔ اس میں ہزار شاخیں تھیں۔ اس[2] کے بعد حق نے پیدا کیا۔ اپنے نور سے اس کو جدا کیا[3]

وہ خوب روشن تھا۔ پھر چند[4] سال اس کو پردہ میں رکھا۔[5] پھر ایک طاؤس کی شکل بنائی[6]۔ اور درخت[7] پر بیٹھنے کو جگہ دی۔ وہ نور اس درخت پر ستر ہزار سال رہا۔ اور حق کی تسبیح کرتا رہا۔ پھر ایک آئینہ سی شکل بنائی۔ وہ بھی درخت پر رہنے لگا۔ اب وہ طاؤس جو پہلے سے

---

[1] یہاں نبی کو خیر البشر تسلیم کیا ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے ۱۲ منہ [2] یہاں پہلے شجر کا اور پھر نور کا پیدا ہونا صاف طور سے لکھا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ۔ [3] یہ اور حقیقت نکلنے میں انور پیدا کیا "لکھا تھا اور یہاں وہ اپنے نور سے اسکو جدا کیا لکھا ہے۔ آہ زر و نغگو را حافظہ نباشد۔ یا د رکھئے کہ خدا اور اسکا نور ہرگز پیدا نہیں ہوئے۔ اور جو پیدا ہوا وہ مخلوق ہے۔ اور جو مخلوق ہے وہ فانی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ [4] دیکھا آپ نے؟ پہلے ستر ہزار سال بتایا اور اب چند سال بتایا ہے شاید آپ لوگوں کے ہاں جھوٹ کی پرواہ کوئی نہیں کرتا۔ یہ بھی آپکے چوتھائی صفحات کی طرح معمولی سا جھوٹ ہے۔ سچ ہے کہ گوہ کھائے تو ہاتھی کا کھائے جس سے پیٹ بھرے ۱۲ منہ

[5] بقیہ حاشیہ پر صـ ۶۱ پر ملاحظہ ہو

اس درخت پر تھا۔ اس کی نظر اس ا اس آئینہ پر پڑ گئی[۱]۔ وہ اپنے آپ
کو دیکھ کر حیران ہوا اور اپنا جمال دیکھ کر حیا و شرم کرنے لگا۔
وہاں پانچ سجدے ادا کیئے تب پانچ وقتی نماز فرض ہوئی[۲]۔ پھر
اس نور پر خدا نے نظر کی اور وہ عرق میں غرق ہو گیا۔ شرم کی وجہ
سے سر تا پا اس کو عرق آگیا تھا۔ اور وہ ہلا اور بے شمار قطرے
گر گئے۔ پھر منہ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے گرے۔ وہ
ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے۔ اسی وقت ماتھے سے قطرے
گرے تو تین سو تیرہ مرسل پیدا ہوئے۔ پھر وجود سے لاکھوں
قطرے گرے تو ملائکہ پیدا ہوگئے[۳]۔ پھر ایک قطرہ ماتھے سے
گرا تو حیوان پیدا ہوئے۔ وجود و چشم سے چار قطرے اور
گرے تو چاروں ملائک مقرب ہوئے[۴]

(بقیہ حاشیہ ص۶ کا) ۵ جب کچھ بھی نہ تھا تو پردہ کس سے؟ ۱۲ منہ عفی عنہ ۶ یہاں ادا گون ثابت ہوا ۱۲ منہ عفی عنہ ۷ درخت بھی نور سے پہلے بنا تھا؟ ۱۲ منہ عفی عنہ

حاشیہ صفحہ ۶۱: ۱ اس وقت تک علم غیب نہ ملا ہوگا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ ۲ اس بہتان
سے حدیث معراج کا رد ہوگیا ۱۲ منہ عفی عنہ
۳ نظر خدا ابھی پہلے نہ تھی؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۱۲ منہ عفی عنہ ۴ اس
کہانی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نور ننگا مجسم تھا۔ اور اس کے عرق سے ساری
مخلوق بنی ہے جس سے ثابت ہوا کہ ہر ایک چیز دوسری کی ہم جنس و شامل ہے۔
نعوذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ عفی عنہ ۵ اس جگہ چاروں ملائکہ کا یکدم پیدا ہونا بیان کیا ہے۔ اور
روایت بالا میں حضرت جبرائیل کا سب سے پہلے پیدا ہونا لکھا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

پھر کانوں سے چار قطرے گرے تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم
پیدا ہوئے[1]۔ پھر شانوں سے دو قطرے گرے تو چاند و سورج
پیدا ہوئے۔ ناک سے قطرے گرے تو بہشت اور دوزخ پیدا ہوگئے
پھر خدا نے کہا کہ نور نبیؐ نظر اٹھا کر دیکھ۔ جب آپؐ
کے نور نے نظر اٹھا کر دیکھا تو چاروں طرف نور ہی نور نظر آیا۔
وہ نور حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ و علیؓ تھے۔ پھر وہ نور
ستر ہزار سال حق کی تسبیح پڑھتا رہا[2]۔ تب سب انبیاء پیدا
ہوئے[3]۔ پھر اللہ تعالےٰ نے عقیق سے ایک قندیل پیدا کیا
جو بہت سرخ اور صاف تھا۔ اللہ نے اپنی قدرت کا ہاتھ
اٹھا کر محمدؐ کی صورت بنائی[4]۔ اور اس کو قندیل میں بند
کر دیا۔ اور ایسا کھڑا کر دیا کہ جیسے کوئی نماز پڑھتا ہو۔ پھر محمدؐ
کی صورت دیکھ کر تمام روحیں طواف کرنے لگیں[5] الخ نورنامہ صفحہ ۱۹

---

۱ اس روایت کے گھڑنے والے نے طاؤس[1]۔ درخت[2]۔ آئینہ[3]۔ انبیاء[4] مرسلین[5]
ملائکہ[6]۔ حیوان[7]۔ ملائکہ مقرب[8]۔ عرش[9]۔ کرسی[10]۔ اور لوح[11]۔ کے بعد قلم کا پیدا
ہونا لکھا ہے۔ مگر خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے قلم کا پیدا ہونا بیان
فرمایا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔ ۲ نور نامہ والا کی یہ غرض ہے کہ ہر جگہ اور سب کچھ
نور ہی نور ہے اور ہر بار ستر ہزار کی رٹ لگاتا ہے اس عدد کا یہ حافظ معلوم ہوتا ہے
۱۲ منہ عفی عنہ۔ ۳ سب سے ستر ہزار سال پہلے اس نے یہاں چاروں یار کی پیدائش
بتائی ہے جو ساری کہانی کو غلط اور جھوٹ ثابت کر رہی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ۔ ۴
ہاتھ کے اشارہ سے صورت بنانا قرآن پاک کی آیت اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ
کُنْ فَیَکُوْنُ کے خلاف نہیں ۱۲ منہ عفی عنہ۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

نوٹ:- اس ساری کہانی سے اہل علم بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں
افسانہ نگار نے بڑی بے عقلی اور نادانی سے اس کو گھڑا ہے
وہ چلے تھے نبی کا نوری ہونا اور نور کا اول پیدا ہونا ثابت کرنے
مگر انہوں نے نور سے بھی پہلے شجر (درخت) طاؤس (مور) اور ملائکہ
جملہ انبیاء و مرسلین۔ سورج و چاند۔ لوح و قلم۔ عرش و کرسی۔ نیک و بد
کافر و مسلمان کی روحیں۔ جنت و دوزخ یہ سب نور سے پیدا کر دیئے
آگے۔ افسانہ نگار حکم ربی بھول گیا۔ کہ ملائکہ نوری آدمؑ خاکی
اور جنات[۳] ناری ہیں۔
اسی طرح ہر مخلوقات جدا جدا ہے۔ خود سوچو اگر سب نور سے
پیدا ہوئے ہوتے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی
فضیلت اور تخصیص رہ جاتی؟ فتفکروا وتدبروا ولا تکن من غافلین!
سوالات:- میں چند سوالات کے جوابات چاہتا ہوں۔ جو یہ ہیں کہ۔
(۱) اگر یہ مانا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جدا ہوا ہے تو پھر وہ نور پیدا نہ ہوا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کامل مکمل ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ
وہ پیدا ہوا نہ اس کا کوئی حصہ پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔
اگر مندرجہ بالا بات صحیح ہے تو صرف اپنا حصہ نور ہی اللہ تعالیٰ
نے کیسے پیدا کر لیا؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲ کا) ۵ حضور کے نور کا تابوت بنا کر روحوں کے گھومنے کے لئے
قندیل (جیل) میں بند کیا گیا تھا؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ عفی عنہ

(۲) بتائیں کہ نور کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالے کامل تھا۔ کہ ناقص؟

(۳) اللہ تعالے کے اس حصہ نور کے پیدا ہونے پر آپ کے پاس کونسی صحیح۔ صریح۔ دلیل ہے؟؟

(۴) اگر یہ بات مان لی جائے کہ اللہ تعالے کے نور سے نور جدا ہوا تھا۔ تو کامل خدا ناقص ہو گیا کہ نہیں؟ جیسے کہ سمندر سے اگر سوئی ڈبو کر پانی نکالا جائے تب بھی پانی نکلا۔ اور سمندر سے ایک قطرہ گھٹ گیا! اسی طرح گو نور سے نور تھوڑا سا جدا ہوا، اور خدا گھٹنے بڑھنے سے ہمیشہ پاک ہے۔ مگر گھٹنا تو ثابت ہو گیا۔ بتائیں یہاں اللہ نے اپنے آپ کو کیسے گھٹا لیا؟ اور اس گھٹنے پر آپ کے پاس کیا نص صریح موجود ہے؟

(۵) ہو سکتا ہے کہ آپ یا آپ کے ہم مشرب یہی مثال پیش کریں۔ جو ہمیشہ کرتے ہیں۔ کہ دیوے سے دیوا لگانے سے دونوں نہیں بلکہ ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑ دیوے روشن ہو سکتے ہیں۔ اور پہلے سے کچھ بھی نہیں گھٹے گا۔!

جواباً عرض ہے کہ جناب مثال تو قائم ہو جائے گی؟ اگر اللہ کے نور سے نورِ محمدی جدا ہوا ہے۔ تو نوروں کے ہمشکل ہمرتبہ ہمثال ہونے میں تو کچھ بھی فرق نہ ہوا؟

اور اللہ تعالے کا فرمان ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (پ ۲۵ ع ۳)

ترجمہ۔ نہیں مانند اس کے کوئی چیز اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیت قرآنی کو ذہن نشین کر کے ایمانداری سے اگر

آپ سوچیں گے تو خود معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کا عقیدہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ اور اس باطل عقیدہ کو صحیح جان کر لوگوں میں غلط تبلیغ کرنا اس آیت مذکورہ بالا کی سخت مخالفت ہے۔ اور ایک آیت کا مخالف سارے قرآن کا مخالف تصور کیا جاتا ہے اور قرآن کا مخالف اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہے اور اللہ تعالےٰ یا اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مخالف۔ کافر مُرتد۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آہ! سے

تو ہم سے گیا پالا ستمگر سے پڑا

مل گئی ظالم تجھے کفرانِ نعمت کی سزا!

(۵) ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ کا نُور اللہ تعالےٰ کی ذات سے جُدا نہیں۔ اگر اسؐ کی ذات سے اُس کا نُور جُدا مانا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ مخلوق ہو گا یا غیر مخلوق! اگر مخلوق ہوا تو نُورِ محمدی کی اوّلیت باطل اور غیر مخلوق قدیم ہوا۔ تو پھر اُس حدیث کے خلاف ہوا کہ۔ اَوّل اللہ تعالیٰ ہی تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی!!

نورِ الٰہیؐ غیر مخلوق ہوا تو دو ذاتیں لازم آگئیں۔ ایک ذات الٰہی دوسرا نُورِ الٰہی۔ لہٰذا خدا قدیم ایک نہ رہا۔ دو قدیم ہو گئے۔ اور یہ عقیدہ محدثین و محققین کے نزدیک بالاتفاق باطل ہے۔ کیا آپ ایسے عقائد باطلہ پر دلائل قطعی صحیح اور واضح پیش کر سکتے ہیں!!

(۶) حضرت جابرؓ والی جو روایت آپ کے اکثر نقال - قوال. بھانڈ مراسی۔ محفلوں اور مولودوں میں بیان کیا کرتے ہیں. کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی نور سے نبیؐ کا نور پیدا کیا ہے۔ اس بات کو صحیح ماننے والے آپ کے سب بھائی بھی قرآن کی آیت وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا (پ ۲۵) کی رُو سے کھلے کافر اللہ کے نافرمان محاف کیف اور مشرک ہوئے کیونکہ اللہ کے نبیؐ اللہ کے بندے ہیں. اور بندے کو اللہ کا جز حصہ سمجھنا کفر و شرک ہے. اَب آپ بتائیں کہ آپ اور آپ کے دیگر برادران ہم عقیدہ حضرات کا ایمان میلاد و ختم کی محفلوں کے ساتھ ختم ہوا کہ نہیں؟

کیا اس آیت اور اس حدیث میں مسلّمہ طور سے تطبیق دے کر مسئلۂ نور کو صحیح طریق پر مندرجہ بالا شرائط کے مطابق ثابت کر کے اپنا مسلمان ہونا آپ یا آپ کا ہم مشرب کوئی برادر ثابت کر سکتا ہے؟

دوستو! میں تم سے یہاں صرف سات سوالات کر کے صحیح دلائل کی روشنی میں جوابات چاہتا ہوں۔ ہمت کرو قلم اُٹھاؤ اور ایمانداری سے صحیح و معقول جواب دے کر ہمیں تسلّی بخشو! یا کلمہ طیب پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان ہو جاؤ۔ ھَاتُو برھانکم ان کنتم صادقین (پ ۱۳ و پ ۲۰)

آپ کا حامی

فرضی نور کا فرضی باپ - اپنے رسالہ راہ طیبہ بابت جون ۱۹۵۶ء

ص۳۵ کالم ۱۷ پر ایک سوال کا جواب لکھتا ہے۔ جو قابلِ غور ہے
سوال و جواب ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ الخ کہ میں اللہ کے نور سے اور سب چیزیں میرے نور سے ہیں۔

اس سے مراد کیا پاک پلید۔ چیزیں ہیں؟ اگر یہی بات ہے تو اعتراض ہوتا ہے۔ کہ پلید چیزیں بھی حضور کے نور سے پیدا ہوئیں۔

جواب۔ اس حدیث سے یہ بات سمجھ لینا کہ اللہ کے نور میں سے کچھ الگ کر کے حضور پیدا کیے گئے اور پھر حضور کے نور میں سے کچھ حصہ الگ کر کے دنیا بنائی گئی ہے یہ نور غلط

اور دنیا بنائی گئی ہے

شاباش مولوی عبد اللہ نور نے جوابِ بالا میں تمام نوری افسانوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ انہوں نے دوات کا چراغ بنایا۔ سیاہی کا تیل اور کپڑے کی بتی بنا کر قلم کی دیا سلائی سے اس نوری افسانہ کو آگ لگا کر بریلویوں کا بنا بنایا لکڑی اور گھاس پھونس کا نقلی گھر گھڑی کی گھڑی میں جلا کر خاک کر دیا۔ اب مجذوب صاحب سر پکڑ کر روئیں اور عمر بھر کہتے رہیں کہ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

لیکن۔ میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو بیان کرنا اور اس سے استدلال کرنا سخت نادانی، جہالت اور احمد رضا خاں صاحب بریلوی جیسے مرشد کی ہدایت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بات کچھ بھی نہیں!

نیز۔ اس روایت کو صحیح مان کر بیان کر کے پھر اللہ کے نور سے نبی کے نور کو نہ سمجھنا اور نہ مخلوق کو نبی کے نور سے نہ سمجھنا سراسر بیوقوفی اور علم و عقل سے کورا ہونے کی نشانی ہے۔ کیوں کہ روایت

ہیں صاف یہ الفاظ بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ یَا جَابِرُ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ یہاں دو نوروں کا ذکر ہے۔ ایک نور محمدی دوسرا نور الٰہی اوّل کا دوسرے سے پیدا ہونا صاف مذکور ہے پھر اس سے انکار سراسر حماقت ہے۔

ڈرتے کیوں ہو۔ اصل عبارت کے مطابق اسے کھل کر مانو یا پھر صاف کہو کہ یہ روایت موضوع جھوٹی اور من گھڑت ہے۔

حدیث موضوع میں نورِ محمدی کے چار حصے کئے گئے ہیں۔ پہلے حصہ سے قلم۔ دوسرے سے لوح محفوظ۔ تیسرے سے عرش۔ اور چوتھے سے تمام مخلوقات (مثلاً سورج۔ چاند۔ تارے زمین و آسمان۔ جن وانسان جنت۔ دوزخ۔ نیک و بد۔ مسلم و کافر۔ خاکروب۔ چمار۔ ہندو۔ بھیڑ۔ بکری۔ شیر۔ چیتا۔ سور۔ گدھا۔ گیدڑ۔ بندر۔ کتا۔ بلا۔ سانپ۔ بچھو۔ و دیگر درندے۔ چرندے۔ پرندے۔ اور جملہ ذاتہ الارض) پیدا کیا جانا بتایا ہے۔

ھَمْ ہم مجدد صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ آپ حسد و بغض اور عناد و کینہ سے اپنا سینہ صاف کر کے ایمانداری سے سوچیں کہ مندرجہ بالا روایات کہ اللہ تعالےٰ کے نور سے نور جدا ہو کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم بنے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ نور سے جدا ہو کر ساری مخلوقات بنی !

نتیجہ یہ نکلا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کا جز ہوئے۔ اور ساری مخلوقات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جز ہوئی؟ اصل سب کی اللہ تعالےٰ ہوا۔ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر چیز فانی ہے۔ اگر سب کو نور الٰہی سے مانا جائے۔ تو نورِ الٰہی

فانی ٹھہرا۔ جب اللہ تعالیٰ کا کچھ حصہ نور فانی ٹھہرا تو۔ خداوند قدوس کی ذات کے لئے بھی فنا کا وسوسہ پیدا ہو گیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ فانی ہوا۔ تو خالق نہ رہا۔ اور اگر وہ خالق نہ ہوا۔ تو خدا نہ ہوا۔ کیا ان جملہ باتوں سے صاف ظاہر نہیں ہے کہ آپ حضرات کے نزدیک یہ سارا کا سارا کارخانۂ قدرت ہی فریب اور دھوکہ ہے؟ اور اتحادی۔ حلولی۔ رومی۔ جامی۔ ابنِ منصور حلاج وغیرہ گمراہ لوگوں کی طرح آپ لوگ بھی ہمہ اوست کے قائل ہیں؟؟ کیا ان موضوع روایات سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح بے ادبی گستاخی نہیں؟ اور کیا موضوع روایات بنانے والا اس سلسلہ میں یہود و نصاریٰ کا بھائی نہیں جو اللہ تعالیٰ کا جز حضرت محمدؐ رسول اللہ کو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا جز ساری مخلوقات کو ٹھہراتا ہے؟ ؎

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندۂ رب منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

جملہ تفاسیر۔ مثلاً ابن کثیر۔ خازن۔ معالم۔ فتح البیان اور فتح الباری وغیرہ اور کتب احادیث میں یہ مسئلہ صاف ہے۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پھر پانی کو پیدا کیا۔ اور پانی سے زمین و زمان پیدا کئے۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَھْلِ الْعِلْمِ طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کی احادیث ان تفاسیر کے بیان کردہ اس مسئلہ کی تائید کرتی ہیں۔ اور قرآنِ حکیم کی شہادت بھی موجود ہے۔ پھر کس طرح

ہم آپ جیسے بریلوی حضرات کی پیش کردہ غلط اور موضوع روایات کی بناء پر تسلیم کرلیں۔ کہ سب سے پہلے اللہ نے نبیؐ کا نور پیدا کیا۔ اور اس کے حصے بخرے کر کے دنیا بنا ڈالی؟ یہ تو کوئی قرآن و حدیث کا دشمن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیری بریلوی ہی مان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے گندے عقائد سے بچائے۔ محفوظ رکھے۔ اور ان پر ہماری مدد فرمائے۔ آمین۔

مجذوب: خدا ابھی خود فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

محبوب: اس آیت میں مفسرین کے دو قول ہیں۔ اوّل یہ کہ نور سے مراد یہاں قرآن پاک ہے۔ اور یہی اہل حق کے نزدیک راجح ہے۔ دوم یہ کہ اس سے مراد ذاتِ نبوی ہے۔ یہ مرجوح ہے لفظ نور کلی ہے جسکی بہت سی جزئیات ہیں۔ تفصیل آگے آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس لئے۔ عرض ہے کہ جب تک کسی ایک جزئی پر کوئی قطعی دلیل تعین اور تخصیص کی وارد نہ ہو۔ اس وقت تک یہ لفظ محتمل ہے جو کئی معنی کا احتمال رکھتا ہے۔ اور یہ قاعدہ اہل علم میں مسلّم ہے۔ کہ اِذَا جَآءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ۔

جب ایک دلیل کے مفہوم میں کئی کئی احتمال پیدا ہو جائیں۔ اور کسی ایک احتمال پر کوئی قرینہ قوی اور مرجح ظاہر نہ ہو تو اس سے صرف ایک ہی چیز پر استدلال کرنا باطل ہے۔

نیل الاوطار ج ۶ صـ ۲۲۵ میں ہے کہ اِنَّ الْاِحْتِمَالَ يُوْجِبُ

سَقُوطُ الاِسْتِدْلَالِ یعنی احتمال استدلال کو ساقط کر دیتا ہے۔

یہ علمی قاعدہ حنفیہ کو مسلم ہے۔

چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۶۷ میں ہے کہ اِنَّ الاِسْتِدْلَالَ لَا یَصِحُّ مَعَ الاِحْتِمَالِ یعنی جب دعویٰ پر کسی دلیل سے استدلال کیا جائے۔ اور اس دلیل میں کوئی دوسرا احتمال بھی ہو جو دعویٰ کے خلاف ہو تو ایسی دلیل سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔ اور کئی احتمالات میں ایک اشتباہ کرانا حدیث صحیح صریح سے بھی ثابت ہے

چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھکو حکم دیا ہے۔ میں تجھے سورۂ بینہ تلاوت کروں۔!

حضرت اُبی نے کہا کہ "سَمَّانِیْ لَکَ" کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تو اُبی (خوشی سے) رو پڑے۔

نیل ص ۳۷ میں ہے فِیْہِ جَوَازُ الاِسْتِثْبَاتِ فِی الاِحْتِمَالَاتِ کیونکہ ممکن تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نام کی تخصیص نہ کی ہوتی اور مطلق یہ فرمایا ہوتا کہ آپ اپنی امت کے کسی فرد پر سورہ کو تلاوت کریں لیکن استثبات کیا۔ تب تعین پر نص آئی۔

اب یقین ہو گیا۔ کہ حضرت اُبیّ پر ہی یہ سورت پڑھنی ہے۔ یہی یقین تھا۔ کہ حضرت اُبیّ بوجہ خوشی رونے لگے۔!

بہر حال۔ جب یہ قاعدہ مسلم اور منصوص ہے۔ تو جان لینا چاہیئے۔ کہ آیت قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ سے

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مجسم نور ہونے پر استدلال
کرنا ساقط الاعتبار ہے۔ کیونکہ آیت میں نور وارد ہے۔ جس میں
مفسرین نے دو قول لکھے ہیں۔ پھر ایک کی تعیین تم کس دلیل سے کرتے ہو؟
ہاں میں کہتا ہوں کہ اس کے خلاف قرآن حکیم میں ضرور دلائل موجود
ہیں۔ آپ اگر قرآن پاک کا ایمانداری سے بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ تو
آپ کو تقریباً بیالیس ۴۲ مقامات پر لفظ "نور" ملے گا۔ جو مختلف
اشیاء پر بولا گیا ہے۔ سراج اور منیر وغیرہ پاکیزہ الفاظ ان کے علاوہ
ہیں۔

دیکھئے:۔ اللہ بھی نور۔ رسول بھی نور۔ قرآن بھی نور۔ تورات بھی نور
سورج بھی نور۔ چاند بھی نور۔ ہر روشنی بھی نور۔ آنکھ بھی نور۔ ایمان بھی
نور۔ اسلام بھی نور۔ ہدایت بھی نور۔ توحید بھی نور۔ رسالت بھی نور۔
ملائکہ بھی نور۔ اور تمہارے نزدیک تو سب انبیاء بھی نور بلکہ جنت
دوزخ آگ پانی۔ مٹی۔ کوڑا کافر۔ مشرک۔ گدھے۔ کتے۔ سور۔ تو سب
کچھ نور ہے۔ جب سب نور ہی نور ہے۔ تو پھر رونا کیسا؟

حکمِ حسانی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ (پ ۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس دلیل پروردگار تمہارے
سے اور اتاری ہم نے طرف تمہاری روشنی ظاہر۔ جیسے اس آیت میں

لفظِ برہان اور لفظِ نور دونوں ملا کر رہو گئے ہیں۔ اور دونوں سے قرآن مراد ہے۔ (دیکھو ابنِ کثیر)

اسی طرح آپ کی پیش کردہ آیت میں بھی نور۔ اور کتاب مبین سے قرآن ہی مراد ہے۔

انصاف سے بتائیے دونوں آیات کا مضمون ایک ہے۔ یا کچھ فرق ہے۔؟ جو مطلب اِس آیت کا ہے۔ وہی اُس آیت کا سمجھ لیں!

(۲) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ ..... وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(پ ۹) ترجمہ:۔ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں۔ رسولؐ کی جو نبیؐ ہے ان پڑھ (ہے) اور پیروی کی اس نور کی کہ اُتارا گیا ہے۔ ساتھ اس کے یہ لوگ وہ ہیں۔ فلاح پانے والے۔

یہاں بھی نور سے مراد صرف قرآن ہے۔ اور رسولؐ و نبیؐ کو ذکر کر کے نمایاں طور پر خدا نے قرآن کو نور کہا ہے

(۳) فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (پ ۲۸ ۱۵)

ترجمہ:۔ پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسولؐ اس کے کے اور اُس نور کے کہ نازل کیا ہم نے اور اللہ ساتھ اس کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے۔

جناب من! آپ جیسے مجذوبوں کا تو مجھے پتہ نہیں۔ ہاں ایمان والے شخص کے لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ یہ تین آیات ہی کافی ہیں۔

دیکھ لیجئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنا نام لیا پھر اپنے رسول کا نام لیا پھر تیسرے نمبر پہ نازل شدہ نور یعنی قرآن پاک کا نام لیا۔ اور جو قرآن پاک کی بجائے یہاں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ مجسّم بنانے کی فکر میں ہیں۔ اُن کو ڈانٹ بتائی کہ نادانو! اللہ تعالیٰ وہ کچھ جانتا ہے۔ جو کچھ تم کرتے ہو۔ تم شرک کو توحید۔ بدعت کو سُنّت بشر کو نور اور گمراہی کو ہدایت بنا کر میرے خالص اور موحدین بندوں پر ہاتھ اور زبان سے ہمیشہ ظلم کرتے ہو؟

سنو! میں علیم و خبیر ہوں۔ سب کچھ جانتا ہوں۔ تم جیسے مجرموں کی خبر لے سکتا ہوں۔!

ایک مقام پہ موحدین کو تسلّی دیتے ہوئے خداوندِ قدوس نے فرمایا ہے کہ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۵ (پ ۲۱) تحقیق ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

مطلب:۔ صاف ہے کہ۔ مسلمانی اور اَب کے پردہ میں کتاب و سُنّت کی خلاف ورزی کر کے ہم غریبوں پر بے ادبی گستاخی کرنے اور انبیاء و اولیاء کی توہین کرنے کے الزام لگا کر آپ لوگ دُنیا میں جو چاہیں کفارِ مکہ کی طرح ظلم کریں۔ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار بن کر صبر ہی کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما کر ہمیں صبر کی توفیق دے۔ آمین۔

قاعدۂ تفسیر:۔ بہر حال قاعدہ یہ ہے کہ اوّل قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک سے ہی کرنی چاہیئے۔ اور اگر آپ اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُہٗ بَعْضًا کو مدّ نظر رکھ کر دیکھیں گے۔ تو آپ کو قدم قدم

مِنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیۡنٌ ۝ میں نور سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بجائے محض قرآن عظیم ہی دکھائی دے گا۔!

مگر اس کو سمجھنے کے لئے خداداد بصیرت کی ضرورت ہے۔ ہاں جس بچارے نے صرف نحو کی دو چار کتابیں بھی نہ پڑھی ہوں۔ جو نادان محض ہو۔ اور جاہل۔ علم و ادب سے خالی۔ فہم و تفہیم سے مجبور دکو دن اور بے دال کا بوذم ہو اُس دیوانے کے لئے قرآنِ پاک کا سمجھنا تو کجا بسم اللہ شریف کا سمجھنا بھی بہت بڑی چیز ہے۔

وہ تو بسم اللہ الخ کی تفسیر بھی نہ سمجھ سکے گا۔! فرمایئے مجذوب صاحب بات ٹھیک ہے؟ خفا نہ ہونا۔ ہاں نہیں مرے گا جہاں پر نسیب لکھے

ہاں تو آپ نے سن لیا کہ یہاں پر نور سے قرآنِ پاک مراد ہے؟ رہا "واؤ عاطفہ" سو یہ عطف تفسیری ہے

یہاں کتاب مُبِین کے لفظ سے اللہ تعالےٰ نے یہ واضح کیا ہے۔ کہ نور جو تمہاری طرف آیا ہے۔ وہ کتابِ آسمانی ہے۔!

جنابِ من اس کو عطف۔ صفت علی الصّفت بھی کہتے ہیں۔ دیکھئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ (پ ۱۴ ع ۶)

ترجمہ:- اور البتہ تحقیق دیں ہم نے تجھ کو سات چیزیں کہ دہرائی

۱؎ مجذوب صاحب نے اپنے مضمون غیر مسنون میں۔ میرے لئے یہی کلمات لکھے تھے۔ یہاں میں نے تو ہی دہرائے ہیں ۱۲۔ منہ عفی عنہٗ

جاتی ہیں۔ اور قرآن بڑا۔

اس آیت میں سبع مثانی اور قرآن عظیم سے مراد صرف سورۃ فاتحہ ہے۔ لفظ دو ہیں جن میں واؤ عاطفہ ہے۔ پھر بھی وہ ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ سورۃ فاتحہ ہے۔

بس یوں ہی آپ کی پیش کردہ آیت میں نور اور کتاب مبین سے مراد نازل شدہ کتاب قرآن حکیم ہے۔ اس پر دو قرینے موجود ہیں۔

اوّل یہ کہ قرآن شریف میں اس آیت متنازعہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٥ میں یہود کو خطاب ہے۔ اور یہ آیت شروع اس طرح ہوتی ہے کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ط قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٥ (پ ۶)

ترجمہ:- اے اہل کتاب تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ہمارا بیان کرتا ہے واسطے تمہارے بہت اس چیز سے کہ تھے تم چھپاتے۔ کتاب میں سے اور درگذر کرتا ہے۔ بہت سے۔ تحقیق آئی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرنے والی۔

دیکھا جناب پوری آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے یہود کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ تاکہ بیان کرے واسطے تمہارے بہت اس چیز سے کہ تھے تم چھپاتے۔

تفاسیر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آیات رجم کو چھپاتے تھے اس

آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے کہا جسنے انکار کیا رجم کا اس نے انکار کیا قرآن کا جو اس کو معلوم بھی نہ ہوگا۔ رجم منجملہ انہیں چیزوں کے ہے جسکو یہود نے مخفی رکھا۔ روایت کیا اس کو حاکم نے اور صحیح کیا اسکو۔

بہرحال۔ آیت مذکورہ میں اوّل ہی مستقل طور سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آچکا ہے۔ اس لئے آیت کے آخری حصہ میں الفاظ متنازعہ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ فرماکر قرآن پاک کا ذکر فرمایا ہے۔ اور علماء یہود کو اطلاع دی ہے کہ اب میرا رسولؐ میری روشن کتاب لے کر آگیا ہے۔ تم تورات سے آیات اور حکم احکام ہرگز نہ چھپا سکو گے۔

جنابِ من۔ اگر آپ ایمانداری سے غور کریں گے تو جناب کو عقل آجائے گی کہ بات ٹھیک ہے۔ اور اب اختلاف نہ رہا!! اگر قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا فرماکر پھر قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمایا جاوے۔ اور نور سے مراد یہاں بھی رسولؐ ہی لی جاوے تو یہ بات بالکل عبث و لغو ٹھہرتی ہے۔ یعنی آیت کے اوّل حصہ میں فرمایا جائے کہ تمہارے پاس میرا رسول آیا ہے۔ اور یہی آخر حصہ میں دُہرایا جائے۔ کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی رسولؐ آیا ہے۔ تو کلام میں تکرار ہوگا۔ قرآنِ مبین اس فضول و عبث اور لغویات سے بالکل پاک و منزہ اور مبرا ہے۔

بھائی صاحب! آپ ذرا عقل کو ٹھکانے کر کے دیانت داری سے سوچیں اور اس بات پر ایمان لے آئیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذاتی اور جسمانی طور پر نور کا اطلاق سارے

قرآن پاک میں کہیں بھی نہیں!

دوم:- دوسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ۝ سے اگلی آیت یوں ہے۔ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (پ۶ ع۷)

ترجمہ:- ہدایت کرتا ہے ساتھ اُس کے اللہ اس شخص کو کہ پیروی کرتا ہے۔ رضامندی اس کی کی۔ راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے ان کو تاریکیوں سے طرف روشنی کی ساتھ حکم اپنے کے۔ اور ہدایت کرتا ہے ان کو طرف راہ سیدھی کی۔

دیکھئے:- آیت یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ میں ضمیر مفرد لائی گئی ہے۔ اگر نور و کتاب سے مراد، دو جدا چیزیں ہوتیں تو ضمیر تثنیہ لائی جاتی۔ یعنی **بِهِمَا** ہوتا۔ **بِهٖ** نہ ہوتا۔

جناب مجذوب صاحبِ عقل مسلوب!!

میں نے یہاں بھی دو قرینے یا دلائل بیان کر دیئے ہیں۔ لیکن آپ اور آپ کے جملہ بریلوی حضرات کے پاس نور سے ذات محمدی مراد لینے پر کوئی قرینہ نہیں۔ اگر ہے تو ضرور پیش کریں۔ ورنہ خداوند قہار کے قہر و غضب سے ڈرو۔ اور دربار الٰہی میں سچے دل سے توبہ کرو اللہ مہربان ہے بخش دے گا!!

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ فرماتے ہیں اُس کے متعلق بھی قدرے سن لیجئے۔ وہ بھی نور سے مراد قرآنِ پاک ہی بیان کرتے ہیں۔

(۱) تفسیر روح البیان میں شیخ اسماعیل حنفی جو متاخرین اہل الرائی سے ہیں اور سلف کے اکثر خلاف چلتے ہیں۔ وہ بھی اپنی تفسیر کے جزو سادس ص ۳۶۹ میں اس آیت پر لکھتے ہیں کہ "اَلْمُرَادُ بِالنُّوْرِ وَالْكِتَابِ هُوَ الْقُرْاٰنُ لِمَا فِيْهِ مِنْ كَشْفِ ظُلُمَاتِ الشِّرْكِ وَالشَّكِّ وَاِبَانَةِ مَا خَفِىَ عَلَى النَّاسِ مِنَ الْحَقِّ وَالْاِعْجَازِ الْوَاضِحِ"
یعنی نور اور کتاب سے مراد صرف قرآن ہے۔ کیوں کہ اس سے شرک اور شک کے اندھیرے دور ہو کر حق کھل جاتا ہے۔ یہ کہ یہ روشن معجزہ ہے۔ اور عطف طرفین کی مغائرت عنوانی پر مبنی ہے۔ جو بمنزلہ مغائرت ذاتی ہے۔ پھر لفظ قیل سے لکھتے ہیں کہ "وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالثَّانِى الْقُرْاٰنُ"۔
یعنی یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ نور سے مراد رسول ہے۔ اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

(۲) تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے نور کی تین تفسیریں کی ہیں۔
اول قرآن دوم اسلام سوم: رسول اور یہ بھی کہا کہ "وَجَازَ اَنْ يَّكُوْنَ عَطْفًا تَفْسِيْرِيًّا"۔ یعنی یہ بھی جائز ہے کہ یہ عطف تفسیری ہو۔ اور کتاب سے مراد صرف قرآن ہو۔

(۳) تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۲۱ مصری میں علامہ نسفی حنفی۔ برحاشیہ خازن لکھتا ہے۔ "يُرِيْدُ الْقُرْاٰنَ لِكَشْفِهٖ ظُلُمَاتِ الشِّرْكِ وَالشَّكِّ وَاِبَانَتِهٖ مَا كَانَ خَافِيًا عَلَى النَّاسِ مِنَ الْحَقِّ اَوْ لِاَنَّهٗ ظَاهِرُ الْاِعْجَازِ"۔

یعنی نور سے مراد قرآن ہے اس سے شرک اور شک وغیرہ کے اندھیرے لوگوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور حق روشن ہو جاتا ہے۔ یا معجزہ روشن ہے۔ وَقِیْلَ یُرِیْدُ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نور سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

(۴) ابو سعود حنفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد صرف قرآن ہے۔ اور عطف میں مغائرت عنوانی ہے۔ اور بمنزلہ مغائرت ذاتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نور سے مراد رسول ہے۔

غرضیکہ ان تمام مفسرین کا یہی خیال ہے۔ جو مذکور ہوا۔ سارے مفسرین نور سے مراد قرآن لے رہے ہیں۔ اور ذاتِ رسول کو قول مرجوح سے ذکر کر رہے ہیں۔ پس راجح قول اوّل ہے۔ جو صحیح اور مدلّل ہے۔ اور دوم قول مرجوح ہے۔ جو بلا دلیل اور قیاس باطل سے کھڑا کیا گیا ہے۔ وہ محققین کے نزدیک مردود محض ہے۔ اور اگر ہر دو احتمال مساوی ہوں تب بھی استدلال باطل ہوا۔ کَمَا ھُوَ ذُکِرَ۔

اور سنئے۔ اگر بالفرض ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیں کہ نور سے مراد قرآن نہیں بلکہ ذاتِ رسول ہے۔ تب بھی مجذوب صاحب آپ جیسے دیوانوں کا دعوی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نور سے مراد ذاتِ رسول مِنْ حَیْثُ الرِّسَالَتْ مراد ہو گی۔ کہ آپ نورِ ہدایت ہیں۔ یعنی وصفی نور مراد ہو گا۔ من الجسم نہ ہو گا!

نیز تفسیر مدارک اور تفسیر مظہری وغیرہ میں سراج منیر کی تفسیر میں آپ کو ہدایت کا نور بیان کیا گیا ہے۔

آخری بات اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نور نبوت سے منور ہو کر نور وصفی تھے۔ نزاع صرف اس بات میں ہے۔ کہ آپ انسان اور بشر نہ تھے۔ بلکہ ملائکہ کی طرح نور مجسم تھے۔ اس دعوے کی دلیل اور اس عقیدہ سے کا ثبوت نہ کہیں ہے نہ کوئی دے سکتا ہے۔

اس لیئے یہ دعوے سراسر باطل اور کفر ہے۔

بہرکیف جناب کی پیش کردہ یہ وہ دلیل تھی جس کو آپ کے چھوٹے بڑے علمائے اور اگلے پچھلے ہمیشہ تقریر و تحریر میں سامنے لاتے رہے ہیں اور لاتے رہیں گے۔

مگر بفضلہ تعالیٰ میں نے بخوبی یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کی پیش کردہ آیت آپ کے دعوی پر دلیل تام نہ رہی اور اس احتمالی دلیل سے آپ کا دعوی ثابت نہ ہوا۔ بلکہ خارج ہو گیا۔ کیونکہ نور کے احتمال کو لینے پر بھی نور ذاتی مراد نہ رہا۔ وصفی ٹھہرا۔ اور آپ کا دعوی پھر بھی ثابت نہ ہوا۔ بلکہ آپ کے سب دلائل بالا بچوں کا کھیل مٹی کا گھر اور تارِ عنکبوت ثابت ہوئے جن کو محبوبِ خدا اور حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توڑ پھوڑ کر دلائلِ صحیحہ صریحہ کی چٹانوں سے ٹکرا کر دیا چور را کر دیا ہے!

آہ! سے

دعوی کوئی بھی تیرا پورا نہ ہوا اے مجذوب
نامرادی میں گئی تیری ہیرا پھیری

آپ کے دادا جی کا ترجمہ!

آپ کی پیش کردہ مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ آپ کے روحانی دادا جی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو کیا ہے۔ وہ بھی آپ بچشم خود ملاحظہ فرمالیں لکھا ہے کہ

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔ اور روشن کتاب۔

دیکھا صاحب آپ کے دادا ابا جی یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی نور لکھتے ہوئے لرزتے ہیں۔ اور نور سے نور جدا ہوئے کے یہاں ہرگز ہرگز اقراری نہیں۔ بلکہ "اللہ کی طرف سے ایک نور آیا" لکھتے ہیں۔

یہی مقصد ہمارا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مخلوق خدا کو نور ہدایت ہیں۔ جن سے تاریکیٔ کفر دور ہو کر راہِ حق واضح ہو گئی۔

حاشیہ میری مذکورہ بالا بات کی تصدیق بھی آپ اسی آیت کے حاشیہ پر دیکھ لیں جو آپ کے بزرگ مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا۔ کیوں کہ آپ سے تاریکیٔ کفر دور ہوئی۔ اور راہِ

حق واضح ہو گئی معلوم ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ذاتی نور نہ تھے۔ بلکہ توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن پاک کی طرح اللہ پاک کی طرف سے نور ہدایت بن کر تشریف لائے تھے۔ افاقہم

وَتَنْ تَكُونُوْا تَكُونُنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝

بس یہی عقیدہ ٹھیک ہے۔ اب کہدیں کہ ؎

ہاری ملے احبیب ملے، رہبر ملے

صد مرحبا ہمیں خیر البشر ملے

مجذوب:۔ اس کے علاوہ بہترا ور دلیلیں ہیں۔ اور جگہ جگہ اللہ پاک نے آپ کو نور کہا ہے۔

محبوب صاحب میں بار بار یہ بات بتا چکا ہوں کہ آپ کو ذاتی نور بتانے والی نہ کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث بلکہ یہ آپ کی اور آپ کے دیگر ہم خیال حضرات کا محض دیوانہ پن ہے۔!

دوسرا انعام

اگر اس آیت کی تشریح میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح۔ آپ ایسی حدیث پیش کر دیں۔ جس میں حضرت کا صاف الفاظ میں یہ فرمان ہو کہ میں جنس آدم سے نہیں بلکہ ذات خداوند قدوس کے نور سے بنایا گیا ہوں۔ تو آپ واجب ہمت کے لئے یہاں بھی میں ایک ہزار روپیہ بطور انعام آپ کی خدمت میں پیش کرنے کو تیار رہوں۔ تو فرمایئے انعام حاصل کرنے کی ہمت وجرأت ہے؟

یہ سب کو معلوم ہے

یعنی اہل علم حضرات جانتے ہیں۔ کہ آپ جیسے جملہ بریلوی ملاؤں نے انگریزوں کی اسکیم کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے ماتحت نور و بشر کا جھگڑا اچھال رکھا ہے۔ جیسے مرزائی اپنے مرزا صاحب کی اسکیم کی پابندی کرتے ہوئے اجرائے نبوت اور وفاتِ مسیح علیہ السلام پر وہی آیات و حدیث پیش کرتے ہیں جو اُن کے دادا مرزا صاحب لکھ گئے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں مماتِ مسیح پر پوری تیس ۳۰ آیات لکھی ہیں۔ اور زور دیا ہے کہ مسیح علیہ السلام انتقال فرما گئے ہیں۔

پس جس طرح اپنے دعویٰ میں وہ جھوٹے ہیں۔ اور آیات و احادیث کو بے محل پیش کر کے غلط مطلب لیتے ہیں۔ ٹھیک اُسی طرح نور و بشر وغیرہ مضامین میں جس قدر آیات و احادیث آپ لوگ پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی غلط طریق سے پیش کی جاتی ہیں۔ اس لئے اس اپنے دعویٰ میں آپ لوگ بھی صریح جھوٹے ہیں۔!

صحیح بات یہ ہے کہ نہ نبوت جاری ہے۔ نہ حضرت مسیح فوت ہوئے اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم از مخلوقِ نور ہیں نہ جزوِ خدا اور نہ ہی غیب داں:۔ نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی خود مختار ہیں
لہٰذا سابقہ گناہوں سے توبہ کر کے اپنی سابقہ بے ادبی و گستاخی سے

معافی چاہو۔ تاکہ نجات ہو سہ

معافی چاہو اے نبی سے اپنی
خدا سے تو رہا ہر آن گستاخ!

مجذوب: مگر اس کو سمجھنے کے لئے خداداد بصیرت کی ضرورت ہے۔ نہ وہ چار صرف نحو کی کتابیں پڑھ کر قرآن تو بڑی چیز ہے۔ کوئی بسم اللہ کی تفسیر بھی نہیں کر سکتا۔

محبوب: اللہ تعالے کا شکر ہے کہ آپ نے تو یہ مان لیا کہ ہم اہلحدیث صرف نحو کی کتابیں پڑھ لیتے ہیں۔ ورنہ آپ کے جملہ برادران جو فرقہ بریلویہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ تو جیہ ضد و تعصب یہی اُڑایا کرتے ہیں۔ کہ یہ وہابی غیر مقلد ان پڑھ جاہل ہوتے ہیں! ان کو تو کچھ آتا ہی نہیں۔!! آپ کے بشیر صاحب کوٹلوی تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ان کو کلمۂ طیب بھی نہیں آتا۔ بلکہ یہ تو درود بھی نہیں جانتے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

نیز ہمارے اور ہمارے بزرگوں کے متعلق تمہارا یہ خیال کرنا کہ دو چار صرف نحو کی کتابیں پڑھ کر ہی قرآن کی تفسیر کرنے لگتے ہیں۔ کھلی بدزبانی۔ نری جہالت اپنے آپ میاں مٹھو اور طوطے شاہ کے بھائی بننے والا معاملہ ہے۔ تَفَکَّرُوْا!!!

نوٹ: ناظرین کرام! یہاں تک مجذوب صاحب کی قسط اوّل جو کہ ماہ طیبہ بابت مئی ۱۹۵۷ء کے صہ۱۸ و صہ۱۹ میں شائع ہوئی تھی۔ کا جواب ختم ہوا۔

دوسری قسط اور اس کا جواب

شیخ وہابی۔ یہ قرآن بمنزلہ سمندر بے پایاں کے ہے۔ سوائے خدا کے یا جس پر اُترا اُس کے اور کوئی پورے پورے علم سے واقف نہیں ہے۔

محبوب۔ ٹھیک ہے کہ یہ قرآن سمندر ہے اور اللہ کے سوا کوئی اس کے اصل مقصد کو نہیں جانتا۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللہُ

مگر یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے جس قدر دُنیائے انسانیت کو قانونِ مذہبی کی ضرورت تھی وہ سب بتا دیا اور آپ نے خوب جان لیا تھا۔

اس کے بعد اللہ پاک نے اپنے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا۔

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ الآیہ (پ ۶ ع ۱۴)

ترجمہ۔ اے رسول پہنچا دے جو کچھ کہ اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے اور اگر نہ کرے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام اُس کا۔

لہٰذا۔ اس آیت سے صاف اور کھلے طور سے ثابت ہوگیا۔ کہ اس قرآن بمنزلہ سمندر بے پایاں کے کو اللہ کے رسول نے اپنی

ساری اُمت تک پونچا دیا ہے۔ رہا اس کے نہ سمجھنے اور اس سے ناواقف رہنے کا سوال تو یہ بھی بیہودہ سوال ہے۔ دیکھو اللہ پاک کا ارشادِ عالی موجود ہے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ○ (پ ۲۷ ع ۹)

ترجمہ:- اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ (پ ۲۷ ع ۹)

اس آیت نے بھی کھلے طور پر یہ بتلا دیا۔ کہ نصیحت پکڑنے والے قلم اسے ڈرنے والے اور عابدو اللہ والے جو علم میں راسخ ہیں۔ اُنہیں قرآنِ عزیز کا بحمد للہ مکمل طور سے پتہ ہے۔

رہا یہ سمجھنا کہ دیا جس پر اترا اُس کے،، سوائے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ بات بھی آپ کی غلط و بیکار ہے کیونکہ اللہ پاک نے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ؕ ○ (پ ۳۰ ع ۶) فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ قرآن اور جو کچھ حکم احکام اللہ پاک نے نازل فرمائے ہیں۔ سب ہی پہلے غیب تھے۔ جب آپ ؐ پر وحی نازل ہو گئے۔ تو آپ نے بلا کسی بخل کے سب باتیں اپنی اُمت یعنی صحابہ رضؓ کرام کو بتا دیں اور اُن کو عالم بنا دیا۔ پھر صحابہ رضؓ نے تابعینؒ کو اُنہوں نے تبع تابعین کو اُنہوں نے اُس قرآن اور اُس کی تفسیر یعنی فرمانِ رسولؐ کو کتب میں جمع کر دیا۔ اب وہ صدقہ جاریہ کی صورت میں موجود ہے۔

لہ ترجمہ۔ اور نہیں وہ (یعنی میرا رسول) اوپر غیب کی بات کے بخیل۔

جیسے اُمّتِ محمدیہ بشوق پڑھتی پڑھاتی اور ہدایت حاصل کرتی ہے۔

محمّد مصطفےٰ صلّ علےٰ پر جو ہوا نازل
نمایاں مشرق و مغرب میں وہ نورِ ہدایت ہے

مجذوب:۔ اور جو لوگ ابوالنور کے معنے تو جانتے نہیں۔ وہ قرآن کے معنے کیا جانیں گے۔ ابوبکر۔ ابو تراب۔ ابو حنیفہ۔ ابو طالب۔ ابو سفیان کیا ان حضرات کے بکر۔ تراب۔ حنیفہ۔ طالب۔ سفیان بیٹے تھے۔؟

محبوب:۔ مجذوب صاحب! جب دماغ ہی ٹھکانے پر نہیں۔ تو آپ علمی اکھاڑے میں کیوں کود پڑے؟ یہ کام تو کچھ جاننے والوں کا ہے۔ بھلا سائل کو بھی کہیں طعن دیا جاتا ہے۔؟؟

ہمیشہ سائل کے سوال کا تسلّی بخش جواب دیا جاتا ہے۔ اس کو جھڑکنا اور ملامت کرنا تو قرآنِ کریم کے سراسر خلاف ہے۔! آپ وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؎ (پ ۳۰ ع ۱۸) کو نظر انداز کر کے اُلٹا ہمیں طعن کرنے لگے؟ اس طرح آپ مخالفِ قرآن اور مغضوب ٹھہریں گے۔! جنابِ من!! میں نے ابوالنور کی تفصیل بیان نہ کی تھی۔ بلکہ بحیثیتِ سائل سوال کیا تھا۔ جو یہ ہے کہ۔

(۱) مجذوب صاحب! آپ کا ایمان ہے کہ اللہ بھی نور اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور اور مدینہ پاک طیبہ ہیں۔ ابوالنور

؎ اور جو مانگنے والا ہو پس اُسے مت ڈانٹ!

یعنی نور کے باپ اَبُ ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ کے مدیر (نعوذ باللہ تعالٰے) اللہ تعالٰے کے باپ بننے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ یا حضرت رسول اللہ صلعم کے؟ یا یہاں نُور سے اور کوئی نُور مراد ہے؟؟ (زندگئ محبوب ص۲۴۲)

اَب آپ ایمانداری سے بتایئں کہ آپ کے ذمہ جواب باصواب ضروری تھا۔ یا لعن طعن؟

برادرِ من! جس شخص کا دامن صحیح دلائل اور واضح براہین سے خالی ہو وہ ہمیشہ لعن وطعن اور گالیوں سے ہی وقت پورا کیا کرتا ہے۔

میرا جواب

اب میں آپ کی اُوپر والی تحریر کا مختصر مگر تحقیقی جواب تحریر کرتا ہوں۔ آپ ذرا چشمہ لگا کر پڑھیں۔ بے شک ایسی کنیت رکھنے والا آدمی بے وقوف ہے۔ جو جاہل اور عقل سلیم سے خالی ہونے اور تقلید ناسدید کی بنا پر من مانی کرتا ہے۔ اُس نے یوں ہی طوطے کی طرح میاں مٹھو بن کر ابوالنور نام رکھ لیا ہے۔ اور اصل بات کا اس کو مطلق پتہ نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ نام کُنیّت کہلاتا ہے۔ اُس کے شروع میں اَبُ یا ابن یا اُم یا بنت ہوتا ہے۔ یعنی وہ نام جس میں باپ۔ ماں بیٹے۔ بیٹی وغیرہ کی طرف نسبت کر کے پکارا جائے۔ اس کو کُنیت کہتے ہیں۔ اَب وہ مسمّی دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا جس کی طرف

اس کی نسبت ہے نہ حقیقت میں اس کا باپ ۔ ماں ۔ بیٹا ۔ بیٹی ۔ ہے یا پھر بوجہ خاص تعلق کے اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے ۔ مثلاً آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کُنیّت ابو القاسم تھی ۔ کیونکہ حضورؐ کا ایک فرزند ارجمند بنام قاسم تھا ۔ حضرت علیؓ کی کُنیّت ابوالحسن تھی ۔ کہ آپ کا صاحبزادہ حضرت حسنؓ مشہور ہے ۔ ابولہب کی کُنیّت ابو عتبہ تھی ۔ کہ عتبہ اس کا لڑکا تھا ۔ یہ حقیقی تعلق ہوا ۔

مجازی کی مثال یہ ہے کہ ابوجہل کو جہالت کا باپ کہا گیا ہے ۔ کیوں کہ جہالت اس کی ایسی جزو بنی ہوئی تھی ۔ جیسے باپ کا بیٹا جزو ہوتا ہے ۔ حالانکہ نام اس کا عمرو بن ہشام تھا ۔ اور کُنیّت اس کی ابو الحکم تھی ۔ ایسے ہی عبدالعزیٰ کی کُنیّت ابولہب تھی ۔ جس کا معنیٰ شعلہ کا باپ ہے یہ کُنیّت اس کے چہرہ کی خوبصورتی چمک دمک کی وجہ سے تھی ۔ (ابنِ کثیر) پس وہ چمک و دمک اور خوبصورتی اس کی جزو ہوئی ۔ جیسے بیٹا ۔ باپ کی جزو ہوتا ہے ۔ **ایسے** ہی حضرت علیؓ کو ابو تراب کہا گیا ہے ۔ کہ آپ مسجد نبویؐ میں لیٹے ہوئے تھے ۔ جس سے آپ کی پشت خاک آلود ہو گئی تھی ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تلاش کرتے ہوئے آئے ۔ تو آپؐ کی پشت پر مٹی دیکھی ۔ آپؐ نے مٹی صاف کرتے ہوئے فرمایا ۔

اِجْلِسْ یَا اَبَا التُّرَابِ ترجمہ :- بیٹھ جاؤ اے مٹی کے باپ پشت خاک آلودہ ہونے کے سبب سے آپؐ نے ان کی نسبت خاک کی طرف کر دی ۔ اور یہ حضرت علیؓ کی کُنیّت بن گئی ۔ !

حنیفہ :- حضرت امام ابوحنیفہؒ کی لڑکی تھیں ۔ ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے ۔ یہی مندرجہ بالا حساب ۔ ابوبکرؓ ابو طالب و ابوسفیان کا ہے ،

آیا خیالِ شریف ہیں؟ اب تو مجھے کہنے دو کہ

خبر جن کو ہوا اپنے سر کی نہ پا کی
انہیں کیا خبر ہوگی دینِ خدا کی

اب مجیب صاحب آپ کو بتانا چاہیئے کہ آپ کے مدیر صاحب جو نور کے باپ بنے بیٹھے ہیں۔ وہ حقیقی نسبت سے ہیں۔ یا مجازی سے اگر حقیقی سے ہیں۔ تو اپنا کوئی لڑکا بنام نور بتائیں؟ یا آئیندہ امیدواری کی خبر دیں؟؟ یا پھر بتائیں کہ مجازی نسبت ہے۔ ورنہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نور ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نور کہتے ہو۔ ہم اس بناء پر پوچھتے ہیں کہ وہ جو ابوالنور ہیں۔ کس نور کے باپ ہیں؟

جواب دیجئے:۔ اور تحریر سابقہ کی طرح الٹا ہمیں شرمندہ کرنے کی ناجائز کوشش نہ کیجئے۔ اگر جواب نہ بن پڑے تو دیانتداری سے قلم توڑ دیجئے۔ اور آئندہ کسی مرد مجاہد کے سامنے نہ آیئے!

اور سنئے۔ نور کا اطلاق اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا پر بھی بولا جاتا ہے۔ کما مرّ۔

مثلاً۔ قرآن۔ اسلام۔ ایمان۔ ہدایت۔ توریت۔ سورج۔ چاند۔ تارے۔ ملائکہ۔ وغیرہ سب نور میں داخل ہیں۔

اگر ان جملہ اشیاء پر ابوّت کا تعلق ظاہر کرو گے۔ تب بھی جھوٹ اور بکواس بلکہ سخت بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ کیونکہ ان جملہ اشیاء میں سے تم کسی ایک سے بھی نسبتِ حقیقی یا مجازی نہیں رکھتے۔ اور

اگر لغوی طور سے تم ابو کے دیگر معنی بنانے کی ناجائز کوشش کر کے اپنی بات کو سچی کرنے کی کوشش کرو۔ تو یہ بھی تمہاری جہالت ہے۔ کیونکہ اس طرح بھی تم اس لائق نہیں کیونکہ تم نور کے خلاف چلتے ہو۔ لہٰذا تم مفت میں نور کے باپ کہلا کر فضول کافر و گستاخ بن رہے ہو۔ میرا تو خیال ہے کہ اگر وہ کنیت ہی چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل کنیتوں سے کوئی پسند کر لیں۔ جو یہ ہیں۔

ابو الظلم۔ ابو الظلمات۔ ابو السوء۔ ابو السیات۔ ابو الشرک۔ ابو البدعت۔ وغیرہ کیونکہ ان چیزوں سے اُن کا رات دن تعلق و واسطہ رہتا ہے۔ اُن کے لئے ابو النور کنیت رکھنا تو صاف اور سراسر خلاف واقعہ ہے۔ افنی کہتی ہوتی

عزیزو! علم بے دینی میں اوقات کیوں ضائع کرتے ہو کسی دیندار صحیح العقیدہ سچے سُنی سے دینی علم پڑھو تا کہ جھوٹ و سچ میں تمہیں تمیز ہو سکے۔ میں تو ازراہِ خیر خواہی یہی عرض کروں گا کہ ؎

عزیزو علم بے دینی میں کیوں اوقات کھوتے ہو

پڑھو گے اور پڑھاؤ گے کتاب دینداری کب؟

مجذوب:۔ حصہ بقدر جثہ اور علم بقدر ظرف ہوتا ہے۔ اور جو لوگ صرف اہل حدیث ہیں۔ وہ قرآن کو کیا جانیں!

محبوب:۔ ہاں صاحب حصہ بقدر جثہ آپ نے یہاں ختم شریف کو یاد کر لیا۔ کہ جتنا کوئی پیٹو ہوگا۔ اتنا ہی وہ کھا جائے گا۔ دیوانے صاحب! علم کا جسم کی لمبائی چوڑائی سے تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی علم کیلئے

کسی قدر - آور یا بڑی توند والے نقلی پیر و مولوی کی ضرورت ہے !

ہاں علم بقدر ظرف والی مثال صحیح ہے . اگر علم ہو تو ظرف بھی ہوتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی جو علمائے موحدین کو اپنی تقریروں تحریروں اور مجلسوں میں کافر مرتد - بد مذہب اور دائرہ اسلام سے خارج کرتے رہتے ہیں کیا یہ سب آپکے بقول کم ظرف بیہودہ اور بکواسی ہیں ؟ ذرا سوچ کر جواب دیں !

س ۵ چاہیئے کچھ تو خیال انجام کا
پاس ہے گر تم کو ننگ و نام کا

موحدین کی تقریرات و تحریرات کا جواب ان سے نہ بن آئے - تو غیض و غضب سے لال پیلے ہو کر ناجائز اور خواہ مخواہ منہ چڑانے لگتے ہیں .

بس بالکل ویسے ہی جیسے آپ نے ہماری کتاب ندائے محبوب کا جواب نہ دینے کی بجائے منہ چڑایا ہے .

کیا فرمایا - جو لوگ صرف اہل حدیث ہیں - وہ قرآن کو کیا جانیں " میں عرض کروں گا . کہ یہ آپ کی بد گمانی و بد اعتقادی اور اہل حدیث سے دشمنی کی کھلی دلیل ہے . جو شیطانی وسوسہ پر مبنی ہے ورنہ آپ جانتے کہ اہلحدیث قرآنِ پاک اور حدیثِ مقدسہ دونوں پر عمل کرنے والے کو کہا جاتا ہے . کیونکہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو حدیث کہا گیا ہے عین اسیطرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بھی حدیث فرمایا ہے . اطمینان کیلئے پ ۹ ع ۱۱ پ ۱۵ ع ۱۲ [illegible]

پ ۲۹ ع پ ۲۹ ع ۲۶ وغیرہ۔

ہاں۔ ہمیں آپ لوگوں کے قرآن جاننے کا بھی خوب پتہ ہے۔ ؎

زباں سے مدح لوگ نیر بس باتیں ہی باتیں ہیں
جو تیروں کو بلائیں وہ نشانے اور ہوتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تمہارے پاس ایک شبہ پیدا کرنے والی قوم جھگڑا لو آئے گی۔ جو قرآن سے شبہات پیش کرے گی۔ تم ان کو احادیثِ نبویہ سے جوابات دو۔ اہل حدیث ہی قرآن کو خوب جانتے ہیں۔ دیکھئے میزان شعرانی ج۱ ص۴۶

حضرت امام ابو حنیفہ رح جن کے تم مقلد کہلاتے ہو۔ وہ یوں فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے۔ جب تک اُن میں علم حدیث کے طلب گار ہوں گے۔ جب حدیث چھوڑ کر اور علم (فقہ وغیرہ) طلب کرینگے۔ تو گمراہ ہو جائیں گے۔ (دیکھئے ایضاً ص۵۴)

اِن سے اور اسی طرح کے ہزار ہا حوالے اَیسے ہیں۔ جن سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ اہلحدیث ہی عالم ہوتے ہیں۔ وہی کتاب اللہ کو خوب جانتے ہیں۔ کیونکہ کتاب اللہ اپنے معانی اور مطالب کے لحاظ سے حدیثوں میں سمائی ہوئی ہے۔ مکمل تفصیل کے لئے دیکھو میری کتاب "اصلاحِ عقائد" جو مکتبہ الحدیث لسہروی سے ملتی ہے۔

نیز:۔ آپ اپنے مضمون غیر مسنون کو سامنے رکھ کر پھر ہمارے جواب دُرّۂ محبوب کو دیکھیں۔ اور سوچیں کہ ہم دونوں سے قرآنِ پاک کو زیادہ اور با حوالہ کس نے پیش کیا ہے؟ قرآن متن ہے،

اور نہ حدیث اُس کی تفسیر ہے۔
لہٰذا۔ اہلحدیث قرآنِ پاک کو بھی جانتے ہیں۔ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی! مگر آپ مقلد ہیں۔ جو علم حدیث سے جاہل اور فہم قرآن سے کورے ہیں! اس لئے اصل بات سے نادان رہ کر اعتراض کر بیٹھتے ہیں افسوس کہ جس نبی کے نام کے تم شرکیہ نعرے مارتے ہو اُسی نبیؐ کے علم قرآن وحدیث سے نادان۔ جاہل اور بے خبر ہو۔ غالباً اسی وجہ سے تم لوگوں کو مولانا روم نے خبیث لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

نو حمہ گر باشد مقلد در حدیث
جز طمع نبود مراد آں خبیث!

مجذوب۔ محمد رسول اللہ حبیب خدا نور نہیں ہو سکتے۔
محبوب۔ ارے بھئی یہی تو ہم کہتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ حبیب خدا نور نہیں بلکہ بشر ہیں۔ اگر یہاں ہی رک جاؤ۔ تو تم خالص مسلمان ہو جاؤ۔!
جیسے۔ شیطان کی آیت الکرسی والی بات سچی تھی۔ اور باقی جھوٹی اسی طرح آپ نے سارے مضمون میں یہی بات سچی کہی ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ کرے تم ایسے ہی سچے بن جاؤ۔ ورنہ ؎

لگا کر خون بن جانا شہید آسان ہے لیکن
کٹیں خود، گھر لٹائیں وہ گھرانے اور ہوتے ہیں!

مجذوب۔ اگر ان کو نور کہا جائے تو کہہ دیں کہ خدا بنا دیا۔ اگر

نوری ہونا خدا ہونے کی دلیل ہے۔ تو فرشتے بھی نوری ہیں ان کو کیا کہوگے۔ اس طرح تو پھر تم ہزاروں خدا بناؤ گے۔ اور پھر موحد کے موحد۔ سبحان اللہ۔

محبوب۔ جناب صاحب آپ تو مسلوب العقل ہو کر کچھ ایسے مرعوب ہوئے ہیں۔ کہ آپ کو اپنے آپ کی بھی خبر نہ رہی۔ ہم بار بار آپ کی دُرّۂ دلائل سے خبر لیتے آرہے ہیں۔ مگر آپ ہیں۔ کہ ہوش میں آنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور کمال یہ کہ آپ کو اپنے مذہب کی بھی خبر نہیں۔

سُنئے۔ آپ کے اکثر بھائی یہ مندرجہ ذیل۔ موضوع۔ جھوٹی اور من گھڑت حدیث میں بھی بیان کیا کرتے ہیں کہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ یعنی میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ اور مومن مجھ سے پیدا ہوئے ہیں۔ (نور نامہ)

۲ اور حدیث جابر رض جو پہلے بھی ذکر ہو چکی ہے کہ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ الخ (قصص الانبیاء)

یعنی اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

۳ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِیْ (بشر نامہ صک)

یعنی میں اللہ تعالےٰ کے نور سے ہوں۔ اور باقی سب چیزیں میرے نور سے ہیں۔

صاحب بشر نامہ ص۱۳ پر لکھتا ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو حبیب اللہ فرمایا یہاں آپ ذرا سوچنے کی بات ہے
کہ لفظ حبیب ہم جنس پر بولا جاتا ہے۔ (بشر نامہ ص۷)
خیال کیجئے۔ کہ بشر نامہ والے نے "لفظ حبیب ہم جنس
پر بولا جاتا ہے" لکھ کر اس بات کی وضاحت نہیں کر دی۔ کہ
نعوذ باللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اللہ تعالےٰ دونوں ایک ہی چیز سے بنے ہیں۔ دونوں ہم جنس
ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں؟ آہ کہ ؎

شرم و حیا و ندامت گر کہیں بکتی
تو ہم مول لیتے اِن مصنفین کے لئے

مندرجہ بالا جملہ حوالجات سے اور سابقہ اُن اشعار سے جو آپ کے
ہی ہم مشرب حضرات کی تصنیفات سے اوپر لکھ آیا ہوں۔ صاف
معلوم ہو گیا کہ بریلوی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خدا کا ہم جنس اور ہم مرتبہ ہی نہیں بلکہ خدا سمجھتے ہیں!
اگر جنس سے محض نور مراد لیتے ہیں۔ تو فرشتے جو نوری ہیں۔ وہ
بھی ہم جنس ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا
تخصیص رہی؟ فافہم۔ وتدبر!

؎ کوئی فرعون جھکوائے اگر سر بھی تو کیا ہوگا؟
جہاں جھکتے ہیں دل وہ آستانے اور ہوتے ہیں!

بریلیوں کے اشعار

یہ مندرجہ ذیل اشعار بھی آپ کے ہم عقیدہ بریلوی حضرات کے ہیں
ہے

نشان و بے نشان اندر محمدؐ ہی محمدؐ ہے
مکان و لامکان اندر محمدؐ ہی محمدؐ ہے

کیا نور احمدؐ ہی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

فرمایئے۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق جب ہر چیز نور نبیؐ سے
بنی ہے۔ تو آپ کے نزدیک زمین و آسمان کی ہر خشک و تر گوز و شرگ جن و
شیطان، حجر و شجر، حیوانات، جمادات، نباتات اور ہر دابۃ الارض خدا ہو گئے۔
کیونکہ سب نور ہی نور تو ہیں۔ اتنی بڑی گمراہی کے بعد بھی تم سُنی ہی رہے ۹۹
سبحان اللہ!

ارے مجذوب!! ہے

دوسروں کے عیب ہی تو ڈھونڈھتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے ذرا اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ!!

مجذوب۔ آپ ہی کہتے ہیں کہ رسول ہم جیسے بشر ہیں۔ اور آپ ہی لکھتے
ہیں شعر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
مجبوب۔ آپ بھی کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ کوئی بات بھی ہم

اپنی طرف سے نہیں کہتے اور نہ کہنے والے ہوتے بھی کون ہیں؟ ہم تو بار بار یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے۔ پھر اپنے رسولؐ سے کہلواتا ہے کہ قُل انّما انا بشر مثلکم الآیة (پ ۱۶ ع ۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث پاک میں فرماتے ہیں۔ اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ الحدیث یعنی خبردار ہو جاؤ۔ اے لوگو نہیں ہوں میں مگر آدمی مثل تمہارے قریب ہے۔ کہ آوے پاس میرے بھیجا ہوا پروردگار میرے کا۔ (ملک الموت) پس قبول کروں میں (مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت)

ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ہیبت سے کانپنے لگا تو آپؐ نے فرمایا۔ ھَوِّنْ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِکٍ اِنَّمَا اَنَا اِبْنُ امْرَأَۃٍ مِّنْ قُرَیْشٍ الحدیث۔ یعنی آرام کر میں کوئی (دنیا کا) بادشاہ نہیں ہوں۔ سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک قریشی خاتون (آمنہ) کا بیٹا ہوں۔ (الشفا فصل تواضعہ ج ا مطبوعہ مصر ص ۱۰۳)

ایک مرتبہ حضورؐ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ سودا تولنے والا آدمی دکاندار دکان سے کود کر اٹھا۔ تاکہ آپؐ کے دست مبارک چوم لے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا کہ یہ کام عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے لئے کرتے ہیں۔ میں تو ایسا بادشاہ نہیں ہوں۔ اِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِّنْکُمْ یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں تو تم میں سے ہی ایک آدمی ہوں الخ۔

پس مندرجہ بالا آیت قرآن اور یہ حدیث سامنے رکھ کر ہر مسلمان کو چاہیئے۔ کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار نامہ پر ایمان لاوے۔ اور انکار نہ کرے۔ کیونکہ متفقہ طور پر انکار ی کافر ہے۔!

نیز - ہمارا یہ کہنا کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کمالاتِ رسالت، منصب نبوت اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ علمیہ عملیہ اور درجاتِ صحیحہ کی بنا پر ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ درجات و فضائل میں ہمارے آنحضرت نبیؐ احمدؐ مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہماری مخلوقات کو بچا ہی بنایا گیا ہے۔

لہذا خدائے تعالےٰ کی ذات کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات پر فوقیت رکھتے ہیں۔ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا! اسے

محمدؐ مصطفےٰ صلِّ علیٰ وہ رحمتِ عالم

وہ جس کا ہر اشارہ اصل میں درسِ حقیقت ہے!

محبوبِ رب - ذاتِ حضورؐ عدیم المثال ہے۔ تمہیں اپنے قول پر قیام بھی ہے۔ جب عدیم المثال ہیں۔ تو تم جیسے بشر کہاں رہے یا خدا کے بعد بزرگ ہیں۔ تو اس کے معنی یہ کہ فرشتوں سے مرتبہ افضل ہوا۔ اور فرشتے ہیں نوری۔ تو پھر حضورؐ بقول تمہارے ہی نور سے بھی اوپر نور ہیں۔ آپ کو پتا بھی نہیں۔ کہ حضورؐ کو بشر کہنا کیوں منع ہے۔

محبوب - جناب! میں نے تو "ندائے محبوب" میں یوں لکھا تھا سے

قرآن میں لکھا ہے اسے دیکھو کھول کر
آپ علمِ غیب سے نہیں ہرگز تھے باخبر

نائب تھے ہماری طرح آپ بھی بشر
اللہ نے نوازا رسالت سے تھا مگر

دعویٰ برابری کا کریں کیا مجال ہے
ذاتِ رسولِ پاک عدیم المثال ہے

مگر یہاں بھی آپ نے یہودیانہ تحریف کر دی اور آخری فقرہ بگاڑ کر لکھ دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب کی تو مہ اشریف میں مذہبی سدہ ہے؟ اور مواد فاسد جمع ہو چکا ہے۔ جو تکلیف دے رہا۔ معدہ کی خرابی سے دماغ میں بخارات چڑھتے ہیں۔ تب ہی آپ ایسی بے تکی ہانکتے ہیں؟

سنو میاں دیوانے شاہ! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدائش اور جنس کے لحاظ سے تو ہماری طرح بشر ہیں۔ مگر فضائل و درجات اور منصب نبوت میں عدیم المثال ہیں۔ یہ پوری بات آپ کو ہم بار بار سمجھا چکے ہیں۔ مگر آپ ٹھہرے دیوانے شاہ آپ بھلا کیسے سمجھ سکتے ہیں سچ ہے۔ ؎

بے بصیرت راہ نباشد فرق در سود و زیاں

کور یک داند عصائے مولوی و مار را

نیز۔ آپ کا یہ کہنا کہ خدا کے بعد بزرگ ہیں۔ تو فرشتوں سے مرتبہ افضل ہوا۔ ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

آپ جیسے مخبوط الحواس کو جب اتنا بھی علم نہیں۔ کہ فرشتوں سے افضل ہونے سے آپ کا یا دیگر کسی نبی۔ ولی۔ مومن کا نوری ہونا لازم نہیں آتا۔ دیکھو قرآن کریم میں ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے حضرت آدم ابوالبشر کو (جس سے کسی کو بھی انکار نہیں) فرشتوں سے افضل بنایا۔ اور فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ مگر اس افضلیت سے حضرت آدم کا نوری ہونا کیسے لازم آگیا؟ ہرگز لازم نہیں آتا!

تم میں قدر بے علم ہے۔ تو عقل کے ناخن لو اور سیدھی۔ بات کرو۔ کیوں بہکی بہکی باتیں کر کے ہمارا وقت ضائع کرتے ہو۔ سمجھو کہ

تمام نبی، ولی۔ مومن از روئے قرآن و حدیث فرشتوں سے افضل ہیں۔
اگر تم کو انکار کی کچھ گنجائش ہے تو کرو۔ اور کافر بنو!
ہاں! ہمیں اپنے اُس قول پر ہمیشہ قیام ہے۔ جو خداوند تعالے اور
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ مگر آپ چونکہ
عقل کے اندھے منقلد ہیں۔ آپ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بشر کو نوری
کہنا خود بشر کی توہین ہے۔ ہم پھر کہیں گے کہ ؎

آدم کو فرشتہ کیوں کہئے وُہ ساجد ہے مسجود ہے وُہ
انسان کو نوری کہنے سے توہین بشر ہو جاتی ہے

مجذوب۔ آپ کو یہ علم بھی نہیں کہ حضور کو بشر کہنا منع ہے۔
محبوب۔ ہمیں پورا پورا علم ہے۔ کہ حضورؐ کو بشر کہنا منع نہیں بلکہ عین ایمان ہے،
اور جملہ انبیاء و مرسلین کو بشر نہ ماننے والا کافر و شیطان ہے۔!
مجذوب:۔ انبیاء کرام کو بشر کہنا یہ ہمیشہ کفار کا دستور رہا ہے،
قرآن اس پر شاہد ہے کبھی کسی مسلمان نے یہ لفظ نہیں کہا۔
محبوب:۔ پھر وُہی پرانی بات!

خبر تم کو اپنے سر کی نہ پائی
خبر کب بھلا لوگے دین خدا کی

اس بات کا پورا جواب میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور تفصیل اس کی مدلئے
محبوب میں موجود ہے۔ وہاں آپ کو خوب رگڑے لگ چکے ہیں۔ آپ
وہاں دیکھیں اور تسلی کر لیں۔ مزاج ٹھکانے آجائے گا۔!

تیسرا انعام

جھنڈا ہو ... (...)

نمبر شمار ....

اگر آپ یا آپ کا کوئی ہم مذہب صاحب بریلوی جماعت قرآن پاک سے کہیں بھی صریح طور سے یہ ثابت کر دے کہ کفار نے جب بھی نبیوں کو بشر کہا۔ تو اللہ تعالےٰ نے کفار سے جواباً کہا ہو کہ تم جھوٹے ہو۔ یہ میرے نبی بشر نہیں بلکہ نور ہیں۔ یا پھر کسی نبی نے کفار سے جواباً کہا ہو کہ ہم بشر نہیں بلکہ نور ہیں۔ تو میں یہاں بھی اس حوالہ دکھانے والے صاحب کو یکصد روپیہ انعام دوں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ حوالہ دیجئے اور انعام لیجئے! ؎

غازیو! موقع نہیں آرام کا

ہاں اٹھو! اب وقت ہے یہ کام کا!

نیک مشورہ:۔ جناب مجذوب صاحب آپ کفن ہمت باندھ کر گھر سے نکلیں اور کسی عالم۔ مولوی۔ یا پیر سے یہ پوچھیں کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسٰے علیہ السلام تک جو نبی، رسول اور پیغمبر ہوئے ہیں۔ وہ بشر تھے یا نور؟ اگر وہ فرمائیں بشر تھے۔ تو پھر کفار کی یہ بات سچی ثابت ہوئی۔ اور اگر فرمائیں نور تھے۔ تو قرآن سے صریح الفاظ میں دلیل طلب کریں۔ اور انہیں صریح دلیل سے ہمیں بھی خبردار کریں۔!! ؎

اے جواں سوئے میدانِ عمل

باندھ کر سر پہ کفن گھر سے نکل!

مالیں:۔ کیا کہا کہ کبھی کسی مسلمان نے یہ لفظ نہیں کہا؟ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْمُبْتَدِعِیْنَ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اٰمِیْن۔

دیکھئے! قرآن مجید میں مذکور ہے۔ کہ تمام انبیاء نے کہا ہم بشر ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں۔ مائی عائشہؓ نے فرمایا حضورؐ بشر ہیں۔ تمام اصحابِ رسول اللہ کا عقیدہ تھا کہ آپ بشر ہیں منجملہ محدثین کا ایمان تھا کہ آپ بشر ہیں۔ ابن ہمام حنفیؒ کا ایمان ہے کہ حضورؐ بشر ہیں۔ اسی طرح شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ میں ہے۔ کہ نبیؐ ایک انسان ہے۔ قاضی عیاضؒ نے شفاء جلد ۲ صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ محمدؐ اور تمام انبیاء بشر تھے

ان جملہ حوالوں کو دیکھ کر سوچو اور بتاؤ کہ تمہارے نزدیک تمام انبیاء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ساری اُمت مسلمان تھی۔ یا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کافر؟ کیوں جی اب بھی یہی دعوٰی کرو گے کہ ہم جملہ انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ

نہ ہے دعوٰی کی سند کچھ بھی مگر یہ ضد سے اڑتے ہیں

عجب اندھے مقلد ہیں کہ بے ہتھیار لڑتے ہیں

مجذوب: ہاں بندہ کہہ سکتے ہو الخ

محبوب۔ آپ فتوٰی دینے کے لائق نہیں۔ کیونکہ آپ مقلد ہیں۔ اور مقلد کو بزرگانِ دین نے گمراہ کہا اور ہلاکت کے راستہ پر چلنے والا بتایا ہے۔

مکمل بحث میری کتاب لاجواب "اصلاحِ عقائد" میں دیکھو۔ بات

فَاهْرُبْ عَنِ التَّقْلِيْدِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ
اِنَّ الْمُقَلِّدَ فِيْ سَبِيْلِ الْهَالِكِ

پس بھاگ تو تقلید سے کیونکہ وہ گمراہی ہے بے شک مقلد ہلاکت کے راستہ میں ہے۔

اچھا! شاید آپ نے یہ سوچکر فتوٰی دیا ہے کہ اللہ کے نور سے حضور پیدا ہوئے۔ تو حضورؐ صرف اکیلے اللہ کے بندے ہوئے۔ اور چونکہ باقی سب حضورؐ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ اس لئے سب حضورؐ کے بندے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو بس سوچ لیں کہ یہی راستہ ہلاکت کا ہے۔

ہاں شکر ہے خداوند واحد کا۔ کہ تم نے ندائے محبوب کے رُعب سے لرزتے کانپتے ہوئے اتنا تو مان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ کہہ سکتے ہو۔ بڑی مشکل سے بندہ کہنے کی اجازت دی گئی ہے؟ یہاں تو آپؐ نے بڑی بہادری اور زندہ دلی سے کام لیا ہے؟ ہمیں اُمید ہے کہ ۔

ہم کھینچ لائیں گے آپ کو باتوں باتوں میں
ورنہ کھل جاؤ گے دو چار ملاقاتوں میں

آپ نے اجازت تو دیدی کہ ہاں بندہ کہہ سکتے ہو۔
مگر آپ نے اپنی برادری سے پوچھ بھی لیا ہے۔ کہ یہ "بندہ" کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ دیکھئے آپ کی برادری یوں کہتی ہے کہ ۔

(۱)

خدا کا نور محمد سے کچھ جدا نہیں　　اس لئے تو نہ تھے حضور بے سایہ

(۲)

سن جوتی سن کپڑے ٹوپی سنے خدا　　جھٹرا سوچہ شک کرے اسنو مرض سودا

(۳)

کیا فرق ہے عزیز حضرت میں اور خدا میں　　وہ بھی اللہ ہے یارو وہ بھی اللہ ہے یارو

(۴)

مقام اس نبی کا تو عرش بریں ہے　　خدا جو نہ کہے وہ کافر لعین ہے

(۵)

ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں　　خدا ہے تجھے تو خبر ہی نہیں!

جناب کی آگاہی کے لئے پھر عرض ہے۔ کہ یہ مذکورہ کلام آپ کی برادری کے بریلوی رضا خانی شاعروں کا ہے۔ اور ایسے ہی شاعروں نے یہ حدیث گھڑی ہے۔ کہ "اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْنٍ وَ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ"[1] اب آپ خود حساب لگا کر بتائیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "بندہ" مان کر آپ سودائی لعین اور کافر ہوئے؟ یا عرب بلا عین احمد بلا میم اور اللہ و خدا کہہ کر آپ کی برادری کے اکثر رضائی بریلوی کافر و مشرک ہوئے؟ جواب باصواب دینا۔

---

[1] حضور فرماتے ہیں میں عرب ہوں۔ بغیر عین کے۔ عین کو الگ کرنے سے "رب" رہ جاتا ہے۔ سو میں رب ہوں۔ اور میں احمد ہوں بغیر میم کا۔ احمد کے درمیان سے میم الگ کرنے سے "احد" رہ جاتا ہے لہذا میں احد ہوں! نعوذ باللہ۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

الا! ؎

دن بُرے جب آگئے باہم لگے سر پھوڑنے
صفحۂ ہستی سے اُنکا مِٹ گیا نام و نشان

ہمیں اُمید ہے ؎

بس ہو رہیگا عشق اور ہوس میں بھی امتیاز
اب آیا ہے مزاج تیرا امتحان پر

مجاز وب ۔ عبد ہونا یہ دلیل نہیں رکھتا کہ وہ خاکی ہی ہو سکتا ہے۔ بندہ نوری بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے فرشتے ہیں۔ اور وہ خدا کے بندے ہیں تو فرشتے نوری ہو سکتے ہیں۔ مگر آپ کے نزدیک خدا کا حبیب نوری نہیں ہو سکتا۔

محبوب۔ آپ تو ایسے جاہل ہیں کہ آپ کو نہ کسی چیز کے اقسام کا پتہ ہے۔ اور نہ اُس کے اعتبارات وحیثیات کا علم۔ آپ کی وہی مثال ہے۔ کہ ؎

نہ محقق بود نہ دانشمند چار پایہ بر و کتابے چند

آئیے جناب! آپ کو ذرہ محبوب کی ضرب سے میں سبق پڑھا دوں۔ ذرا عینک لگا کر پڑھیئے اور دل میں جگہ دیجئے! عبودیت کئی طرح پر ہے۔

اوّل ۔ پیدائش کے اعتبار سے جیسے قرآن پاک میں اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ (پ ۱۶ ع ۹)

ترجمہ۔ نہیں کوئی شخص کہ بیچ آسمانوں اور زمین کے ہے مگر آتا ہے رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر۔ یعنی تمام مخلوق بروز قیامت اپنے مالک

وخالق کے پاس غلامانہ صورت میں حاضر ہوگی۔
دوم۔ خریداری سے جیسے لونڈی اور غلام رکھنے کا ملک عرب میں رواج تھا جس کا ذکر آیت وَ اَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ ؕ (پ ۱۸-۱)
ترجمہ۔ اور نکاح کر دو رانڈوں کو اپنے میں سے اور لائق والوں کو غلاموں اپنوں میں سے اور لونڈیوں اپنی میں سے۔
سوم۔ فرمانبرداری کے اعتبار سے جیسے کہ آیت وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِيۡنَ يَمۡشُوۡنَ عَلَى الۡاَرۡضِ هَوۡنًا۔ الآیۃ (پ ۱۹ ع ۴)
ترجمہ:۔ اور بندے رحمن کے وہ لوگ ہیں کہ چلتے ہیں اوپر زمین کے آہستہ
فرشتوں کو بَلۡ عِبَادٌ مُّكۡرَمُوۡنَ[1] (پ ۱۷ ع ۲) کہا گیا۔ اور
حضرت خضر علیہ السلام کو عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ[2] (پ ۱۵ ع ۲۱) کہا گیا ہے۔
چہارم بندہ باعتبار اولادِ آدم ہوتا ہے۔ اور ہمارا نزاع بھی اس آخری نمبر ۴ میں ہے۔ کہ آپ اور آپ کے اخوان و انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیہ وسلم کو بندہ بمعنی ۴ باعتبار اولادِ آدم مانتے ہو یا نہیں؟
اگر نہیں تو یہ ہدایت اور مشاہدہ کے بھی خلاف ہے۔ اور قرآن و حدیث کے بھی!
اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ۔ اَنَا مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ۔

---

[1] بلکہ بندے ہیں عزت دیئے گئے۔
[2] ایک بندہ بندوں ہمارے سے

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب۔ رسالہ ماہ طیبہ بابت نومبر ۵۴ء میلاد نمبر کے ص ۲۴ تا ۲۶ پڑھ دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ حضرت آدمؑ تک لکھا ہے۔ کتاب النبیؐ جو سیرت کی (مشہور کتاب ہے) میں بھی آپ کا نسب نامہ حضرت آدم علیہ السلام تک لکھا ہے۔ یہ میری مندرجہ بالا باتیں کسی اہل علم پر مخفی نہیں اور کوئی انکار بھی نہیں کر سکتا اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ!

اور اگر آپ یہ مان لیں کہ آپؐ عبد اللہ کے بیٹے آمنہؓ کے لال عبد المطلب کے پوتے تھے۔ اور حضرت آدمؑ تک آپ کا نسب نامہ ملتا ہے۔ تو آپؐ کا خاکی ہونا لازم آگیا۔ پھر جھگڑا بے سود نہ رہ جیگا۔ اور لڑائی ہی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔ کہ اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (مشکوٰۃ) یعنی تمام لوگ حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور حضرت آدمؑ مٹی سے ہیں۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی لفظ ناس میں داخل ہیں۔ آپ یہ آیت پڑھیں۔ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ الاٰیۃ رکوع ۱۷)

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰے پسند کر لیتا ہے۔ رسول فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے اس آیت میں صاف صاف الفاظ میں بیان ہے کہ اللہ پسند کرتا ہے پیغام پہونچانے والے فرشتوں سے اور آدمیوں سے۔ فرشتوں سے جو رسول ہیں۔ وہ فرشتوں سے اعلیٰ اور آدمیوں سے جو رسول ہیں۔ وہ آدمیوں سے اعلیٰ۔ اب آیت سے تیسری نسل سے رسول ہی ثابت نہیں۔ اور یہ تم کو مسلّم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے نہیں تھے۔ تو پھر آدمی ہوئے نیز آپ سے اتنی اور گذارش ہے۔ کہ حیثیتیں صرف دو ہیں۔ اوّل

عبدیت کی دوم معبودیت کی۔ آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بندہ مان لیا ہے۔ اب آپ جس قدر چاہیں آپ کے مناقب۔ اوصاف۔ کمالات درجات۔ انعامات و اکرامات بیان کریں۔ مگر آپ پھر بھی عبداللہ بندہ ہی ہیں۔ اگر بندہ ہیں تو معبود نہیں۔ معبودیت کے رتبہ سے خارج ہو گئے۔ اور یہی فرمانِ حضور ہے۔ کہ تم مجھے میرے درجہ سے بڑھ کر معبود کے درجہ تک نہ پہنچاؤ۔ میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (دیکھو مشکوٰۃ)

اب تو مان جایئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاکی ہونا صاف شمس فی نصف النہار کی طرح روشن اور ثابت ہو گیا

ارے بھائی! اب تو کہہ دے کہ ؎

عاجز ہوں گناہگار ہوں یارب معاف کر
نادم ہوں شرمسار ہوں یارب معاف کر

محبوب۔ خدا نے فرمایا ہے۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ اگر ہم پیغمبر کو فرشتہ قرار دیتے تو اس کو بھی انسان کی شکل میں نازل کرتے۔ اور لوگوں کو ایسے شبہوں میں ڈال دیتے۔ جیسے کہ اب پڑے ہوئے ہیں۔

محبوب۔ اس آیت کے اوّل و آخر دیگر آیات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کفارِ قریش ضد اور سرکشی کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے۔ کہ ہم تو آپ کو نبی تب مانیں گے کہ ۱۔ آپ کا خدا پر لکھی لکھائی کتاب نازل کروا دیں۔

۲۔ یا آپ کے ساتھ فرشتہ ہو۔ جو آپ کی تائید کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ ط وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ط وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ○ (پ ۷)

ترجمہ:- اور کہا انہوں نے کیوں نہ اتارا گیا اوپر اس (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرشتہ۔ اور اگر اتارتے ہم فرشتہ البتہ فیصل کیا جاتا کام اُن کا۔ پھر نہیں ڈھیل دیئے جاتے ۔ اور اگر کرتے ہم اس کو فرشتہ البتہ کرتے ہم اس کو صورت مرد کی اور البتہ شبہ ڈالتے ہم اوپر ان کے جو شبہ ڈالتے ہیں اب یہاں اوپر کفارہ کا رد ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اگر حضور سچے رسول ہیں۔ تو ان کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے کسی فرشتہ کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگائی؟ اللہ تعالےٰ جواباً فرماتا ہے کہ ان کی اس بے ایمانی پہ اگر فرشتے آجاتے تو پھر تو کام ہی ختم کر دیا جاتا۔ یہ نافرمانی کرتے فرشتہ ان کو ہلاک و برباد کر دیتا۔

اور جگہ ہے کہ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ (پ ۱۴ ۱)

ترجمہ:- نہیں اُتارتے ہم فرشتوں کو مگر ساتھ حق کے اور نہ ہوں گے اُس وقت ڈھیل دیئے گئے۔

اور جگہ ہے۔ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ ○ الایہ (پ ۱۹ ۱)

ترجمہ:- جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو نہیں خوشی اُس دن گنہگاروں کو الخ۔

ثابت ہوا کہ آپ کی تحریر کردہ آیت کا مطلب وہ نہیں جو آپ نے لکھا ہے۔ آپ نے اپنی عادتِ دیرینہ کے مطابق بملا جٹ بن کر اپنی مرضی سے غلط ترجمہ کر کے اپنے ناظرین کو دھوکہ دیا ہے۔ اصل ترجمہ وہ ہے۔ جو میں نے اوپر لکھا ہے۔ پیش کردہ آیت کا اصل مقصد پھر سمجھئے اللہ تعالے نے یوں فرمایا ہے۔ کہ بالفرض ہم رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ اُتارتے یا خود فرشتہ ہی کو اپنا رسول بنا کر انسانوں میں بھیجتے۔ تو لامحالہ اُسے بھی بصورتِ انسان ہی بھیجتے۔ تاکہ دیگر انسان اس کے ساتھ بیٹھ اُٹھ سکیں۔ بات چیت کر سکیں۔ حکم احکام خداوندی اس سے سیکھ سکیں۔ یک صورت۔ یک نسل۔ یک جنسی۔ اور یک جنس ہونے کی صورت میں لوگوں کی طبیعت مانوس ہو سکتی ہے۔ اور اگر ہم فرشتہ کو انسان بنا کر بھی بناتے تو یہ مردود پھر بھی یہی کہتے کہ نہ معلوم یہ سچ مچ فرشتہ ہے بھی یا نہیں؟ کیونکہ وہ بھی انسان جیسا ہی ہوتا۔ اب اللہ تعالے فرماتا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا۔ (پ ۱۵ ع ۱۱)

ترجمہ:۔ کہہ اگر بیچ زمین کے فرشتے چلا کرتے آرام سے۔ البتہ اتارتے ہم اوپر اُن کے آسمان سے فرشتے کو پیغام پہنچانے والا۔

صاحب اب تو صاف معلوم ہو گیا۔ کہ جو جنس زمین پر چلتی پھرتی ہے۔ اُسی جنس سے نبی کا آنا لازمی ہے۔ فرشتے ہوتے تو نبی فرشتہ ہوتا۔ چونکہ زمین پر مسلمہ طور سے انسان بستے ہیں۔ اس لئے نبی رسول بھی انسان ہی آنا تھا چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ الآیۃ (پ ۴ ع ۸) یعنی خدائے تعالےٰ محسنِ حقیقی کا ایک احسان یہ بھی ہے۔ کہ اس نے اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا الخ اسی طرح (پ ۱۱ ع ۵) (اور پ ۲۸ ع ۱۱) میں موجود ہے وہاں دیکھ لے جس کا جی چاہے!

اس ساری عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اگر انسانوں کی رہبری کے لئے فرشتہ اترتا تو انسان اُس نورِ محض کو دیکھ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے اس کو بھی ہم اگر بالفرض بھیجتے تو انسانی شکل میں ہی بھیجتے۔ اور اگر وُہ فرشتہ انسانی شکل میں آکر تبلیغ کرتا تو یہ نہ ماننے والے ضد کی شبہ ہی کرتے کہ یہ فرشتہ ہے۔ یا انسان؟ اس لئے ہم نے فرشتہ نہیں بلکہ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں میں انسان ہی پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔! آپ نے غور فرمایا کہ آپ کا یہ مغالطہ بھی غارت ہوا فقط

محمد مصطفےٰ صلّی علیٰ وہ صاحبِ قرآں ہے

وہ نافذ تا قیامت جس کا قانونِ شریعت ہے

مجذوب اللہ پاک نے دو فرشتے لوط علیہ السّلام کی اُمت کو ہلاک کرنے کے لئے انسانی جامے میں بھیجے تو سب نے انسان ہی دیکھا اور اپنی مثل بشر ہی سمجھا۔ حالانکہ وُہ فرشتے تھے۔

محبوب۔ اچھا صاحب آپ ذرا دماغ ٹھکانے لگا کر بتائیں۔ جب وُہ فرشتے انسانی شکل میں آئے تھے تو ان کو دیکھنے والے کیا سمجھتے؟

ہمارا۔ ایمان ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ اور حضرت مریمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے۔ اور ضرور آئے۔ مگر ہر وقت نہیں گا ہے بگاہے لیکن اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ انبیاء اللہ اور خصوصاً احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نورانی شکل سے بشری کا صورت اختیار کر کے آئے ہوں؟

چوتھا انعام

جناب فرشتوں کا انسانی شکل میں متشکل ہونا تو نص قطعی سے ثابت ہے۔ مگر کسی بھی نبیؑ کا نوری شکل سے بشری شکل میں متشکل ہونا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے۔ اگر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ چپنی میں پانی لو اور ناک ڈبو لو۔

نیز فرشتوں کا ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، اور حضرت مریم کے پاس انسانی شکل میں آنا تو ثابت ہے۔ مگر ان کا کسی کے گھر کسی عورت کے بطن سے پیدا ہونا۔ کھانا۔ پینا۔ بچپن گذارنا۔ جوان ہونا۔ شادی کرنا۔ جماع کرنا۔ پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ بچوں کا باپ بننا۔ ساس سسر والا ہونا۔ بیٹی بیٹے والا ہونا۔ سسر اور داماد بنانا۔ بوڑھا ہونا۔ یا اُسی انسانی شکل میں انتقال ہونا۔ اور کفن و دفن کیا جانا وغیرہ کسی نص سے ثابت نہیں اگر ہے تو دکھاؤ اور یہاں بھی ہم سے یک صد روپیہ انعام پاؤ۔ ورنہ سیدھے سے رہ ٹلی جاؤ۔!!

پس گاہے بگاہے کسی فرشتہ کے انسانی صورت پر آنے سے یہ استدلال

گویا کہ آنحضور بھی اپنی جنس نوری سے جنس بشری میں متشکل تھے۔ سراسر جہالت۔ حماقت اور جنون ہے۔ جو آپ پر مسلط ہو چکا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ابلیس لعین نے آپ کو اغوا کر لیا ہے۔ اس لئے آپ ہر مقام پر ٹھوکر کھا کر فرمانِ خداوندی سے روگردانی کرتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ ؎

وُہی ہوتا ہے فرمانِ خداوندی سے روگرداں

ہوا جس خر کا ابلیسِ قدیم اُن شقیا اُستاد

مجذوب کی جہالت کا روشن مظاہرہ

مجذوب صاحب آپ ایسے مخبوط الحواس واقع ہوئے ہیں کہ علم و عقل کی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ آپ کی جہالت کا ہر ہر کلمہ اور لفظ لفظ سے مظاہرہ ہو رہا ہے۔ آپ تو شیخ نجدی العراق سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ یہاں پر تو آپ کی جہالت آفتاب نصف النہار کی طرح صاف روشن ہے جس کو ادنے طالب علم اور معمولی پڑھا لکھا بھی معلوم کر سکتا ہے۔ کہ مجذوب صاحب بالکل اَجہل ہیں۔ آپ نے کیسی نادانی سے اپنے مضمون میں حضرت لوط علیہ السّلام کی طرف دو فرشتوں کا بھیجا جانا لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن میں وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِیْمَ الآیۃ۔ اور قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ اور وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا۔ الآیہ۔ اور قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ الآیۃ پ ۱۲ اور قَالَ

فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ (پ۱۴ ع۴) اور فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ (پ۱۴ ع۵) ان چھ مقامات پر نظر کرنے والے کو معلوم ہو جائے گا کہ رسولوں کا آنا ہر جگہ بصیغہ جمع وارد ہوا ہے۔ اور صاف طور سے دو سے زیادہ بیان ہونا مذکور ہے۔ پس ان کو دو کہنا سراسر آپ کی بے علمی اور صریح جہالت کا ثبوت ہے آہ۔ ع

بادنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسے کہے ویسے سنے

اب تو جناب کی جہالت کھل گئی؟ اب تو پتہ چل گیا کہ اہلحدیث ہی قرآن جانتے ہیں؟؟ اب تو معلوم ہو گیا۔ کہ آپ مجذوب و دیوانے اور سر پھرے ہیں۔؟؟؟ ع

اللہ اللہ! یہ نمودِ مختصر اے موجِ آب
مٹ رہا ہے آج بن بن کر حبابِ زندگی!

مجذوب۔ دیکھئے اللہ پاک نے اپنے حبیب کو کبھی بشر کہہ کر مخاطب نہیں کیا۔ ہمیشہ تعظیم و تکریم سے یاد فرمایا۔

محبوب بشر کہہ کر مخاطب کرنا یا کرانا ضروری امر نہیں۔ آپ کو بشر کہہ کر اگرچہ کوئی تمام عمر مخاطب نہ کرے!

لیکن۔ اعتقاداً آپ کو بشر جاننا اور بوقتِ ضرورت جب کہ اظہارِ عقیدہ ہو تو کہنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اسی لئے خود اللہ تعالٰی نے حکم

دے کر اعلان کروایا ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ الآیۃ اس میں یہی راز تھا۔ کہ آپؐ کے بعد کوئی اُمتی آپؐ کے کمالات، معجزات اور اوصافِ حمیدہ پر دھیان رکھ کر کہیں آپؐ کو خُدا یا جُزوِ خدا۔ یا اولادِ خدا نہ بنالے۔ جیسے یہود و نصاریٰ مشرکین نے اپنے انبیاء کے ساتھ کیا ہے چنانچہ آپؐ نے اس بات کا کہ میں بشر ہوں۔ بار بار اعلان کیا ہے جیساکہ اوپر ذکر ہؤا۔

رہا۔ تعظیم و تکریم سے یاد کرنا؛ سو جہالت کی بات ہے کہ اس کے بچوں نے اللہ تعالےٰ سے اس کی مخلوق کی تعظیم و تکریم کرنا بھی فخر سمجھا ہوا ہے۔ حالانکہ خالق مخلوق مالک مملوک۔ حاکم۔ محکوم معبود عابد اور حاجت روا حاجت مند کی تعظیم و تکریم کرے؟ ایسا خیال کرنا اللہ جل جلالہٗ کی بے ادبی اور کفر کرنا ہے!

ہاں ہمیشہ یہ قاعدہ ہے کہ بڑا چھوٹے کو شفقت و محبت سے یاد کیا کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے اپنے نبیؐ اپنے رسولؐ اپنے حبیبؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار یاد کیا ہے۔ الغرض اسی طرح سے

محمدؐ مصطفےٰ صلّ علیٰ سے جس کو نسبت ہے
مقدر ہیں اُسی کے دو جہانوں کی فضیلت ہے

مجذوب:۔ بھائیو ایک عام پتھر دوسرا یاقوت پتھر۔ ایک عام مکھی دوسری شہد کی مکھی ایک عام کتابیں دوسرے قرآن کی کتاب ایک جیسے کس طرح ہو سکتے ہیں۔

محبوب:۔ مجھے افسوس تو یہ ہے۔ کہ میرا مخاطب کوئی اہلِ علم نہیں

جس سے مجھے الجھنے میں لطف تو آتا۔ قسمت کی بات ہے کہ بے دم کے بودم صاحب سے ملاقات ہو گئی خدا اس کو ہدایت فرماوے۔ آپ پورے ابو جہل وابنِ جہالت ہیں۔ آپ کو جب کوئی آیت اور حدیث نہ ملی تو چلے پتھروں میں سر مارنے اور لکھیوں سے امداد لینے۔ ارے عقل کے دشمن ان باتوں کو اصل مبحث سے کیا نسبت؟ سے

نبیؐ کو شہد کی مکھی کا ہم نوا نہ سمجھو

سوادِ شام کو نورِ سحر سے کیا نسبت؟

دوستو! کسی جنس کا اپنی جنس سے فوقیت رکھنا وصفی ہے؟ اس کے ہم خود قائل ہیں۔ جیسے ایک بادشاہ اور دوسرا چوہڑا ہو۔ مگر بحیثیت بشر ہونے کے دونوں ہم جنس ہوں گے۔ اور امتیاز اپنے منصب سے ہو گا۔ اگر امتیاز نہ ہو تو دونوں ہم مرتبہ اور ہم مماثلت ہوں گے۔ اس سے تو کوئی بھی انکار نہیں کرتا۔

مثال:۔ امان اللہ خاں شاہِ افغانستان ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر جب وقت پڑا تو مفرور ہو گیا۔ اور بچہ سقہ جو ایک آپ کی طرح محکوم وحقیر آدمی تھا۔ مگر مماثلت کے لحاظ سے وہ دونوں بشر تھے۔ آیا خیال بے ڈھنگ میں؟ آپ کی ساری تحریر کا جواب یہی کافی ہے کہ پیدائش کے لحاظ سے تو تمام رسولؐ اور حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ مگر فضائل ودرجات اور وصفی لحاظ سے ہر نبی عام بشروں سے اعلٰے ارفع ہیں۔ ایسے ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جملہ کائنات سے افضل واعلٰے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

مثالِ قرآن:۔ پھر آپ نے قرآن کی مثال دوسری کتابوں کے مقابلہ میں دے کر اپنی حماقت کا اعلان کیا ہے۔ کیونکہ قرآن غیر مخلوق اور صفتِ الٰہی ہے۔ اور دیگر کتب حادث اور صفاتِ مخلوق ہیں۔ دونوں کا متفق مماثل ہونا بالاتفاق مسلّم نہیں۔ اور انبیاء کی مماثلت غیر انبیاء سے بحیثیت بشر منصوص ہے جس سے انکار کفر ہے۔ اور پھر بکرے اور کتے کا تقابل کس قدر پاگل پن ہے۔ ایک حلال دوسرا حرام اور دونوں کی جنس جدا۔ بحث انبیاء اور غیر انبیاء کی ہے۔ کہ دونوں انسان ہیں۔ مگر منصب رسالت مابہ الامتیاز ہے اور بے بیٹھے اینٹ پتھر مکھی۔ کتے۔ بکری۔ کوڑا کرکٹ اور گندگی وغیرہ کو دارہی جہالت تیرا بُرا ہو۔ یہ اتنا بھی نہ سمجھ سکا۔ کہ بھلا کہاں ذاتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم اور کہاں زمانۂ حال کی اینٹ پتھر بکری کتے اور گندگیوں کے ڈھیر! ارے نادان! ع

فضائے قدس پہ اِس دھر کا قیاس نہ کر

حریمِ عرش کو محراب و در سے کیا نسبت

مجذوب:۔ اسی طرح اللہ کو یہ بھی قدرت ہے کہ دیکھنے میں انسان معلوم ہوں۔ لیکن کسی کو نوری کسی کو ناری۔ کسی کو خاکی بنادے اور کوئی تمیز نہ کرسکے۔ کہ یہ کون ہیں۔ جس طرح فرشتے اور جن اکثر انسانوں کے جامے میں آتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔

محبوب: بھلا نااہل وکودن کو کون سمجھائے؟ کہ یہ مندرجہ بالا تحریر قرآن

کریم کے سراسر خلاف ہے اور نہ کوئی بھی انسان حضرت آدمؑ سے تا قیامت نوری ناری ہوا۔ نہ ہوگا۔ بلکہ سب خاکی تھے اور خاکی ہی رہیں گے!

الا اسے

تو دیکھتا ہے ہر اک شیشے کو بادہ بن کر
تری نگاہ کو میری نگاہ سے کیا نسبت!!

برادر! انسان تو وہی ہے جس کا اصل خاک سے ہے۔ باقی ملائکہ یا جن ہیں۔ ان کا انسانی شکل میں متشکل ہونا وہ ایک وقتی بات ہوتی ہے۔ جس سے وہ جنسِ ملائکہ اور جنات سے خارج نہیں ہوتے۔ ان کو ملائکہ اور جنات ہی کہا جاتا ہے۔ اگر بشر کا اطلاق ان پر اس وقت ہوتا ہے تو وہ فرشتہ یا جن متشکل بصورت بشری کہلاتا ہے۔ اور بس!

پانچواں انعام

اگر آپ ہماری بات پر یقین نہیں رکھتے تو پھر آپ انبیاء سے کسی نبی کو غیر جنس بشری سے کسی صریح۔ صحیح اور قطعی سے ثابت کر کے پھر بشری صورت میں متشکل ہونا ثابت کریں! اور مجھ سے یہاں بھی یکصد روپیہ انعام حاصل کریں۔ ورنہ یہ سب مثالیں اپنی جہالت و حماقت اور کفر و ضلالت کا کرشمہ سمجھیں! دوست! اسے

ابھی دل نہ باغی کے انداز سیکھو
کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا!

مجذوب۔ اسی طرح رَاعِنَا بھی قرآن میں موجود ہے۔ رَاعِنَا اور اُنْظُرْنَا کے ایک ہی معنی ہیں۔ مگر جس طرح رَاعِنَا کہنا حرام ہے۔ اسی طرح حضورؐ کو بشر کہنا حرام ہے۔

محبوب۔ بول میاں مٹھو چُغل چُغل! ماسٹر جی!! یہ آپ کا قصور نہیں آپ کے بڑوں کا ہے۔ جنہوں نے آپ کے مغز ناہموار میں ایسے ناپاک تاثرات بھر دیئے ہیں۔ ہماری طرف سے صرف ایک مختصر سی بات سُن لیں رَاعِنَا کہنے کی حُرمت کا کھلا صاف اور صریح ثبوت قرآنِ پاک پارہ اوّل رکوع تیرہ ۱۳ میں موجود ہے۔ کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط الآیۃ۔

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو رَاعِنَا اور کہو تم اُنْظُرْنَا الخ۔

اگر آپ حقیقی سید اور اپنے والد بزرگوار کے صحیح فرزند ہیں۔ تو قرآنِ پاک سے اسی طرح کے صریح الفاظ میں دکھادیں کہ اللہ تعالےٰ نے کہیں بھی فرمایا ہو کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا لِلنَّبِیِّ بَشَرًا وَّ قُوْلُوْا نُوْرًا ہ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت کہو واسطے نبی کے بشر اور کہو نور۔

اگر نہ دکھا سکو تو پھر اپنے ساتھی کو ساتھ لے کر اپنے پیر اُستاد کے قدموں پر گر کر روئیں کہ اُسی کے وسیلے سے آپ نے ایسا گندہ عقیدہ سیکھا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ قرآن و حدیث کے خلاف گندے اور بیہودہ استدلال ہیں جن کی وجہ سے آپ سرکش و گمراہ ہو چکے ہیں! الاؔ ے

سرکش و گمراہ سارے ہوں گے سیدھے اس گھڑی

ہو گا جب کالا نشان ظاہر خراساں کی طرف

مجذوب:۔ رفیق خاں فرماتے ہیں کہ اللہ کا ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَۃٌ۔ چونکہ حضورؐ بھی مومن ہیں۔ اس لئے بڑے بھائی ہوئے۔ مولانا بڑے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی تم پر حلال ہے۔ اور حضورؐ کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ اور تم پر ان سے نکاح حرام ہے کس جہان میں ہو۔

محبوب: مجذوب صاحب تمہارا دماغ جنون و جہالت سے پُر اور حماقت سے بھرا ہوا ہے۔ دل سوزہ بوجہ ضد و تعصب بے نور ہے۔ یہی سبب ہے کہ تم نے آیت قرآنی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کو اِنَّمَا الْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَۃٌ لکھا ہے۔ اور بے ایمانی کرتے ہوئے یہ الفاظ اپنی طرف سے خود لکھے ہیں کہ "چونکہ حضورؐ بھی مومن ہیں اس لئے بڑے بھائی ہوئے" یہی آپ کے کاذب، کافر اور جاہل ہونے کی دلیل ہے۔ بتاؤ کہ تحریف کرنا مسلمان کی شان ہے؟ جھوٹ بولنا اہل سُنّت کا کام ؟؟ اور تم کو اِسی مسلمانی پر ناز و فخر ہے؟؟؟

چھٹا انعام

مجذوب صاحب میں ایمان و دیانت سے کہتا ہوں کہ آیت مذکورہ اور عبارت میں نے اس طرح نہیں لکھی اگر لکھی ہے تو آپ ثابت کر دیں اور یہاں بھی مبلغ یک صد روپیہ بطور انعام مجھ سے حاصل کریں! ورنہ سوائے تف تف کے اور کیا عرض کروں؟

ہمارا ایمان ہے کہ:-

ے

ہیں نبیوں میں افضل ہمارے محمدؐ
رسولوں کے افسر ہمارے محمدؐ

مگر آپ نے آیت بالا کو اندھا دھند غلط لکھ کر شیطان لعین و روسیاہ کو راضی اور خدائے تعالےٰ کو ناراض کیا ہے۔

آہ! ے

کیوں نہیں حکم الٰہی سے کرے وہ سرکشی
جس لعین و روسیاہ کا پیشوا شیطان ہے!

مجذوب صاحب اگر آپ خود جاہل تھے۔ تو کسی اور سے ہی اپنے "مولانا" اور "رفیق خاں" کی کتاب سُن لیتے۔ جس میں یوں لکھا ہے کہ

"ع۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ الآیۃ۔ ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ پس صلح کرو۔ درمیان دو بھائیوں اپنے کے (دیکھئے ندائے محبوب ۵۲)

اس کھلی جہالت کے بعد پھر اپنی جہالت کا مزید ثبوت دیتے ہوئے صریح نصِّ قطعی پر یہ نقض وارد کرتے ہو کہ بڑے بھائی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی تم پر حلال ہے اور حضور کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اور تم پر ان سے نکاح حرام ہے۔ بریلی کے پاگل خانہ کے کل پاگل اگلے پچھلے ہمیشہ یہی بڑ ہانکتے رہے ہیں۔ صاف دماغ کر کے عقل سے

کسی ایک نے بھی کام نہ کیا جس پر از حد افسوس ہے!

ناراض نہ ہو اور نہ ہیان سے سنو کہ آپ کا یہ نقص بھی مجنونانہ ہے
کیونکہ ہر ایک شئے میں مختلف اعتبارات اور حیثیات ہوتی ہیں۔
جن کا حکم بھی ان اعتبارات و حیثیات سے جُدا جُدا ہوتا ہے!!

مثلاً۔ پنڈت جواہرلال نہرو بھی ہندوستانی انسان ہیں۔ اور آپ کے احمد
رضا خاں صاحب بھی ہندوستانی انسان تھے۔ بحیثیت انسان دونوں ہی
ایک اور مساوی ہیں۔ لیکن نام و علم اور اعتقاد کے اعتبار سے بالکل جُدا
ہیں۔ مذہب و دین کی حیثیت سے ان دونوں کا مرنا۔ دفن ہونا۔ اور جلایا
جانا **ختنہ** ہونا اور نہ ہونا۔ نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا۔ وغیرہ ہر حکم الگ
الگ ہے۔ اسی طرح ہمارے آخری رسول احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ صلے
اللہ علیہ وسلم بے شک اسلامی اعتبار سے تو اپنی اُمّت مُسلمہ کے
بھائی ہیں۔ مگر نبیؐ و رسولؐ ہونے کے اعتبار و حیثیت سے اُن کی جملہ
ازواج ساری اُمت پر حرام ہیں۔ لہٰذا آپ کا یہ بیہودہ مناقضہ بھی رفع ہوا

اب اس کا مختصر ثبوت ملاحظہ ہو۔ یہ بات ہم بخوبی اپنی ندائے محبوب
میں لکھ چکے ہیں۔ کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی
جانتے تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں صاف و صریح موجود ہے کہ۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے حضرت عائشہؓ کا رشتہ مانگا۔ تو صدیق اکبرؓ نے عرض کیا" اِنَّمَا
اَنَا اَخُوْكَ" یعنی میں تو آپ کا (قومی) بھائی ہوں۔ آپ نے جواباً
فرمایا" اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ"
یعنی تم اللہ کے دین اور اس کی کتاب کی رو سے میرے بھائی ہو۔

اور تمہاری لڑکی مجھ پر حلال ہے۔ (کشف الغمہ)

(۲) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ" یعنی اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن ابوبکرؓ میرا اسلامی بھائی ہے (مسلم)

(۳) دوسری روایت میں یوں ہے۔ کہ "وَلٰكِنْ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ" یعنی وہ میرا بھائی اور ساتھی ہے۔

(۴) آپؐ نے خود اپنے صحابہؓ کے بھرے اجتماع میں اعلان فرمایا کہ "اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ" یعنی عبادت کرو پروردگار اپنے (اللہ تعالیٰ) کی اور عزت کرو اپنے بھائی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی (بخاری)

(۵) صحابہؓ کے بعد آنے والی اُمت کو بھی آپؐ نے بھائی فرمایا ہے کہ "وَدِدْتُ اَنَّا رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا" یعنی ہماری چاہت ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے (مسلم)

(۶) پھر یہ بھی فرمایا کہ "وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا" یعنی ہمارے بھائی وہ ہیں۔ جو ابھی نہیں آئے۔

(۷) اس پر امام سیوطی فرماتے ہیں کہ "فَهُوَ الْاُخُوَّةُ صَحَابَةٌ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا اِخْوَةٌ لَيْسُوْا الصَّحَابَةَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"۔

ﻟﮧ یہاں سے صاف ثابت ہوا کہ آپ دنیا میں دعدہ۔ حاضر و ناظر نہیں۔ اور نہ غیب داں۔ فافہم ۱۲ اللہ عفی عنہ

یعنی عہد نبوی کے مومنین صحابہؓ بھی بھائی ہیں۔ جو عہد نبوی کے بعد آنیوالے ہیں۔ اور جو صحابہ نہیں وہ بھی بھائی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ ایماندار سب آپس میں بھائی ہیں۔ مندرجہ بالا حوالوں سے آپ کی دلیل تارِ عنکبوت کو میں نے توڑ تاڑ کر ہوا میں اُڑا دیا ہے۔ اور آپ سے کوئی بات نہ بن آئی۔ بلکہ یہاں بھی آپ نے منہ کی کھائی ہے۔ ماسٹر جی اب آپ ڈاک[1] خانہ کی میز پر دونوں کہنیاں رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر روئیں اور شرم و ندامت سے سر نیچا کر کے یوں گنگنائیں کہ ؎

یا الٰہی نفس کے مکروں سے دے ہم کو پناہ
ہو گئے ہاتھوں سے اس مکّار کے حیران ہم

ورنہ آپ کے آس پاس والی ہر چیز حسرت و افسوس کرتی ہوئی آپ کو زبانِ حال سے کہے گی کہ ؎

اے میاں تجھ میں نہ آئی پارسائی آج تک
عمر ساری عبث میں تو نے گنوائی آج تک

سوال جب کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہؓ۔ تابعینؒ تبع تابعینؒ۔ امامانِ دینؒ۔ محدثینؒ اولیائے کرام اور جملہ مومنین سے تا قیامت اخوت ثابت ہو گئی جس سے انکار کرنا کفر ہے تو اب مجذوب صاحب آپ کو یا آپ کے اخوان و انصار کو یہ بتلانا چاہیئے کہ بھائی کی لڑکی کا نکاح تو بھائی سے حرام ہے۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح بھائی ابو بکرؓ

[1] خیر سے آپ کوٹلی لوہاراں مشرقی کے دیہاتی ڈاک خانہ کے پوسٹ ماسٹر ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

صدیقؓ کی لڑکی سے کیسے ہو گیا؟ اور جب کہ دیگر جملہ مومنین آپس میں بھائی ہیں۔ تو پھر سب لوگوں کا اور آپ جیسے بریلویوں کا ایک دوسرے بریلوی بھائی کی لڑکی سے نکاح کیسے ہو جاتا ہے۔؟؟

آپ غالباً یہی جواب دیں گے کہ وہ سب حقیقی بھائی نہیں۔ بلکہ اسلامی بھائی ہیں اور اخوتِ اسلامی سے باہم رشتہ حرام نہیں ہوتا۔ وہ تو اخوتِ جسمانیہ حقیقیہ سے ہوتا ہے۔!

تو یہ حیثیاتِ اور اعتبارات مختلفہ کا اعتبار ثابت ہوا۔

اسی طرح۔ یہاں بھی ابوت اور اسلامی اخوت کا اعتبار جدا جدا ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآنِ حکیم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو جمیع مسلمانوں کی مائیں کھلے الفاظ میں فرما کر اُن سے نکاح حرام کر دیا اور اخوتِ اسلامی کو موجب حلّت نکاح نہ رہنے دیا۔ چنانچہ خود ہماری مائیں بہنیں اور لڑکیاں بھی ہماری دینی بہنیں اور ہم اُن کے بھائی ہیں۔ لیکن نکاح اُن سے حرام ہے۔ کیونکہ یہاں نسبتی رشتہ مانع ہے۔

پس نفسِ اخوتِ اسلامی نہ موجب حِلّتِ نکاح ہے اور نہ سبب حرمتِ نکاح۔ حِلّت اور حُرمت کے موجبات الگ الگ دیکھے جائیں گے۔ دیکھئے ازواجُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حُرمت پر نص وارد ہے کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ ۔۔۔ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا (پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مت داخل ہو بیچ گھروں پیغمبر کے۔ (سے) اور نہ یہ کہ نکاح کرو بی بیوں اس کی کو پیچھے اس کے کبھی تحقیق یہ ہے نزدیک اللہ کے بڑا گناہ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے نبیؐ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینے اور جلدی اٹھ کر چلے جانے وغیرہ کے اداب سکھائے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کر دیا۔ کہ کوئی بھی میرے نبیؐ کے بہ پیچھے؟ یعنی فوت ہو جانے اور انتقال کے بعد اُن کی بی بیوں سے نکاح نہ کرنا۔ یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے!

لہٰذا نص کے وارد ہونے کی وجہ سے اُن سے نکاح حرام ہے۔ فافہم وتدبر!!

ورنہ حرمت واخوت میں تضاد نہیں۔ دیکھو حضرت ابراہیمؑ علیہ السّلام سے حضرت سائرہ کا نکاح تھا۔ مگر حضرت ابراہیمؑ نے ان کو اپنی بہن فرمایا۔ اور صاف کہدیا۔ کہ تم بحیثیت مومنہ میری بہن ہو۔ (بخاری)

اب جناب مجذوب صاحب آپ فرمائیں کہ آپ کی ماں بیٹی۔ بہن۔ وغیرہ اسلامی لحاظ سے آپ کی کیا لگیں؟

آپ اگر مسلمان ہیں۔ تو وہ یقیناً اسلامی لحاظ سے آپ کی بہنیں ہوئیں۔ ورنہ کفری رشتہ ہو گا۔ اور اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ والامقولہ آپ پر صادق آئے گا۔

بہرکیف ہمارا استدلال اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ الآیۃ۔ سے صحیح رہا۔ اور آپ کا اعتراض ونقض باطل ومردود ہوا

بس جناب یہ تھی ہماری ذہن اور ہم اسی ذہن میں ہیں!

ساتواں انعام

مجذوب صاحب جس طرح نصِ صریح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بی بیوں سے مومنین کو نکاح کرنا منع اور حرام ثابت ہے۔ اسی طرح اگر آپؐ یا آپ کے دیگر حواری نصِ صریح سے یہ بات ثابت کر دیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں اُن کا دیگر مومنین سے اخوتِ اسلامی کا کچھ رشتہ نہیں یا اُمتِ مُسلمہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا باہم اسلامی اور ایمانی رشتہ بالکل نہیں۔ بلکہ نسل انسانی سے ان کو سمجھنا اور خیال کرنا بہت بڑا گناہ۔ کفر اور حرام ہے۔ تو میں آپ کو یہاں بھی مبلغ ایک صد روپیہ رائج الوقت انعام دوں گا۔ انشا اللہ تعالےٰ۔ فرمایئے آپ یا آپ کا کوئی ساتھی انعام لینے کی ہمت کرے گا۔؟

ہم تو یہی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ حضرت آدمؑ انسانوں کے باپ ایک ہیں۔ سب کا دین ایک ہے۔ اور اب سب کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہیں۔ ؎

أَبِی الْاِسْلَامُ لَا اَبَ لِی سِوَاهُ ٭ اِذَا افْتَخَرُوْا بِقَیْسٍ اَوْ تَمِیْمٍ

اَلْقَوْمُ اِخْوَانٌ صِدْقٌ بَیْنَهُمْ سَبَبٌ مِنَ الْمَوَدَّةِ لَمْ یُعْدَلْ بِهٖ نَسَبٌ

مجذوب:۔ دوسرے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ۔ تو یہاں اللہ نے اپنے آپ کو مومن فرمایا۔ تو کیا اللہ کو بھی بھائی بناؤ گے؟ کیا بعید ہے۔

محبوب:۔ رع۔ پتھر پڑے ایسی سمجھ پر سمجھے تو یوں سمجھے؟

مجذوب صاحب آپ بھی بھنگ پی کر کیسے بہکے کہ مزاج ہی بگاڑ لیا۔ آپ

خیال کرتے ہوں گے۔ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور تمہارے پیشواؤں کی کتابیں نہیں پڑھتے۔ دیوانے شاہ یہ بات تو آپ سے پہلے بھی لکھی جا چکی ہے۔ آپ نے یہ تکلیف کیوں گوارہ کی؟

آہ سچ ہے ؎

جو پیشوا خود ہوں نہ پابند مشرب
بھلا کس طرح رنگ و عظِ مذہب
قلوب شیطاں کے متبع ہیں
زباں قرآں پہ چل رہی ہیں

یہ آپ کی نالائقی سفاہت و نفسانیت کا مزید کرشمہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو زہر کہ دینے کے لئے اپنے بڑوں کی لکیر کی فقیری کرتے ہوئے صریح طور پر کفر بولا ہے۔ کہ "اللہ نے اپنے آپ کو مومن کہا ہے۔ تو کیا اللہ کو بھی بھائی بناؤ گے"

(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)

مجذوب صاحب ذرا عقل کیجئے۔ پاگل پن اور دیوانگی چھوڑ کر ہوشیار ہو جائیے۔ ؎

لڑکپن کھیل میں کھویا جوانی خواب میں گذری
بڑھاپا آن کر پہونچا کرے گا ہوشیاری کب؟

مجذوب جی آپ جان بوجھ کر مرتبہ نہیں کیوں إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ

میں "مومن" دو رہ لحاظ اور دوسرے محاورہ سے ۔ ... اور یہ آیت
اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ میں لفظ "مومن" اور
محاورہ سے ہے ۔ دونوں کو ایک بنا کر دھوکہ دینا بے ایمان کا کام ہے
آیت اوّل میں لفظ "مومن" کا ایمان بمعنی تصدیق توحید و رسالت اور
جملہ احکام شریعت کے محاورہ سے ہے ۔ جس کی تصدیق آیت
اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الاٰیۃ
ترجمہ :- ایمان لایا پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے ۔ طرف اس
کی پروردگار اس کے سے اور ایمان لائے مسلمان الخ (پ ۳ ع ۸)
اور آیت دوم میں لفظ "مومن" کا معنی اَمَنْ دینے والا (دکھ ۔ درد ۔
مرض مصیبت ۔ عذاب اور مخلوق کی برائی و شر وغیرہ سے بچانے والا
اور پناہ دینے والا) ہے ۔ آپ نے یہاں بھی بے ایمانی سے کام لے کر
پوری آیت نہ لکھی جو یوں ہے ۔
هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ (پ ۲۸ ع ۶)
وہی ہے اللہ جو نہیں کوئی معبود مگر وہ بادشاہ ہے ۔ بہت سلامت
ہر عیب سے امن دینے والا ۔ نگہبان ۔ غالب ۔ زبردست ۔ تکبر والا ۔
پاکی ہے ۔ اللہ کو اس چیز سے کہ شریک لاتے ہیں وہ ۔
اَبْ ایماندار ہی سے آیت ہذا کا اوّل و آخر دیکھ کر اسماء پاک کو
گن لو کہ پورے دس بیان ہوئے ہیں ۔ ایک ذاتی اور نو صفاتی ۔
جن کو بیان فرما کر اللہ تعالے نے اپنے اوصاف ظاہر فرمائے ہیں انہیں
مقدس آیت صفحہ پہلی آور پچھلی آیت بھی ملا کر پڑھ لیں ۱۲ منہ عفی عنہ

اوصاف میں سے ایک صفت اپنی اَلْمُؤْمِنُ (امن دینے والا) بھی بتائی ہے۔
آیت کے اول و آخر کو ملا کر ...... اگر ترجمہ یوں کیا جائے۔ کہ وُہی ہے
اللہ جو نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ بادشاہ، بہت پاک۔ سلامت۔ ایماندار
نگہبان۔ غالب۔ زبردست۔ تکبر والا۔ الخ تو بتاؤ کون سرپھرا ہے۔ جو اس
کو صحیح مانے گا؟ تم خود ہی بتاؤ کیا یہ ترجمہ صحیح ہوگا؟
پس ہر طرح ثابت ہو گیا کہ یہاں "مومن" کے معنے ایماندار نہیں۔ بلکہ امن
دینے پناہ دینے بچانے والا ہے۔

سوال تم اپنی جہالت و خباثت سے اگر "مومن" کے معنے ایماندار ہی کرتے
ہو۔ تو سب مل کر بتاؤ کہ اللہ کا کون معبود بادشاہ اور نگہبان ہے؟ اور کون ہے
جو اس سے غالب۔ زبردست ہے۔ اور کون اس پر تکبر کر سکتا ہے؟؟ اور کون ہی
وہ جو اس سے زیادہ پاک و منزہ اور ہر عیب سے سلامت ہے جس پر اللہ
تعالٰے ایمان لایا ہے۔ کیا اللہ تعالٰے کا بھی کوئی اور پروردگار بتاؤ گے؟؟؟

کیا بعید ہے! ؎

ایک لفظ کے دو معنے

ناظرین کرام! مجذوب صاحب اور آپ کے بڈھوں کو
لفظ "مومن" نے بد حواس و دیوانہ کر دیا ہے کہ وہ ہر جگہ اس کا مطلب
و معنے ایک ہی سمجھنے لگے ہیں۔ حالانکہ اہلِ علم پر ہرگز مخفی نہیں ہے کہ ایک لفظ
کے کئی کئی معنیٰ ہوتے ہیں۔ جو عبارت کے سیاق و سباق اور قرائن کے لحاظ سے
ہر ملک کی زبان و محاورہ کے مطابق اس کا مطلب و معنیٰ لیا جاتا ہے!

مثال۱:- اللہ پاک فرماتا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الآیۃ (پ۳ ع۸) ایمان لایا پیغمبر ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی طرف اس کی پروردگار اس کے سے اور ایمان لائے مسلمان الخ (پ۳ ع۸)

اس آیت میں رسولؐ کا ایمان لانا اور مسلمانوں کا ایمان لانا مذکور ہے۔ اور لفظ "اٰمَنَ" ہے!

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ کا یوں فرمان ہے۔ کہ اَلَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ (پ۳۰ ع۳۲)

ترجمہ:- جس نے کھلایا ان کو بھوک سے اور "اٰمَنَ" دیا ان کو ڈر سے اب آپ آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ لفظ ایک کے دو معنی ہیں!! اگر یہاں پر بھی آپ یا آپ کا کوئی بھائی "اٰمَنَ" کا ترجمہ ایمان لائے ہی کرے گا۔ تو خود بتاؤ۔ کہ بھلا اس پاجی کے کافر ہونے میں کیا شک رہیگا؟

مثال۲:- اسیطرح دوسری مثال بھی دیکھیں کہ پ۳ ع۱۰) اور پ۷ ع۱۱ اور پ۲۸ ع۴ اور پ۳۰ ع۲۷ وغیرہ میں ایک لفظ "اَلْعَیْنَ" مذکور ہے جس کے معنے آنکھ اور دیکھنا ہیں۔ مگر وُہی لفظ "العین" پ۱۷ ع۲، پ۲۲ ع۸، پ۲۷ ع۱۳ پ۱۳ الخ وغیرہ میں مذکور ہے۔ جس کے معنے پانی کا چشمہ۔ تالاب وغیرہ ہیں۔ یہاں دونوں جگہ لفظ اَلْعَیْنَ کا ہر جگہ ایک ہی ترجمہ کرنے والا پاگل دیوانہ اور عقل و شعور سے بے بہرہ ہی ہو سکتا ہے۔

مثال۳: اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ۔ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ

سلہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ایمان والے لوگ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے (نعوذ باللہ) مسلمان نہ تھے؟ ذرا عقل کے ناخن لیکر جواب دیں! ۱۲ منہ عفی عنہ۔

اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ الآیۃ (پ ۴ ع ۴) ترجمہ اور تحقیق مدد دی تم کو اللہ تعالےٰ نے بیچ بدر کے اور تم ذلیل تھے الخ

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ۔ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَهْلِهَا اَذِلَّۃً ج الآیۃ

ترجمہ:۔ کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جس وقت داخل ہوتے ہیں کسی شہر میں خراب کرتے ہیں اس کو اور کرتے ہیں عزت والوں اس کے کو ذلیل الخ (پ ۱۹ ۱۸)

اسی طرح پ ۱، و پ ۹ ۸ و پ ۱۱ ۸ و پ ۲۸ ۱۳ و پ ۲۹ ۴ و پ ۲۹ ۸ وغیرہ میں ذلۃ ” کا معنی ذلت ہے!

مگر برعکس اس اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان بھی موجود ہے کہ یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۵ الآیۃ (پ ۶ ۱۲) ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے گا تم میں سے دین اپنے سے پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے ان کو اور پیار کرتے ہیں وہ اس کو نرمی کرنیوالے اوپر مسلمانوں کے اور سختی کرنے والے اوپر کافروں کے الخ

آیات مذکورہ کو آیت ہذا سے ملا کر لفظ ” ذِلَّۃٍ “ کا اگر آپ وہی ترجمہ کریں گے جو آیات بالا کا ہے تو اہل حق آپ کو وہی فتوئی عنایت فرما دیں گے۔ جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

لہٰذا آپ عقل و شعور سے کام لیکر زبان کھولیں ورنہ

بغیر نطق بھی ممکن ہے گفتگو و پیام
کلام حق کو زبان و دہن سے کیا نسبت

مختصر یہ کہ تم نے یہاں دھوکہ سے کام لیتے ہوئے اللہ کی کتاب میں خیانت کی ہے اور مکر سے ترجمہ ہر دو جگہ کا ایک ہی کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے اس لئے میں بتا دوں کہ تمہارے لئے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ۔ (مشکوٰۃ) یعنی مکار۔ دھوکہ باز۔ خیانت کرنے والا (دوزخی ہے) دوزخ میں رہے گا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهَا اٰمین۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آیت اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الآیۃ میں لفظ "مومن" کا معنیٰ امن دینے والا۔ دکھ۔ درد۔ مصیبت۔ مرض۔ تکلیف۔ عذاب اور مخلوق کی برائی۔ شر۔ حسد۔ بغض سے بچانے پناہ دینے والا۔ بگڑی کا بنانے والا۔ حاجت روائی۔ مشکل کشائی کرنے والا۔ ڈوبتوں کو تیرانے اور گرتوں کو تھامنے والا وغیرہ ہیں:

نیز۔ آیت ہذا میں اللہ تعالے نے عام مشرکین کا رد فرمایا ہے۔ جو انبیاء اولیاء کو امن دینے والا حاجت روا مشکل کشا۔ حاضر و ناظر جان کر اُنْظُرْنَا اور اسْمَعْ حَالَنَا کہہ کر اور خدا کا شریک بنا کر پکارتے ہیں۔ ان کی پناہ ڈھونڈھتے ہیں۔ ان کی نذر و نیاز دیتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں ان کو یہ بتایا گیا ہے کہ اے پاگلو اصل امن دینے والا تو میں ہوں۔ تم اوروں کو امن دینے والا جان کر کیوں مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی صف میں داخل ہوتے ہو۔ اور کافر مشرک بن کر کیوں دوزخ مول لیتے ہو؟

نصیحت:- مجذوب صاحب میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اپنا شرکیہ کفریہ عقیدہ چھوڑ کر ایک واحد خدا کی بندگی میں لگ جائیں۔ ضد۔ تعصب حسد بغض اور کینہ دل سے نکال کر اس میں صفائی اور آبداری پیدا کریں۔ انشاء اللہ جنت مل جائے گی۔

یاد رہے کہ جنت حاصل کرنے کے لئے دل کی صفائی نہایت ضروری ہے۔

سنئے :-

قادری چشتی نہ کہلایا اگر تو کیا ہوا

بندگی۔ دل کی صفائی آبداری چاہیئے!

برادرم:- یہاں پر آپ کی دوسری قسط جو ماہ طیبہ بابت ماہ جون ۱۹۵۶ء صا۱۷ و صا۱۸ میں شائع ہوئی تھی اس کا جواب ختم ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۵ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۵ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ

تیسری قسط اور اس کا جواب

مجذوب بھائیو یہ قرآن جس میں تمام علوم موجود ہیں۔ رسول کریم کو اس کا پورا علم دیا گیا تھا۔ جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا اللہ پاک کا ارشاد ہے فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اللہ پاک غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند فرمائے ؛

محبوب تمام علوم شرعیہ کا بطور کلیات ہونا تو مسلم ہے لیکن بہت سی جزئیات کا قرآن پاک میں بالکل ذکر نہیں۔ مثلاً دنیا کی مختلف انگریزی فرنچ۔ ترکی جرمنی۔ جاپانی۔ بنگلا۔ ہندی اور اردو وغیرہ ہزاروں زبانوں میں جو

عشقیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ شہوانی گیت گائے جاتے ہیں۔ رومانی غزلیں سنائی جاتی ہیں۔ وہ قرآن میں نہیں اور نہ حضورؐ کو ان کا علم تھا۔ قرآن شاہد ہے۔ کہ وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا یَنۡۢبَغِیۡ لَهٗ ؕ (پ ۲۳ ع ۴)

ترجمہ: نہیں سکھایا ہم نے اس کو شعر اور نہ نہیں لائق اس کے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شاعر نہ تھے۔ اور پھر گندے عشقیہ شرکیہ۔ کفریہ۔ اشعار کا حضورؐ کی طرف نسبت کرنا تو کھلے بے ایمان کا کام ہے۔

اسی طرح ہر گانے والے مرد اور عورت جو گندے۔ فحش اور عریاں گانے گاتے ہیں۔ ان کی آوازیں۔ طرزیں اور جدا جدا اداؤں کا اس مقدس کتاب میں ہونا تو درکنار اس کے پاس لگنا بھی اس کی بے ادبی ہے۔

اے عقل والو اگر ایسے ہر علوم کو اس کتاب میں خیال کیا جائے۔ تو پھر جادو ٹونے گالیاں جھوٹ اور دیگر خرافات بدزبانیاں وغیرہ کو بھی قرآن میں ہی ماننا پڑیگا۔! اور اگر تمہاری یہ بات صحیح مان لی جائے تو پھر اس ملعون دنیا کی کونسی بدکرداری۔ بدعملی۔ خرمستی۔ بدگوئی ایسی ہے جو آپ کے عقیدہ کے مطابق (نعوذ باللہ تعالٰی) اس قرآن میں نہیں؟ اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں؟؟ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ ؕ

آٹھواں انعام

مجذوب صاحب اگر آپ اپنی اس بات میں کہ "یہ قرآن جس میں تمام علوم موجود ہیں سچے ہیں۔ تو قرآن میں کسی جگہ بھی صاف و صریح الفاظ میں دکھائیں کہ گانا بجانا گالی۔ جھوٹ۔ جادو۔ دنیا کے سینماؤں۔ ایکٹر اور ایکٹرسوں کے نام ان کی ادائیں

چینی، جاپانی، ترکی، ہندی، ناگری، انگریزی، بنگالی، اور اردو وغیرہ ہزاروں زبانوں کی نعتیں، غزلیں، ٹھمریاں۔ وغیرہ بد معاشی، حرمستی، بدکرداری۔ بد عملی، بدگوئی بھی اس قرآن میں موجود ہیں۔ اور حضور یہ سب کچھ جانتے تھے۔ تو میں آپ کو یہاں بھی مبلغ یکصد روپیہ رائج الوقت انعام دینے کو تیار ہوں۔ آپ ہمت کر کے انعام حاصل کریں۔

اسیطرح بہت سی دینی باتیں بھی مفصل نہیں ہیں۔ مثلاً اذان کا طریقہ۔ نماز کی پوری کیفیت زکوٰۃ کا پورا خلاصہ، قربانی کا پورا طریقہ کتے، بلے۔ گدھے گیدڑ وغیرہ کی حرمت اور بھینس۔ ہرن، خرگوش و مرغ وغیرہ کی حلت یا مرنے والے کے کفن دفن اور قبر کی پوری کیفیت عقیقہ اور ولیمہ وغیرہ کی تفصیل قرآن میں کہاں ہے؟ اگر ہے تو دکھا دیں!

ایسے ہی بنیادی کام ہانڈی اور روٹی پکانے کا مفصل طریقہ ہل چلانے کا ڈھنگ۔ گیہوں اور چنے بونے بیچنے کا طریقہ کپڑے بننے اور سینے کی تفصیل اور بہت سے کام جو تم رات دن کرتے ہو وہ مفصل بھی قرآن میں نہیں۔

اور سنو درود شریف پڑھنے کا حکم تو قرآن میں موجود ہے۔ مگر درود شریف کہاں؟ اگر ہے تو دکھا دیں! ان باتوں کی پوری تفصیل آپ ہماری کتاب اربعین قرآنی در بارہ احادیث سلطانی میں پڑھیں۔ جو منکرین حدیث کے لئے تازیانہ عبرت ہے

غرضیکہ اس پیش کردہ حدیث کا مطلب یہ اور صرف یہ ہے کہ میں علم شرعی کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں[1]۔ یعنی مجھ سے سیکھ کر لوگوں کو سکھاتے

---

[1] حدیث کا حوالہ کیوں نہ لکھا اور کیوں نہ لکھا کہ یہ حدیث کس طبقہ کی ہے؟ اس حدیث کی سند دیکھ کر ہمیں بتائیں کیا یہ صحیح ہے؟ ۱۲ منہ عفی عنہ

بتاتے اور سمجھاتے ہیں!

نیز اس حدیث میں مقلدین کارد ہے کہ تمام علوم شرعی مجھ میں موجود ہیں۔ اور علیؓ خلفاالراشدین میں شامل ہیں جو ہر بات میں میری پیروی کرتے ہیں۔ میری طرز تم بھی علیؓ سے سیکھو۔ اگر میری راہ چھوڑ کر کسی اور کے مقلد بنے تو تم نے میرے سب سے بڑے شہر یعنی علم سے روگردانی کی اور میری امت سے باہر ہو گئے۔

مجذوب صاحب یہ حدیث حضورؐ نے آپ جیسے مقلدین کو آگاہ کرنے کے لئے بیان کی تھی۔ کہ گمراہ نہ ہونا۔ مجھے چھوڑ کر حنفی۔ قادری چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ رضوی۔ وغیرہ نہ بننا۔ بلکہ جو لینا ہو میرے ہی شہر یعنی علم سے لینا۔ اور میرے ہی امتی بن کر محمدی کہلانا کیونکہ ؎

دُنیا میں گرچہ خوار و ذلیل و حقیر ہو

پروردگار کا ہے پیارا محمدی

رہا آپ کا یہ فرمانا کہ "اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند فرما دے" اس کے جواب میں سوائے اس کے میں اور کیا کہوں۔ کہ یہ عبارت لکھتے وقت غالباً آپ کو مالیخولیا یا مرگی کا دورہ ہو گیا ہو گا۔ اسی لئے آپ یہاں کتاب و سنت کے علوم سے عاری ہو کر اس آیت کا ترجمہ بھی غلط کر رہے ہیں؟؟

برادرم آپ کے بیان کردہ ترجمہ کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو رسولوں میں سے جسے پسند فرمائے" اُسے اپنے غیب پر مسلط کرتا ہے۔ باقی جو رسول ناپسندیدہ ہیں وہ رہ جاتے ہیں؟ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بتایئے کچھ ایسے رسول بھی ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہوں؟؟؟

نواں (۹) انعام

بھائی جی! اگر آپ کسی آیت یا حدیث صریح سے یہ ثابت کر دیں کہ ایسے بھی رسول ہوئے ہیں۔ جو ناپسندیدہ خدا تھے۔ اس لئے اُن کو غیب پر مسلط نہیں کیا گیا۔ تو میں آپ کو مبلغ یکصد روپیہ رائج الوقت یہاں بھی بطور انعام دینے کو تیار ہوں! ہمت کر کے انعام حاصل کیجئے۔ ورنہ اپنے ان خیالات سے توبہ کیجئے!! الا سے

زاغ و کرگس پر کوئی بندش نہیں

اور شاہیں ہیں کہ زیرِ دام ہیں

صحیح ترجمہ:- یوں ہے پس نہیں خبر دار کرتا اوپر غیب اپنے کے کسی کو مگر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پیغمبری کے لئے جسے بھی پسند کر لیتا ہے وہ پیغمبر ہوتا ہے اور یہ لکھنا کہ رسولوں میں سے "جسے" پسند فرمائے سراسر غلط ہے نافہم!!

مقصد صاف ہے کہ سوائے رسول۔ نبی اور پیغمبر کے۔ براہِ راست بذریعہ وحی۔ جن ہو۔ یا انسان اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ علوم سے کوئی باخبر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ساری مخلوق میں سے اللہ تعالےٰ پسند فرما کر۔ چھانٹ اور چن کر بہترین خصائل و عادات والے شخص کو نبیؑ پیغمبرؑ اور رسولؑ بناتا ہے لہٰذا سب ہی رسول اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں۔ اس میں شک و شبہ اور انکار کی گنجائش نہیں؟!!

نیز آیت مذکورہ میں "مِن" بیانیہ ہے جس نے "مَنِ ارْتَضٰی" کی تفسیر کردی کہ جنکو غیب کی باتوں پر خبردار کیا جاتا ہے۔ وہ سب رسول ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالٰے نے تمام رسولوں کو اپنے ان حکم احکام کی بذریعہ وحی خبر دی ہے۔ جو خبر آنے سے پہلے رسولوں اور دیگر مخلوقات پر پوشیدہ تھے۔ انہی پوشیدہ باتوں کو یہاں غیب کہا گیا ہے۔ جو بذریعہ وحی نازل ہو کر رسولوں کو اصل حالات سے خبردار کرتی تھیں!

لہٰذا اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جملہ انبیاء اور خصوصًا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عِلم۔ عِلم عطائی ہے ذاتی نہیں! اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ کل انبیاء کا عِلم وہبی ہے کسبی نہیں!! مسلمان کی شان ہے کہ جب قرآن و حدیث سے دلیل مِل جائے تو وہ فورًا مان جاتا ہے۔ اور بے ادب گستاخ بجائے ماننے تسلیم کرنے کے اُلٹا آیات و احادیث کی تاویل کرکے اور بد مذہب گمراہ لوگوں کے قول و اقوال بک کر خود گمراہ اور بدمذہب ہو جاتا ہے۔ بس ایسے ہی آدمی کے لئے میری یہ عرض ہے کہ ؎

منہ دکھاتا ہے پیمبرؐ کو اگر اے بے ادب!
سامنے اُن کی خبر کے قول غیروں کا نہ بک!!

مجذوب: پھر ارشاد باری ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضورؐ کو پسند فرما کر غیب پر مسلط کر دیا۔[1]

---

[1] اور دیگر انبیاءؑ کو ناپسند فرمایا۔ جو غیب نہ دیا؟ استغفر اللہ تعالیٰ۔
۱۲ منہ عفی عنہٗ

مجبوب غیب کی تعریف تفسیر رحمانی وغیرہ میں یہ لکھی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس ظاہریہ اور باطنیہ کے ادراک سے باہر ہو۔ پس جو علم کتاب وسنت میں ہے خواہ وہ اعتقادات کے متعلق ہو۔ جیسے ذات الٰہی۔ فرشتے، قیامت۔ تقدیر۔ انبیاء اللہ وغیرہ۔ یا احکامات کے متعلق ہو۔ جیسے کلمۂ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ حلال اور حرام وغیرہ۔ یہ علوم محض حواس انسانی سے معلوم نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے یہ علوم ہمارے ہادی آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی نازل ہوئے۔ اور نازل ہونے سے پہلے حضورؐ کو ان کی کچھ خبر نہ تھی۔ اگر خبر ہوتی تو نازل ہونے کی بالکل ضرورت نہ تھی۔ قرآن پاک میں کئی مقامات پر مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ؛ مذکور ہے اسی کو علم شرعی کہتے ہیں۔ اس کی تبلیغ کا آپ کو حکم یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ الایۃ ہے اور اسی کو غیب فرمایا گیا ہے۔

پس یہ علم بھی اللہ تعالیٰ کے علم کلی (غیب) کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے اور یہ ہر اہل علم جانتا ہے۔ اس علم حصولی کا ایک ایک فقرہ آپ نے اپنی امت صحابہ کرام تک پہونچا دیا۔ اور ان سے درجہ بدرجہ دیگر امت نے حاصل کیا اور اب وہ علم کتاب و سنت کی صورت میں امت مرحومہ کے پاس موجود ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ امام الانبیاء اکرم الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمام علم مُنَزَّلٌ مِّنَ اللّٰہِ تعالیٰ کو اپنی امت کو عنایت فرمانے میں بالکل بخل نہ فرمایا۔ بلکہ وہ علم وحی ہو بہو اور اسی طرح اپنی امت تک پہنچا دیا جس کے علماء امت وارث بنے حدیث پاک میں موجود ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ اور جس کے حصہ میں علم آسمانی آگیا۔ اس نے حصہ وافر

حاصل کر لیا (مشکوٰۃ)

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں کو جو علم غیب بذریعہ وحی عطا فرمایا ہے وُہی علم قرآن و حدیث اور علم اسلام ہے۔ جو علماء تک پہونچ چکا ہے۔ اور وُہ اس کے وارث بنا دیئے گئے ہیں۔ اے مجذوب!

جس انجمن میں چراغِ یقیں فروزاں ہے
ترے خیال کو اُس انجمن سے کیا نسبت؟

یاد رہے کہ تمام کائنات یعنی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا تفصیلی علم کسی آسمانی کتاب میں ہے اور نہ کسی بھی نبی نے اپنی اُمت کو سکھایا۔ اور نہ ہی ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کچھ علم چھپا کر اپنے ساتھ لے گئے بلکہ جو اللہ نے اُمت کے لئے نازل کیا آپ نے بلا کسی کمی کے سب کچھ اُمت کو دے دیا!

بس ان آیات کا مقصد یہی ہے کہ جو آپ کو ملا وہی آپ نے تقسیم کر دیا۔ یہی مطلب اُس حدیثِ قاسم کا ہے وہ بھی علم آسمانی کی تقسیم کے بیان میں ہے جس کو پیش کر کے بریلوی مُلّا لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا میں قاسم ہوں رزق کی کنجیاں میرے ہی پاس ہیں۔ ان کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے

بتانا یہ ہے کہ ان آیتوں سے علم کلّی کا انبیاء کرام اور خصوصًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا جہالت و حماقت اور کھلی نادانی ہے۔ نہ انبیاء عالم الغیب ہیں نہ علماء۔ صرف اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے۔ تمام کُتب فقہ اور پیر پیران نے غیر اللہ کو عالم الغیب

جاننا کفر و شرک فرمایا ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ ؎

نبی ہو یا ولی ہو یا پری ہو یا فرشتہ ہو
کسی کو واقفِ اسرارِ غیبی جاننا ہی شرک!

کیا مجذوب صاحب اور اُسکے ہم عقیدہ اجماعی کافر ہیں؟

جملہ بریلوی حضرات کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم الٰہی اور علم رسولی میں مساوات ہے یعنی دونوں کے علم برابر ہیں۔ فرق صرف ذاتی اور عطائی کا ہے مقصد اس تسویہ ہے جیسے عالِم مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ اللہ تعالیٰ ہے ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو یہ عقیدہ بالاجماع کفر ہے چنانچہ موضوعات ملا علی قاری حنفی ص ۹۹ میں ہے کہ "

وَمَنِ اعْتَقَدَ تَسْوِیَۃَ عِلْمِ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ یَکْفُرُ اِجْمَاعًا کَمَا لَا یَخْفٰی!"

یعنی جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ اور اس کے رسول کا علم برابر ہے۔ وہ بالاجماع کافر ہے جیساکہ اہل علم پہ مخفی نہیں۔

جب اللہ تعالےٰ کا علم غیر محدود اور غیر متناہی ہے اور علم رسول اللہ محدود اور متناہی ہے۔ علم الٰہی مطلق اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقید۔ علم الٰہی کلی اور علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوی۔ تو پھر تسویہ کا دعوئی کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس لئے ایسے دعوئی کو باطل نامعقول مردود اور کفر قرار دیا گیا ہے۔ جناب مجذوب صاحب! کیا آپ اور آپ کے دیگر ساتھی اور مذہبی ناخدا اس عبارت بالا کی رو سے سب کافر نہیں ہوئے۔ آہ

ے ناخدا اسے کوئی کچھ نہیں کہتا
موج و کشتی ہی فقط بدنام ہیں!

مجذوب :- اسی واسطے حضورؐ کا دعویٰ تھا۔ کہ پوچھے جس کا جو جی چاہے تم جو پوچھو گے ہم خبر دیں گے

مجبوب :- ے
حدیثِ دین کو بازیچۂ ادب نہ بنا
کلام حق کو دلی جوش نہ بنا!

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہر وقت اور علم محیط کلی کا بالکل نہ تھا۔ یہ آپؐ پر افتراء ہے۔ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْمُفْتَرِیْن۔
باقی جس حدیث کے ایک دو فقروں سے یہ دعویٰ اخذ کیا جاتا ہے وہ حدیث طویل ہے۔ جو بخاری و مسلم میں موجود ہے مورد اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے صحابہؓ کو غیر متعلق سوالات کرنے سے روکا تھا مگر باوجود روکنے اور منع کرنے کے بھی بعض لوگ باز نہ آئے جضورؐ کو ناگوار معلوم ہوا۔ ایک بار تو آپؐ کو اسقدر ناگواری ہوئی۔ کہ آپؐ جوش میں آکر ممبر پہ چڑھ گئے اور کھڑے ہوکر اعلان فرمانے لگے کہ اب جسے جو پوچھنا ہے۔ پوچھ لے۔ اُس وقت آپؐ نے قید یہ لگائی تھی کہ دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا
یعنی جب تک میں اس جگہ کھڑا ہوں تم مجھ سے جو کچھ دریافت کروگے میں بتادونگا اس وقت آپؐ کو اللہ کی طرف سے کشف ہوگیا تھا۔ جیساکہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عَرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ

یعنی ابھی ابھی میرے سامنے جنت و دوزخ تمثالی طور پیش کی گئی تھیں۔

نیز۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ "فَلَمْ اَرَ کَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ"

یعنی بھلائی اور برائی کا جیسا منظر میں نے آج دیکھا ہے کبھی نہ دیکھا تھا! ان مذکورہ واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ وقتی کشف تھا۔ اس وقت اس حال میں کوئی شخص جو بھی سوال کرتا اللہ اس کا جواب القاء فرما دیتا۔ یہ وقتی کیفیت ہے۔ جو اس وقت ہوتی ہے جبکہ رسول اللہ کو سوالات میں تنگ کیا جائے۔ جب چاہے اپنی مرضی سے اللہ تعالےٰ اُس وقت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد فرما دے۔ اس میں کسی کا کیا دخل؟

دوستو! واقعہ معراج کو سامنے رکھو اور سوچو کہ جب حضورؐ کفار قریش کے سوالات سے تنگ آ گئے تھے۔ تو اللہ پروردگار نے بیت المقدس کو سامنے کر دیا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ امور وقتی اور معجزات نبوی سے ہیں۔ ان باتوں سے علم غیب کُلّی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ غور و تدبر سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے۔ کہ آپؐ کو علم غیب کُلّی نہ تھا۔ ورنہ بذریعہ کشف اور وحی آسمانی مطلع نہ کیا جاتا پھر وحی و الہام کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور آپ "مَادُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا" کی قید کیوں لگاتے؟؟

اب اس موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ معلوم کیجئے۔ جس سے محیط علم کُلّی کا دعویٰ بالکل باطل ہو جائے۔

(۱) صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ "سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُوْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ" یعنی میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وفات شریف سے ایک ماہ پیشتر یہ فرماتے سنا ہے کہ تم مجھ سے قیامت

کے متعلق سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم صرف اللہ تعالےٰ کو ہی ہے۔

(۲) ایک حدیث میں حضرت حذیفہ رضؓ سے مروی ہے کہ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْھَا لِوَقْتِھَا اِلَّا ھُوَ (ابن کثیر) یعنی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا سوال کیا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا علم میرے خدا کے پاس ہے وہی اس کو اس کے وقت پہ ظاہر کرے گا۔

(۳) مدینہ والے باغبانوں کاشتکاروں کو آپؐ نے صاف فرمایا تھا کہ " اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ (مسلم) یعنی دنیاوی امور تمہیں زیادہ معلوم ہیں۔

(۴) آپؐ جب مرض الموت میں مبتلاء تھے۔ اس وقت اپنے گھر سے مسجد میں تشریف لے جانا چاہتے تھے اُٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پہ دریافت فرمایا کہ " اَصَلَّی النَّاسُ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ جواباً حاضرین نے عرض کیا؟ لَا وَھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ الحدیث۔ نہیں جناب لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ مسلم ج۱ ص۱۷۷

(۵) روح قبض ہونے کے وقت کا حال مائی عائشہ صدیقہ رضؓ بیان فرماتی ہیں۔ کہ " لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِیَبُوْلَ فِیْھَا فَانْخَنَثَتْ نَفْسُہٗ وَمَا اَشْعُرُ (نسائی جا ص۱۴) یعنی آپؐ نے پیشاب کرنے کے لئے برتن منگوایا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ برتن آئے آپؐ کی روح پرواز کر گئی۔ اور مجھے پتہ بھی نہ چلا۔

(۶) قیامت میں حوض کوثر پہ حضورؐ تشریف فرما ہوں گے سب اُمتی پانی پینے کے لئے آئے ہوں گے۔ بعض لوگوں کو فرشتے روکتے ہوں گے۔ مگر حضورؐ فرمائیں گے کہ آنے دو یہ تو میرے امتی ہیں! فرشتے کہیں گے

اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ یعنی آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے آپ کے دین میں کیسی کیسی بدعتیں نکالی تھیں (مسلم ج ۲ ص ۳۸۴)

(۷) نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شفاعت امت کے لئے بروز قیامت سجدہ کروں گا۔ اور اس وقت اللہ تعالےٰ کی ایسی حمدوثنا بیان کروں گا۔ کہ اس وقت میں اس کے بیان کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ بس اسی وقت اللہ تعالےٰ مجھ پر ان محامد کا الہام کریگا۔ اور مجھے سکھائے گا۔

(۸) منافقین کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو فرمایا "مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ" یہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں ان کو تم نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں (سورہ توبہ ۱۳ اپ ۱۱ ع ۲)

(۹) اور فرمایا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ ۲۹ ع ۲) کہہ سوائے اس کے نہیں کہ علم نزدیک اللہ کے ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ میں ڈرانیوالا ہوں ظاہر۔

(۱۰) اور فرمایا۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ (پ ۲۰ ع ۱)

ترجمہ:۔ کہ نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو مگر اللہ

تلك عشرة كاملة

مندرجہ بالا دس حوالے بغور پڑھو۔ اور بتاؤ اللہ تعالےٰ کے سوائے علم کلی کا جاننے والا کسی اور کو جاننا کھلا کفر۔ قرآن وحدیث سے عناد اور خدا اور رسول سے بغض و دشمنی ہے کہ نہیں

ف مزید تفصیل میری کتاب اربعین قرآنی در مسئلہ غیب دانی میں پڑھیں۔ بانی صفحہ (۱۴۹ اپر)

ناظرین! خیال کیجئے کہ اس عاجز نے اپنے مجذوب صاحب کو کس قدر دلائل پیش کر کے سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر افسوس کہ آپ اپنے کو ہی عاشق اسلام سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ ہماری نصیحت پر عمل کر کے کیوں بدنام ہونے لگے۔ وہ تو پیر و شاہ جی کہلاتے اور شربت کے جام پر جام پیتے ہیں۔ ؎

جن کی صبح و شام غرق جام ہیں
خیر سے وہ عاشق اسلام ہیں!

مگر ہم ہمارا کام ہے سمجھانا یارو۔ چاہے تم مانو یا نہ مانو

مجذوب۔ اور فرمایا حضور نے ہم نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا اس نے اپنا دست قدرت ہمارے سینے پر رکھا الخ

محبوب ا۔ اکثر بریلوی مُلا تجھ جیسے دیوانے ہمیشہ اسی روایت کو پیش کر کے علم غیب کلی کا مسئلہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر میں تجھے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ؎

دلیل و عقل سے افکار کے صنم نہ تراش!
ہوائے نفس کی لذت کو اپنا رب نہ بنا!!

برادر! اس حدیث سے استدلال کرنا کئی طرح سے باطل ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۸) جس میں مسئلہ علم غیب پر تقریباً ڈھائی ہزار آیات قرآنی اور سینکڑوں احادیث نبوی کے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ؛ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے پیسے۔

اوّل:- یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ناقابل استدلال ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں اضطراب ہے جو موجب ضعیف ہے۔ (تفسیر خازن۔ بخاری۔ بیہقی۔

دوم:- یہ کہ یہ حدیث مرسل ہے (مشکوٰۃ) اور مرسل قسم ضعف کی ہے۔

سوم:- یہ کہ یہ حدیث حضرت ابن عباسؓ حضرت معاذؓ اور عبدالرحمنؓ سے مختلف الفاظ سے مروی ہے محل استدلال میں جو کلمات ہیں وہ یہ ہیں۔ جو خبر غیب میں وارد ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اَوْقَالَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یعنی یا تو یہ کہا کہ میں نے آسمان و زمین کی چیزوں کو جان لیا یا یہ کہا کہ مشرق اور مغرب کے مابین کو جان لیا مشرق مغرب اور آسمان و زمین کے لفظوں سے مطلب میں بڑا فرق واقع ہے!

چہارم:- یہ کہ یہ اضطرابِ متن ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت معاذ رض اور حضرت عبدالرحمن رض ان تینوں راویوں کے الفاظِ متن باہم مختلف ہیں۔

پنجم:- یہ کہ یہ حدیث ظنی ہے۔ اور مخالف قرآن ہے۔ دیکھو اللہ تعالےٰ حضرت مریمؑ کا ذکر فرما کر فرماتا ہے کہ ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ؕ (پ۳ ع ۱۳)

ترجمہ:- یہ خبروں غیب کی سے ہے وحی کرتے ہیں ہم اس کو طرف تیری اور نہ تھا تو پاس اُن کے جب جھگڑتے تھے۔

اس آیت اور اسی طرح کی دیگر آیات سے صاف روشن ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ خود جو چاہتا تھا بذریعہ وحی رسول اللہ کو اطلاع فرما دیتا تھا۔ لیکن حضورؐ خود کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے۔

دوسری جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اقرار فرماتے ہیں۔ کہ
مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝ إِن يُوحَىٰ
إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ. (پ ۲۳ ع ۱۴)
ترجمہ۔ نہیں ہے مجھ کو کچھ علم ساتھ فرشتوں سرداروں بلند کے
جس وقت کہ جھگڑتے تھے! نہیں وحی کی جاتی طرف میری۔ مگر یہ کہ میں ڈرانے
والا ہوں ظاہر۔ اس آیت نے تو بالکل صاف بتلا دیا۔ کہ یہ حدیث فرمانِ خدا اور
نہ فرمانِ رسول اللہ کے صریح خلاف ہے۔
تیسری جگہ اللہ پاک کا یوں ارشاد ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ
هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ (پ ۱۹)
نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو۔ اس آیت سے
بھی صاف عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اس دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔
لہٰذا آپ خود ہی صرف اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ
ان جملہ آیات کا آپ کی پیش کردہ۔ مرسل۔ مضطرب ضعیف اور ظنی حدیث کیسے
مقابلہ کر سکتی ہے؟

احتجاج اے خوئے ہنگامہ پسند

میرے دل کی دھڑکنیں پیغام ہیں!

(۱) اگر اس حدیث کو صحیح یا حسن تسلیم کرانے کی آپ ناجائز کوشش
بھی کریں۔ تو پھر میرا جواب یہ ہے کہ
یہ واقعہ بیداری کا نہیں بلکہ خواب کا ہے۔ حضرت ابن عباس رض
فرماتے ہیں۔" کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے"۔ دیکھو ترمذی۔

اور مسند احمد وغیرہ۔
خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ فَنَعَسْتُ فِی صَلوٰتِی حَتّٰی اِسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّی الحدیث۔
ترجمہ:- میں نماز میں اونگھا یہاں تک کہ نیند غالب ہوئی پس ناگہاں میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔
آپ خود سوچیں جب یہ ثابت ہو گیا کہ یہ واقعہ ہی خواب کا ہے۔ تو اس سے ہر وقت کا دیکھنا اور علم غیب کلی حاصل ہونے پر استدلال کرنا سراسر جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟
خواب ایک وقتی چیز ہے اس حال میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے۔ وہ اسی وقت کے لئے خاص ہوتا ہے۔
اس لئے۔ آپ کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک یہ خواب رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ آپؐ کے شانوں کے مابین رہا تو آپؐ کو یہ سب کچھ نظر آتا رہا۔ اور اسی حالت میں آپؐ نے ہر دیکھنے والی چیز کو جان لیا!
جب حضرت بیدار ہوئے تو ہاتھ آپؐ کے شانوں کے درمیان نہ تھا۔ لہٰذا حالت بدل گئی اور بیداری میں وہ خواب والی کیفیت نہ رہی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ کہ "فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ" میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوئی جس کو میں نے جان لیا" پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ اسی جلوہ کی حالت تھی۔ اس کے بعد جو کچھ آسمان و زمین میں اس سے پہلے ہوا تھا یا آئندہ ہونے والا ہے۔ آپؐ کو اس کی خبر ہرگز معلوم نہ تھی۔ پس آپ کے دعوے اور دلیل میں از روئے اصول مناظرہ تقریب تام نہ رہی!
فرمائیے۔ اب تو آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث علم غیب

کلی پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ یہ حضور علیہ السلام کی خرقِ عادت کے طور پر ہونے والے واقعات سے ایک خواب کے واقعہ کا پتہ دے رہی ہے کہ بطور معجزہ آپ نے بحالتِ خواب ملائکہ وغیرہ اشیاء کو زمانۂ حال میں دیکھ لیا۔ اور ان کا علم حضورؐ کو ہوگیا تھا۔ زمانۂ ماضیہ اور مستقبلیہ کا علم بالکل نہ ہوا تھا، فتدبّر کریں۔

آخری الفاظ:- مجذوب صاحب! آپ کے اس جگہ آخری الفاظ یہ ہیں کہ "اس نے دستِ قدرت ہمارے سینے پر رکھا" گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا دستِ قدرت ہمارے سینے پر رکھا؟ اگر ان الفاظ کی اصل عربی متن حدیث میں دکھادیں تو میں آپ کو پیٹ بھر حلوہ کھلاؤں۔ کہیئے حلوا کھانے کو جی کرتا ہے؟

دوست! ؎

اس حیاتِ چند روزہ کا فسوں کھُل جائے گا

نزع میں جب اُٹھے گا نقابِ زندگی!

ہمارا عقیدہ

ہم آپ کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری یا خواب میں بطور کشف و معجزہ عالمِ بالا یا زیریں کا کوئی علم دیا ہی نہیں گیا۔ یا آپ نے کبھی کچھ دیکھا ہی نہیں۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی

اور روحانی معراج میں بہت کچھ ملاحظہ فرمایا۔ وہ کچھ دیکھا کہ جو تمام مخلوق سے کسی کے حصہ میں بھی نہیں آیا۔

ایک[۲] مرتبہ آپ کو نمازِ کسوف میں جنت و دوزخ کا معائنہ کرایا گیا۔

ایک[۳] مرتبہ برسرِ ممبر آپ نے جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔

لیکن۔ ان جملہ حالات و واقعات سے علمِ غیب کُلی ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کروڑہا واقعات جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے دنیا میں ہو چکے ہیں۔ اور کروڑہا واقعات جو رونما ہوئے یا ہوں گے ان جملہ واقعات کا علم تفصیلی طور سے حاصل ہونا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ اور نہ ہی اُس کا ذکر حدیثِ خواب میں مذکور ہے۔

لہٰذا آپ کا یہ استدلال بھی کسی دُنیاوی مُنشی کے ہاں ذلیل کرنے والے جھوٹے دلال کی بے ہودہ بڑ ثابت ہوا۔ فافہم!

نیز اگر میں اس حدیثِ خواب کو (جس کا ترجمہ آپ نے سراسر غلط لکھا ہے۔ اور میں نے نظر انداز کر دیا ہے۔) اس کے ظاہری الفاظ پر محمول کروں تب بھی اس سے اُنہی چیزوں اور اُنہی باتوں کا علم ثابت ہوگا۔ جو منصبِ نبوت سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیونکہ عموم ہر کلام میں متکلم اور مخاطب کے ماحول کے مطابق مراد ہوتا ہے۔

مثلاً۔ سورت نمل میں اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمانؑ کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے جانوروں کی حاضری لی اور ان جانوروں میں ہُدہُد کو نہ پایا۔ حضرت سلیمانؑ بڑے ناراض ہوئے اور اس کے لئے سزا بھی تجویز کر دی۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب وہ حاضر ہوا۔ اور اپنے نبی کے سامنے عرض گذاری کہ میں نے ایسی جگہ کا احاطہ کیا ہے جس جگہ کا آپ نے

احاطہ نہیں کیا، میں ملک سبا سے ایک خبر لایا ہوں۔ کہ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَۃً تَمْلِکُھُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَھَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ (پ ۱۹)

ترجمہ: میں نے پایا ایک عورت کو کہ بادشاہی کرتی ہے۔ ان کی اور دی گئی ہے ہر چیز سے اور واسطے اس کے ہے تخت بڑا۔ اس آیت کے ظاہری الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہر چیز دی گئی تھی۔ اگر اصل الفاظ سے کوئی نااہل من چلا یہ ثابت کرے کہ اس کو داڑھی، موچھ اور مردوں والی ہر چیز یا گائے بھینس بکری والی ہر چیز یا گدھے کتے، بلے والی ہر چیز یا سانپ بچھو اور سب جانوروں والی تمام خصلتیں جملہ انبیاء کے صحائف کل کتابیں، نبوتیں اور علم جزوی و کلی اور علاقہ پاکستان کی حکومت یا کوٹلی لوہاراں شرقی و مغربی میں رہنے والے مجذوب و بشیر صاحبان کے بیوی بچے وغیرہ بھی اس کو دیئے گئے تھے۔ تو ایمان سے بتایئے کہ آپ اس کم بخت گدھے کی بات تسلیم کریں گے؟ اور کیا آپ اس نالائق بے وقوف کو لفظ پاگل و دیوانہ سے یاد نہ فرمائیں گے؟ اور آیت بالا کا جو صاف مقصد ہے۔ کہ ضروریاتِ حکومت کی جملہ چیزیں خدا نے اس کو عطا فرمائی ہوئی تھیں۔ اور بس! نہ سمجھائیں گے؟؟؟

لہٰذا۔ آپ بھی سمجھ لیجئے کہ حدیث بالا کا وہی مقصد ہے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ فتفکر! آہ سچ ہے کہ ؎

فرق ہم کھوٹے کھرے کا کس طرح پہچانتے
تو عطا معیار گر کرتا نہیں فرقان کا

مجذوب دنیا ہمارے سامنے پیش کی گئی۔ اب ہم دنیا کو ایسا دیکھتے ہیں۔ جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔

محبوب: جناب مجذوب صاحب آپ خود تو جاہل ہیں۔ مگر بلا سوچے سمجھے دیگر بریلوی مولویوں کی تحریرات فرسودہ اور دلائل بیہودہ سے استدلال کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہیں بھی اصل عبارت اُس کا حوالہ اور نہ صحیح ترجمہ تحریر نہیں کرتے پھر بھی خدائے رحیم و کریم کے فضل سے ہم (جو آپ کے نزدیک نرے بے علم ہیں) آپ کی ان عبارات کا جواب باحوالہ پیش کرتے جاتے ہیں) اس پر بھی آپ ہم سے ملال ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو نامنظور کر کے قہر آلٰہی میں پڑنا چاہتے ہیں۔ خدا سے ڈرو۔ اور سن

دیکھو پیروی نبیوں کی نہ کرکے منظور

ناگہاں قہر آلٰہی میں پڑے لوگ اکثر!

احمق شاہ! سنو یہ روایت **مواہب الدینہ** کی ہے۔ اس میں یہ روایت خطیب سے نقل کی گئی ہے اور یہ روایت طبقہ رابعہ کی ہے۔ اور یہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ اصول حدیث سے یہ بات طے شدہ ہے کہ جس حدیث کو طبقہ رابعہ کے محدثین روایت کریں وہ قابل استناد نہیں" تا وقتیکہ کسی ناقد اور صاحب بصیرت محدث سے اس کی تصحیح ثابت نہ ہو۔ اور اس حدیث مذکورہ کو اگر آپ سارے بریلوی مولویوں کو جمع کر کے بھی صحیح۔ صریح۔ مرفوع غیر مجروح ثابت کریں تو نہ کرسکیں گے۔

ہاں میں بحکم خدا اس حدیث کو ضعیف ثابت کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرماوین!

(۱) یہ روایت کنز العمال ج ۶ صفحہ ۹۵ میں ابن عمر رض سے منقول ہے۔ حافظ علی متقی

اس کو نقل کر کے فرماتے ہیں "سَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ" یعنی اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔
جب کہ یہ روایت ہی ضعیف ہے تو پھر مسائل عقائد میں اس سے استدلال کرنا
ناتواں اور ضعیف لوگوں کا ہی کام ہے۔

(۲) اس حدیث میں ذکر ہے کہ "اِنَّ اللّٰہَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا" اللہ تعالےٰ نے دنیا کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا جس کو میں نے دیکھا۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ وقتی بات تھی۔ اور اس وقت ہی آپ نے دیکھا تھا۔ اس سے قیامت کے ہر جگہ ہر موقعہ پر ہونے والے واقعات مراد نہیں۔ دلائل اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔ انہیں بغور پڑھ لیں اور توبہ کر کے قرآن وحدیث کی دشمنی سے بچیں۔ افسوس ہے کہ ؎

شکر غم نے کیا کچھ آپ کو آیا برباد
کہ انیٹ سے اینٹ بجا دی خدا کے گھر کی

مجذوب:۔ حضرت خدیفہؓ نے فرمایا کہ ممبر پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے از ابتداء تا انتہاء سب کچھ بتا دیا ہم میں سب سے بڑا عالم وہ ہے جس کو یاد رہا۔

محبوب:۔ مجذوب صاحب یہ بھی آپ کے سابقہ بزرگوں کی پرانی دلیل ہے جس کے محققین نے ہزار ہا مرتبہ جواب دے دیئے ہیں انہی جیسے مغضوب علیہم کی صف میں نقالی کر کے آپ بھی شامل ہو گئے ہیں۔ قرآن وحدیث سے اس خیال کی نفی پر میں اوپر بہت کچھ لکھ آیا ہوں۔ مزید لکھنے کی حاجت نہیں۔ یہاں میں آپ سے چند باتیں پوچھتا ہوں ذرا ہمت کر کے جواب دیں۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ کہ یہاں بھی آپ قاصر وخالص اونٹ کے منہ کا زیرہ ہیں۔..... انہی کمزوری پر روئیے کہ ؎

کھا گیا بے فائدہ مجھ کو فلک
اونٹ کے منہ کا میں تو زیرہ ہو گیا!

(۱) فرمائیے اگر اس حدیث سے آپ کا بیان کردہ عقیدہ صحیح مان لیا جائے تو ہیر وارث شاہ۔ سسی پنوں۔ مرزا صاحباں۔ لیلے مجنوں۔ جانی چور۔ الف لیلے۔ وغیرہ تمام کتابوں کے اشعار اور نظموں کے گانے ان کی بناوٹ طرز و طریق ڈانس اور اس کے طریق۔ تماشوں کے راگ نالائق لوگوں کی فحش گالیاں عاشق و معشوق دیوانے اور بے حیا جو مزے لے لے کر باتیں کرتے ہیں۔ وہ لغو اور بیہودہ باتیں حیاسوز قصے اور لغو کہانیاں وغیرہ من الخرفات اور گرنتھ۔ وید شاستر۔ بیتار تھ پرکاش رامائن۔ مہابھارت۔ بائیبل اور جملہ پرانے[ا] بھی بیان کئے تھے؟ اور صحابہؓ نے یاد کر لئے تھے؟؟

(۲) فرمائیے جبکہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی باتیں مسجد میں کرنے کو سختی کے ساتھ منع فرمایا تھا۔ تو اپنے حکم سابقہ کے خلاف خود ممبر پر چڑھ کر آپؐ نے ایسی تمام مذکورہ باتیں کیسے بیان کیں؟؟؟

(۳) اور فرمائیے حضورؐ کے جملہ صحابہؓ سے جن حفاظ نے وہ سب کچھ حفظ کیا انہوں نے ان کی تبلیغ کی یا جملہ علوم چھپا کر اپنے ہمراہ ہی دنیا سے لے گئے؟

(۴) فرمائیے ایسی کتابیں کہانیاں اشعار اور ڈرامے حفظ کرنے والوں میں کون کون سے صحابی ممتاز تھے؟

دسواں انعام

اگر آپ مندرجہ بالا روایت کی تصدیق کرتے ہوئے ہمارے سوالات کے جوابات صحیح طور پر مجھے دیدیں تو میں آپ کو مبلغ یکصد روپیہ رائج الوقت یہاں بھی انعام دوں گا۔ انشاء اللہ تعالٰے۔

[ا] ہندؤں کی مذہبی کتابیں ۱۲ منہ

بس جواب دیجئے اور انعام لیجئے۔

یہ حدیث ابن ماجہ مسند احمدؒ میں ہے اس کے راوی حضرت عمرؓ بھی ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ "خَرَجَ عَنَّا النَّبِیُّ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُبَیِّنْ اَبْوَابَ الرِّبَا" یعنی آپ ہم میں سے تشریف لے گئے۔ اور سود (بیاج) کی تفصیل آپ نے بیان نہ فرمائی۔ دیکھ لیجئے۔ اس حدیث نے خود آپ کے خیالِ باطل کی تردید کر دی اور یہ بھی تو سوچئے کہ اگر حضورؐ سب کچھ بیان فرما دیتے تو آپ کی فقہ اور مذہب کیسے بنتا؟ اس حدیث پر غور کر کے آپ اپنا عقیدہ چھوڑ دیں۔ کیونکہ اسلام اسی شخص کا اچھا ہے جو بیہودہ باتیں ترک کر دے) مجذوب صاحب تنہائی میں بیٹھ کر دیانتداری سے غور کریں کہ یہ کیسا بیہودہ اور گندہ خیال ہے۔ کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لغویات۔ خرافات جن کو معمولی آدمی بھی برا جانتا ہو اور جملہ علوم سماوی ایک ہی سینۂ طیبہ میں رکھتے۔ اور صحابہ کرام کو سکھاتے تھے۔ اور صحابہؓ کرام نے سب کچھ یاد بھی کر لیا تھا؟۔

بھائی صاحب ! یہ شانِ نبوت کی کھلی توہین ہے: اگر یہی خیال و عقیدہ آپ کے دل میں رہا اور آپ .... ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے اس دنیا سے چل دیئے۔ تو اللہ و رسول کے نزدیک ابو جہل و ابو لہب کی طرح ہوں گے اور انہیں کے ساتھ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔! آپ سید شاہ صاحب اور پیر جی تو ہیں۔ مگر گمراہی نے آپ کا دہرم نشٹ کر دیا ہے۔ اب آپ کا کام ہدایت نہ رہا۔ اب تو آپ کی ہدایت کھلی گمراہی ہو گی۔

اس لئے عرض ہے کہ آپ علمی میدان میں نہ کودیں اور سنیں۔

گمراہ پیر جی کا ہدایت نہیں ہے کام
بلکہ ہدایت اسکی ضلالت سے کم نہیں

تمہیں گھر کی خبر نہیں؟

جناب ضلالت مآب صاحب اب تو سمجھ لیجئے کہ میں نے بصورتِ مناظرہ جملہ دلائل کا نقض وحل کے طور پر جواب دے دیا ہے۔ اب بطور تائید اپنے پیرو مرشد کی بھی سن لیجئے۔

(۱) آپ کے پیرو مرشد بانی فرقہ بریلویہ مولوی احمد رضا خانصاحب فرماتے ہیں "وَلَا نُثْبِتُ بِعَطَاءِ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَیْضًا اِلَّا الْبَعْضَ" (دیکھئے الدولۃ المکیہ صـ ۲۸)

(۲) علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کو جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عز وجل سے خاص ہیں الخ (دیکھو احکام شریعت حصہ سوم صـ ۱۶۵)

(۳) خود ہی اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ "ہم عطاء الٰہی سے بعض علم ہی مانتے ہیں نہ کہ جمیع" (دیکھو رسالہ خالص الاعتقاد صـ ۲۳)

(۴) نیز فرماتے ہیں کہ۔ اِنَّا لَا نَدَّعِیْ اَنَّہٗ صلعم قَدْ اَحَاطَۃٌ بِجَمِیْعِ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ فَاِنَّہٗ مُحَالٌ لِلْمَخْلُوْقِ" (دیکھو الدولۃ المکیہ) یعنی ہم اس بات کے مدعی نہیں ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالےٰ کے جمیع معلومات کا احاطہ تھا۔ کیونکہ یہ مخلوق کے لئے محال ہے[۱]!

پس مجذوب صاحب! جو آپ کے احمد رضا خاں صاحب کہتے ہیں یہی ہم نے کہا۔ کہ

---

[۱] باقی دلائل میری کتاب "اصلاحِ عقائد" میں پڑھیں +

علم آلہی اور علم رسول میں تسویہ نہیں جو تسویہ کہے وہ بالاجماع کافر ہے۔
ذرا یہ تو بتائیں کہ چوتھائی دن میں جمیع علوم کو ممبر پہ بیان کرنا پھر سامعین کا یاد کرنا اور متکلم اور سامعین دونوں کے لئے قطعی محال نہیں؟ خدا را غور فرما کر جواب دیں یہ وہی محال ہے جسے آپ کے استاد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اوپر تسلیم فرمالیا ہے نقل کر۔

مجذوب: قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی حاکم اپنا نائب مقرر کر کے بھیجتا ہے تو پورے اختیارات دے کر بھیجتا ہے اسی طرح حضور اللہ کے نائب ہو کر تشریف لائے تھے۔ اور آپ کو سب کچھ اختیار تھا!

محبوب:

جہل بھی کیا بلا ہے
خصوصاً مرکب ادا ہے

جناب نے یہ قاعدہ ضابطہ اور اصول کسی بھانڈ۔ مراثی یا کسی بھنگی چرسی . . . . سے پوچھ کر بنایا ہوگا؛ ورنہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے زمین پر نائب برائے تبلیغ بنا کر بھیجا تھا۔ رہا اختیار کلّی سو وہ اس نے اپنے سوا کسی کو بھی نہ دیا۔ مختصر دلائل حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ط مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ الخ
الآیۃ (پ۲۰)

ترجمہ:۔ پروردگار تیرا (اے نبیؐ) پیدا کرتا ہے جس کو چاہے اور پسند کرتا ہے نہیں ہے واسطے ان کے اختیار۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ پیدا کرنے والا بھی اکیلا اللہ اور اختیار کلی کا مالک بھی وہی اکیلا ہے (۳) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہوجائے مگر حکم ہوا اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ الاٰیۃ (پ ۹) ترجمہ تحقیق تو نہیں ہدایت کرتا جسکو چاہے ولیکن اللہ راہ دکھاتا ہے جسکو چاہے الخ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسی چچا کیلئے استغفار کیا مگر حکم آگیا کہ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ الاٰیہ (پ ۱۱ ع ۳) ترجمہ: نہیں تھا لائق واسطے نبی کے اور نہ واسطے ان لوگوں کے کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے الخ

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد نہ پینے کی قسم کھالی مگر حکم ہوا کہ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الاٰیۃ (پ ۲۸ ع ۱۹) ترجمہ:۔ اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حلال کی ہے خدا نے واسطے تیرے الخ

(۵) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ غرباء سے الگ ہوکر کچھ دیر مالداروں کو دین سکھاؤں مگر حکم ہوا کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا الاٰیۃ (پ ۱۵ ع ۱۷) ترجمہ:۔ روک رکھ جان اپنی کو ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح کو اور شام کو چاہتے ہیں۔ رضامندی اسی کی اور نہ پھر جاویں۔ دونوں آنکھیں تیری ان سے الخ

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا سے ذرا منہ پھیرا تو حکم ہوا۔ عَبَسَ وَتَوَلّٰۤى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤى الخ

تیوڑی چڑھائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اس کے پاس اندھا اور کس چیز نے معلوم کروایا۔ تجھکو شاید وہ پاک ہوجاتا الخ (پ ۳۰ ع ۵)

(۷) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن اُبی منافق کا جنازہ پڑھانا چاہا۔ تو حکم ہوا۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ الاٰیۃ (پ ۱۰)

ترجمہ۔ اور مت نماز پڑھ اوپر کسی کے ان میں سے کہ مرجاویں کبھی اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اس کی کے الخ۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے لئے بخشش مانگنی چاہی تو حکم ہوا۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ (پ ۱۰)

ترجمہ:۔ بخشش مانگ واسطے ان کے یا نہ بخشش مانگ واسطے اُن کے اگر بخشش مانگے واسطے ان کے ستر بار پس ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالےٰ واسطے ان کے الخ۔ (۹) اور جگہ یوں فرمایا کہ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الاٰیۃ (پ ۲۸) ترجمہ: برابر ہے اوپر ان کے کہ بخشش مانگے تو واسطے انکے یا نہ بخشش مانگے تو واسطے انکے ہرگز نہ بخشے گا اللہ واسطے انکے الخ (۱۰) اور فرمایا۔ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۱۳) ترجمہ۔ اور نہیں بہت لوگ اور اگرچہ حرص کرے تو ایمان لانے والے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

سر دست میں یہ ذیل حوالے قرآن پاک سے لکھ کر بس کرتا ہوں۔ یہ دس حوالے ہی جو آپ اور آپ کے برادرانِ ہم خیال بریلوی حضرات کے جملہ دعوے باطل کر کے حجت قائم کرنے کے لئے کافی وافی ہیں۔[1]

---

[1] ان مذکورہ بالا حوالوں کی تفصیل درکار ہو تو میری کتاب ”اصلاح عقائد“ میں دیکھیں ۱۲ منہ عفی عنہ۔

ان آیات نے متفقہ طور پر ثابت کر دیا کہ کُلّی اختیارات نائب خدا احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہرگز حاصل نہ تھے۔

عقل کو بیچ کھانے والو سوچو کہ علماءِ حق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب ہیں۔ مگر کسی کو بھی نبوّت کے کُلّی اختیارات حاصل نہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے نائب ہیں۔ مگر آپ کو الوہیت کے اختیاراتِ علمیہ۔ وعملیہ۔ شرعیہ وکونیہ وغیرہ کُلّی طور پر ہرگز حاصل نہیں! الا بما شاء اللہ!!

حضور! مندرجہ بالا آیات کو بغور پڑھیں اور ایمان لائیں ورنہ وُہی مثال ہو گی ؎

آنکھ اپنی جب تک نہ کھُلی

بہر روشن نظر نہ آیا صاف!

جوؤں کے متعلق

مجذوب:۔ خاں صاحب پھر لکھتے ہیں کہ حضورؐ نوری تھے۔ تو جوئیں کیوں دیکھتے تھے۔ جوتہ کیوں گانٹھتے تھے۔ ذغیرہ وغیرہ۔ اس کی کونسی دلیل ہے کہ نوری کوئی کام نہیں کر سکتے۔ مولوی صاحب کو کہاں تک پڑھائیں!

مجبوب:۔ ؎ کھولی ہیں تم نے آنکھیں اے حاسدو تو ہماری

احسان یہ نہ ہرگز بھولیں گے ہم تمہارا!

نام تمہارا مجذوب ہے۔ تم شراب ضلالت سے مست ہو توحید وسنّت کا کچھ علم و پتہ نہیں رکھتے۔ اس لئے مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ؎

نہ علم نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین

چوں کافر و درویش نہ دنیا نہ دین

اگر آپ اہل علم سے ہوتے اور یہ کہی ہوئی حدیث کو اصل کتاب میں دیکھتے تو ایسی عبارت لکھنے کی جو آپ نے وغیرہ وغیرہ سے آگے لکھا ہے ہرگز ضرورت نہ پڑتی۔ جو آدمی اپنے خصم کی پیش کردہ اصل عبارت نہیں دیکھ سکا وہ کیا خاک کسی کا جواب دیگا؟

بھلا ؎

سنبھلتا نہیں جن سے اپنا دوپٹہ

سنبھالینگے کیا وہ کلیجہ کسی کا؟

جناب مجذوب صاحب اگر آپ کو علم نہ فہم سے ذرا بھی لگاؤ ہوتا تو آپ اصل عبارت دیکھ کر غور کر لیتے اور ایمانداری سے پڑھ لیتے تو شاید عقل آجاتی۔

حدیث :۔ لیجئے اصل حدیث پڑھ لیجئے!

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ

" كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ

فِیْ بَیْتِہٖ وَ قَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَ یَحْلُبُ شَاتَہٗ وَ یَخْدُمُ نَفْسَہٗ (ترمذی) کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گانٹھ لیتے پاپوش اپنی اور سی لیتے کپڑا اپنا۔ اور کام کرتے اپنے گھر میں جیسے کہ کام کرتا ہے ایک تمہارا اپنے گھر میں اور کہا عائشہؓ نے کہ تھے حضرتؐ ایک آدمی آدمیوں میں سے جوئیں دیکھتے تھے۔ اپنے کپڑے میں اور دوہتے تھے بکری اپنی اور خدمت کرتے اپنی ذات شریف کی۔

بس اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضورؐ نوری تھے تو جوئیں کیوں دیکھتے تھے؟ جوتا کیوں گانٹھتے تھے؟ رہا آپ کا ذخیرہ وغیرہ لکھنا اس کا جواب آپ اپنے اعلیٰ حضرت کی کتاب "خالص الاعتقاد ص۱۳" پر پڑھ لیں لکھا ہے ؎

ارے بیباک کیا کہنا ہے تیری اس ذخیرہ کا

یہی پردہ ہے سارے ایراغیر انتھو خیرا کا!

جناب مجذوب صاحب! ہمارا دعویٰ اور دلیل دونوں درست ہیں لیکن آپ کو تو ؎

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست

حقائقہائے ایماں را چہ دانی

مجذوب و مسلوب! اب آپ کو خوب معلوم ہونا چاہیئے کہ قوانین فطرت اور خواص اشیاء حکمت و فلسفہ دونوں مسلمات میں داخل ہیں ان کی بنیاد تمام تر تجربہ پر ہے۔ اور ان کی نوعیت قانونِ عادت ہے۔

پس جس شخص کے خواص و عادات ہی بشریہ ہیں۔ اور تجربہ سے معلوم و ثابت

بھی ہو چکا ہو تو وہ بشر ہی کہا جائے گا!

یہی وجہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ الحدیث فرما کر بریلویت کا بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ اور پاگلخانۂ بریلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی آپ لاکھ تاویل کریں۔ مگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُرّے آپ جیسے غالیوں کی ہمیشہ پیٹھ ٹھونکتے رہیں گے

خلاصہ:۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوتے ہیں۔ کہ جوتی گانٹھنا۔ کپڑے سینا۔ اپنے گھر کا کام انسانوں کی طرح کرنا۔ اور دیگر عام انسانوں کی طرح آپ کا بحیثیت جنس انسان ہونا۔ کپڑے پہننا۔ ان میں جوؤں کا ہو جانا۔ ان میں جوئیں دیکھنا۔ بکری پالنا۔ اس کو چرانا اور دودھ نکالنا۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ!

یہ مجموعی امور خواص و عادات بشریت سے ہیں۔ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ!!

ورنہ میں کہوں گا کہ ؎

رحم آتا ہے مجھکو تیری غربت پہ

خوب شوخی نے لٹائی کمائی تیری!

نیز:۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں لفظ "کَانَ" دو جگہ وارد ہے! اور یہ لفظ "کَانَ" عموماً استمرار کے لئے آتا ہے اور جب وہ صیغہ مضارع پر آجائے تو ماضی استمراری کر دیتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ مندرجہ بالا کام آپ نے محض ایک مرتبہ نہیں کیا بلکہ عند الحاجت آپ ہمیشہ کرتے تھے۔ اس کے متعلق چند مثالیں بھی سن لیں شاید آپ کے گوبر بھرے دماغ کی صفائی ہو جائے۔

مثال۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ الحدیث (رواہ الدارمی)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اوپر والے دو دانت کشادہ تھے الخ

مثال۲:۔ عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ (متفق علیہ) کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ مبارک روشن ہوجاتا۔ گویا کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند کا ٹکڑہ ہے۔

مثال۳:۔ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا اَلْحَدِيْث (مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے بہترین خلق والے تھے الخ

مثال۴ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ الحدیث (متفق علیہ) ترجمہ حضرت انسؓ ہی فرماتے ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت لوگوں میں، اور سخی ترین لوگوں میں الخ

مثال۵:۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِىِّؓ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِىْ خِدْرِهَا (الحدیث) (متفق علیہ) حضرت ابی سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخت ترحیاء میں باکرہ عورت سے کہ اپنے پردہ میں ہو الخ

مثالِ۶:- وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (بخاری)

روایت ہے اسودؓ سے کہا پوچھا میں نے عائشہؓ سے کہ کیا کیا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کہا عائشہؓ نے کہ ہوتے تھے حضرت بیچ خدمت اہل خانہ اپنے کے مراد رکھتی تھیں حضرت عائشہؓ خدمت اہلخانہ کی پس جب آتا وقت نماز کا نکلتے حضرت طرف نماز کے۔

مثالِ۷:- عَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ اَلْحَدِیْث (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر پا کر روایت کرتے ہیں کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرتے مریض کی اور ساتھ لے جاتے جنازہ کے اور قبول کرتے دعوت مملوک کی الخ

مثالِ۸:- عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَّدِہٖ الحدیث (ترمذی)

روایت ہے انسؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ مصافحہ کرتے کسی مرد سے تو نہ کھینچتے ہاتھ اپنا اُس کے ہاتھ سے الخ

مثالِ۹:- وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ (ترمذی)

انہی سے روایت ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہ

باقی رکھنے کچھ (اپنی ذات کے واسطے) کل کے لئے۔

مثال ۱۰:- عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَةٍ فَصْلٌ يَحْفَظُهٗ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ۔

(ترمذی) روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ بات کریں پے در پے۔ مانند پے در پے بات کرنے تمہارے کے ولیکن تھے آں حضرتؐ کلام کرتے ایسا کلام کہ جُدا جُدا ہوتے کلمے ایک دوسرے سے یاد رکھتا اس کو جو کوئی کہ بیٹھتا ساتھ حضرتؐ کے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

نوٹ:- مجذوب صاحب! ہزارہا احادیث سے میں نے صرف یہ دس احادیث بطور نمونہ پیش کی ہیں۔ آپ ان دس احادیث کو جو میں نے تائیدًا تحریر کر دی ہیں سب کو زیر نظر رکھ کر انصاف و دیانت سے اُس حدیثِ عائشہؓ پر جو میں نے اوپر لکھی ہے۔ اور جس کا آپ نے بے باک ہو کر مذاق اڑایا ہے دوبارہ غور فرمائیں کہ اس کے شروع میں بھی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ موجود ہے! حدیثِ بالا کے خلاصہ میں پورے دس نمبر تحریر ہیں۔ اُن دس نمبروں کو اِن دس مثالوں سے ملا کر ایمانداری سے فرمائیں کہ کیا حضرتؐ نے یہ سب کلام صرف ایک دن یا ایک گھڑی یا ایک ہی وقت میں کسی نجدی العراق کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے کئے تھے؟ لَعْنَتُ اللّٰهِ علی المفترین۔

دس سوالات

اَوّل مجذوب صاحب ان مندرجہ ذیل دس سوالات کے جوابات مرحمت فرما کر ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں!

اَوّل کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دانت صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے کشادہ ہوئے تھے؟

دُوم:- کیا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوقتِ خوشی چہرہ صرف ایک ہی دن کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے روشن ہوا تھا؟

سوم- کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں بہترین خلق والے صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہو گئے تھے

چہارم کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت اور سخی صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہو گئے تھے؟

پنجم:- کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باکرہ عورت سے بھی زیادہ حیاء والے صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہو گئے تھے؟

ا مجذوب صاحب نے اپنی تحریر میں لکھا ہے کہ "حضور نے جوئیں نہ بھیں تو کوئی کثیف نجدی پاس آکر بیٹھا ہو گا" اس لئے میں نے بار بار مجذوب صاحب سے ان کی تحریر کے مطابق سوال کیا ہے انکی عبارت آگے آ رہی ہے ۱۲۰ منہ عفی عنہٗ۔

ششم :- کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اپنے اہل خانہ کی خدمت اور نماز کے لئے گھر سے نکلنا صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہوا تھا؟

ہفتم - کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مریض کی عیادت کرنا۔ جنازہ کے ساتھ جانا اور مملوک کی دعوت منظور کرنا صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہوا تھا؟

ہشتم :- کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی مرد سے صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے مصافحہ کیا تھا؟

نہم - کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کل کے لئے اپنے گھر باقی نہ رکھنے والا عمل صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے کیا تھا؟

دہم کیا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا پے در پے عام لوگوں کی طرح جلدی جلدی بات نہ کرنے والا عمل صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کے پاس بیٹھنے کی وجہ سے ہوا تھا؟

قدرے حیاء و شرم کو کام میں لے کر کچھ تو سوچو۔ جواب دو کہ کیا یہ جملہ امور صرف ایک ہی دن کسی کثیف نجدی کو سبق پڑھانے کے لئے تھے؟

آہ ؎

اس بناوٹ نے تو بات اور بگاڑی او بشرم!

یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ تو اثر کچھ بھی نہیں!!

اب بھی وقت ہے سنبھل جایئے اور عقائد باطلہ سے توبہ کیجئے ورنہ دین و ایمان کا بیڑا غرق ہوگا کہ آپ کے گیارہویں والے پیر بھی اُسے نہ نکال سکیں گے۔ اور دین و دنیا ایسی خراب ہوں گی کہ پھر بشیر صاحب

بھی آپ کے حالِ زار پر نہ وہ آنسو نہ بہا سکیں گے اور آپ رو رو کر اس سے یوں شکوہ کریں گے کہ ؎

آنکھوں کو جھوٹ موٹ نہ مَل اے ستم ظریف

تو ہی تو میرے رونے پہ آنسو بہائے گا

بہرحال میں نے ہر طرح سے ثابت کر دیا کہ جو خواص و عادات بشریہ سے ضروری ہیں۔ وہ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ مگر کارہائے مذکورہ اپنے لئے کوئی فرشتہ یا نوری نہیں کرتا۔ ... اور نہ ہی ایسا کرنے کی کوئی مخالفین کے پاس مثال موجود ہے۔!

یہ امورِ بالا ہمیشہ بشر ہی کرتے رہے ہیں۔ اور آئندہ کرتے رہیں گے!!

دیوانے صاحب! آپ کا فرض تھا کہ منہ سے ٹپکتی ہوئی رالوں اور بہتے ہوئے تھوک کو روک کر میری پیش کردہ حدیث پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے۔ اس پر ایمان لا کر مسلمان بن جاتے۔ اور اس فرمانِ محمدی کا مذاق اڑا کر کافر نہ بنتے! یا پھر ان جملہ عاداتِ بشریہ پر کوئی نقض وارد کرتے کہ جس سے میری دلیل عقلاً و نقلاً ٹوٹ جاتی۔

یا پھر ایسی کسی آیت و حدیث سے معارضہ کرتے کہ جس سے نبوی کپڑوں سے جوؤں کی نفی صاف اور صریح طور سے ثابت ہو جاتی۔!

یا پھر اس دلیل کا کوئی معقول جواب دیتے جس سے آپ کی یہ مشکل حل ہو جاتی لیکن آپ کی جہالت کو کیا کہیئے۔ کہ اصولِ مناظرہ علوم عربی یا علمی سوال و جواب اور بحث مباحثہ سے آپ محض عاری ہیں۔ تب ہی تو ایسے بیہودہ سوالات کرتے ہیں کہ یہ اس کی کونسی دلیل ہے۔ کہ نوری کوئی کام نہیں

کر سکتے؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلی العظیم۔

گیارہواں انعام

جی ہاں! نوری اپنے کپڑوں میں جوئیں نہیں دیکھتے اور نہ ہی نوری جوتی گانٹھتے ہیں۔ اور نہ ہی نوری بیاہ شادی کر کے حقوقِ زوجیت ادا کرتے ہیں نہ ہی نوری کھاتے پیتے، سوتے، نہاتے، اور بکری کا دودھ دوہتے ہیں۔ اگر کسی نوری نے ایسا کیا ہو تو کوئی۔ صحیح۔ صریح۔ قطعی دلیل بحوالہ پیش کرو۔ اور یہاں بھی مجھ سے یک صد روپیہ انعام حاصل کرو۔ اگر آپ علم سے مجبور ہیں۔ تو اول تا آخر جملہ بریلوی ہی اکٹھے ہو کر ثبوت پیش کریں۔ اگر پھر بھی قاصر و خاسر رہو تو اپنے قدیمی استاد شیخ نجدی العراق کی حمایت حاصل کر لو۔

مگر میں کہتا ہوں کہ تم یہاں بھی ذلیل و شرمندہ ہو کر بھاگتے ہی نظر آؤ گے!!
وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا ۱۵ (پ ۱۵) دیکھا آپ نے کیسے

قلزم کے بدن میں لگ گئی آگ
منہ پہ غصّے سے آ گئے جھاگ؟

پھر سن لیں کہ حدیث عائشہؓ کے ظاہری معنی کے لحاظ سے صاف معلوم ہے کہ آپؐ کے کپڑوں میں جوں ہو جاتی تھیں۔ اور آپ دیکھتے تھے۔ مزید دل کی تسلی کے لئے شمائل ترمذی مترجم کے حاشیہ صفحہ ۲۰۴

اور مظاہر الحق ج۴ ص۵۲۹ کو دیکھئے آپ کے بزرگ حنفی بھی یہی کچھ لکھ رہے ہیں۔ جو آپ کے خاں صاحب رفیق لکھتے ہیں۔ بس حضور کا جو یئن نہ یکھنا قوی دلیل سے ثابت ہوا اور تاویل مردود ہوئی۔

لیکن۔ آپ باوجود جاہل ہونے کے پھر بھی غصہ میں آپے سے باہر ہوئے جاتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب کو کہاں تک پڑھائیں!؟

نوری صاحب یقین نے دلائل کی اس قدر بھرمار کی ہے کہ آپ جیسے نااہلوں کی عمریں گذر جائیں گی مگر جواب باصواب نہ دے سکو گے اور جب بھی چڑاؤ گے منہ ہی چڑاؤ گے۔ جیسے کہ یہ ندائے محبوب؛ کا منہ چڑایا ہے۔

۱۷۱

جو غصے میں آپے سے باہر نہ ہوتے
نہ یوں زخم کھاتے نہ مال اپنا کھوتے

مجذوب۔ فرشتوں نے جنگ میں مدد کی اور کفار کو قتل کیا یا نہیں۔

محبوب۔ مجذوب صاحب آپ کی یہ بات تو ہماری زبردست تائید کرتی ہے۔ اور واضح طور پر بتاتی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اپنے انتہا مجبوری کمزوری دیکھتے تو اپنے مددگار حقیقی اور پروردگار عالم کے دربار میں عرض کرتے دعا فرماتے کہ مولا کریم تو ہماری یہ مصیبت کسی طرح ٹال دے تب اللہ تعالےٰ آپ کی اس فریاد کو سنکر اپنے نبی کی مدد فرماتا۔ بعض جنگوں میں فرشتوں کا مدد کے لئے آنا ہی بتاتا ہے کہ نبی بھی مختار کل نہیں ہوتے۔ ورنہ مدد کے لئے فرشتوں کا آنا نبی کی کھلی توہین ہے۔ بھائی فرشتوں نے مدد کی تو خود مختاری کہاں رہی!

نبیلن۔ جو اپنی زندگی میں خود مدد طلب کریں۔ بھلا انتقال کے بعد دیگر مخلوق کی کیسے مدد کر سکتے ہیں؟؟ اشد ضرورت پہ دُعا کرنا۔ اس پر فرشتوں کا امداد کے لئے آنا۔ جماعتِ محمدی کے ساتھ شامل ہو کر کفار کا قتل کرنا۔ حضورؐ کا بشر ہونا۔ آپؐ کے کپڑوں میں جوؤں کا ہونا۔ ان کا دیکھنا وغیرہ مذکورہ بالا سب کچھ تو صریح دلائل سے ثابت ہے۔ مگر آپ کا بشر نہ ہونا۔ جوتی نہ گانٹھنا۔ کپڑے نہ سینا۔ جوئیں نہ دیکھنا۔ اور فرشتوں کا جوئیں دیکھنا۔ وغیرہ کسی بھی صریح دلیل سے ثابت نہیں۔ اس لئے عرض ہے کہ فرشتوں کے گاہے بگاہے جنگ میں آکر مدد کرنے سے جو شانِ نبوت اور معجزات نبوت کو ظاہر کرنے کے لئے ہو۔ ایسے کاموں کو جوئیں دیکھنے وغیرہ پر قیاس کرنا فاسد ہے! کیونکہ یہ سب بشری عادات و لوازمات سے ہیں!!

مجذوب صاحب ایں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوا عرض کرتا ہوں کہ ؎

نہ دوڑاؤ یارو وہاں تم قیاس
جہاں ہوئیں آیات و اخبار صاف!

مجذوب۔ بلکہ خدا نے خود کنکریاں کفار پر پھینکیں تھیں جس کا قرآن شاہد ہے۔
محبوب۔ یہ بھی آپ کی نری جہالت اور علم قرآن سے ناواقفی کی دلیل ہے ورنہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کا اصل ہاتھ تم مانتے ہو؟ یہ بھی بتاؤ کہ وہ کیسا اور کتنا بڑا ہے؟ اور کنکریاں کس قدر تھیں۔ جو اٹھا کر پھینکیں تھیں۔ اور قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین پر کنکریاں اٹھانے کے لئے نیچے اترا تھا؟ قرآن پاک سے کوئی حوالہ پیش کرو تم؟ ذرۂ محبوب کا ہر ناظر کہے گا کہ۔

نہ ملے فرض میں بھی ان کا نشان لاکھ برس!

نازِ پروردہ عنقا ہیں حوالے تیرے!!

بہرحال جس طرح تم خدا کا کنکریاں پھینکنا کہتے ہو۔ یہ بھی فاسد ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو عرش معلےٰ پر ہے اور یہ قدرت و علم اس کا ہر جگہ موجود ہے جو کام کر رہا ہے۔

بلکہ اللہ تعالےٰ نے نہ کنکریاں پکڑی ہیں نہ ماری ہیں۔ نہ پھینکیں۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑیں اور پھینکیں تھیں۔ وہ امر الٰہی سے لوگوں کی آنکھوں میں جا پڑیں۔ فرمانِ باری موجود ہے کہ ؎ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ (پ ۲۳ ع ۴)

ترجمہ:- سوائے اس کے نہیں کہ حکم اس کا جب ارادہ کرے کسی چیز کا یہ کہنا ہے واسطے اس کے ہو پس ہو جاتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہر جگہ چلتا ہے۔ خود اللہ تعالےٰ زمین پر نہیں چلتا پھرتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کنکریاں پھینکنے کو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اے نبیؐ آپ نے جو کنکریاں پھینکیں ہیں انہیں آپ اپنے حکم سے کافروں کی آنکھوں تک نہیں پہونچا سکتے تھے۔ اس لئے وہ میں نے اپنے حکم سے ان تک پہونچائی تھیں؟

یہاں بھی توحید الٰہی اور تمہارے عقیدہ کی کھلی تردید ثابت ہوئی! اب تو نیچا سر کر کے کہہ دو۔

جعل مزہ جھوٹ غذا ہو گیا
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا؟

مجذوب:۔ امام حسن امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہما کو فرشتوں نے جھولا جھولایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا کی چکی پیسی تو یہ فرشتے نوری تھے کہ خاکی؟

مجوب:۔ ؎

باندھی ہے تم نے زیر فلک جھوٹ پر کمر
شائد کہیں بگڑ گیا ہے ہاٹ نیل کا؟

شکر ہے کہ آپ یہاں ہی ٹھہر گئے۔ ورنہ کیا بعید تھا۔ کہ آپ لکھ دیتے کوٹلی ادہاراں مشرقی میں اگر فرشتے میری بیوی کی شلوار بھی نہ ہوتے ہیں۔ اور پھر پوچھتے کہ بتاؤ یہ فرشتے نوری ہیں کہ خاکی؟ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اتنا جھوٹ ایسا افترا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اجی مجذوب صاحب! آپ سب کو اپنے جیسا نا اہل جاہل کودن اور احمق خیال نہ کریں مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ لوگ اپنے جیسے جاہلوں کی بنائی ہوئی ڈھلیات، حکایات اور موضوعات اردو رسائل سے چن کر مضمون نگار بنجاتے ہیں۔ آپ کے سر پر ضلالت کا بھوت سوار ہے جس کی وجہ سے آپ لکھتے جاتے ہیں۔ مگر کسی عبارت کا نہ حوالہ دیتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ بتاتے ہیں۔ کہ یہ آیت ہے یا حدیث اور یہ روایت صحیح ہے یا موضوع! افسوس افسوس!!

جناب ہم بتائیں؟ یہ باتیں رافضیوں کی ہیں! جہاں سے آپ نے اور آپ کی طرح آپ کے بڑوں نے لی ہیں۔!

کتبِ صحیحہ اور روایات معتبرہ میں ان غلط اور جھوٹی باتوں کا کوئی ثبوت نہیں۔ رافضی اور بریلوی دونوں اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ انبیاء بزرگانِ دین کے مناقب بیان کرنے میں روایات کاذبہ اقوال مخترعہ اور حکایاتِ موضوعہ سے کام لینا جائز ہے یہی وجہ ہے کہ تم دونوں فرقوں کی کتابیں کذبات و موضوعات سے بھری پڑی ہیں۔ عقائد باطلہ میں تم دونوں اہل سنّت کے مخالف اور ہم عقیدہ ہو! انہیں عقائد سے یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ حضرات حسنینؓ کو فرشتوں نے جھولا جھولایا اور حضرت فاطمہؓ کی چکی پیسی ان باتوں کا بالکل ثبوت نہیں۔ غلط ہے جھوٹ ہے اور دینِ محمدیؐ پر افتراء ہے الا

شوخی و فتنہ تو ہر وقت ہے ان آنکھوں میں
کیوں حیا تجھکو بھی ہے حکم کبھی آنے کا؟

بارہواں انعام

اگر تم یہ تینوں باتیں کسی بھی معتبر کتاب سے صحیح۔ صریح۔ مرفوع اور غیر مجروح حدیث سے ثابت کرو۔ تو میں تم کو مبلغ یکصد روپیہ یہاں بھی انعام دوں گا انشاء اللہ تعالےٰ۔ حدیث دکھاؤ اور انعام پاؤ۔ ورنہ تنہائی میں

بیٹھ کر مزے سے گاؤ کہ

عقل سے جب گتھیاں ہستی کی سلجھاتا ہوں میں

اپنے ہی دامن کے تاروں میں الجھ جاتا ہوں میں ا

صحیح حدیث جناب! آپ کی بنائی ہوئی موضوع روایات کے خلاف نہ بر عکس صحیح حدیث میں صریح طور سے ثابت ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں گھر کے کام سے رات کو تھک جاتی ہوں۔ مجھے کوئی غلام ملنا چاہیئے حضرت علیؓ نے جواباً فرمایا اپنے والد صاحب سے عرض کرو۔ خاتون جنت نے یہ بات مائی صدیقہ کی معرفت حضورؐ تک پہنچا دی۔ الفاظ یہ ہیں کہ "تشکو الیہ ما تلقی فی یدیھا من الرحی" یعنی بایں ارادہ حضرت کے پاس گئیں کہ شکائت کریں۔ طرف حضرتؐ کے مشقت کی کہ پائی تھی اپنے ہاتھوں میں چکی سے الخ

جب آپ کو یہ شکایت پہونچی تو آپ خود حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لیگئے۔ اور فرمایا "کیا نہ تبلاؤں میں تم کو وہ جو بہتر ہے اس چیز سے کہ مانگی ہے تم نے وہ یہ ہے کہ جس وقت جاؤ تم بچھونے پر پس سبحان اللہ پڑھو تینتیس ۳۳ بار اور الحمد للہ کہو تینتیس ۳۳ بار اور اللہ اکبر کہو چونتیس ۳۴ بار۔ پس یہ بہتر ہے تمہارے خادم سے (بخاری و مسلم)

اصل بات:۔ پر عمل کرنا نیک بخت آدمی کی علامت ہے شرع شریف میں یہ حکم ہے کہ بہت تحقیق و تفتیش کے بعد کسی خبر کو معتبر سمجھو اور کسی جھوٹی بات کو جو بے سند اور موضوع ہو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی طرف منسوب نہ کرو۔ ایسا کرنے والا سخت گنہگار اور دوزخی

ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے کو گنہگار و دوزخی ہونے سے بچاؤ۔
اور کلمۂ توحید پڑھ کر ؎

وحدہ کا خوف سموؤ قلوب میں
اور رسمِ لاشریک کو وِردِ زباں کرو!

مجذوب اور رہا یہ کہ حضورؐ نے جوئیں دیکھیں تو کوئی کثیف نجدی پاس آکر بیٹھا ہوگا جس کے کپڑوں میں جوئیں رینگ رہی ہوں گی۔ اور حضورؐ نے دیکھ کر یہ مناسب نہ سمجھا کہ سب کے سامنے اسے کہوں کہ جوئیں بین لے تو وہ شرمندہ ہوگا۔ اس لئے حضورؐ نے اپنے پیراہن مبارک کو اتار کر جوئیں دیکھنا شروع کردیں۔ تاکہ کثیف نجدی سبق حاصل کرلے الخ

محبوب:- ؎

ناحق نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخئے اُدھیڑ تو!

دیوانے شاہ یہ تاویل جھوٹی، اختراعی اور خود تراشیدہ ہے۔ اس تاویل پراگندہ کی تفصیل سے پہلے آپ اور جملہ بریلوی صاحبان مندرجہ ذیل باتیں تو ذہن نشین کرلیں۔

اوّل:- یہ کہ بقولِ شماں اگر کوئی کثیف نجدی پاس آکر بیٹھا ہوگا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ نجدی اُس وقت بھی تھے۔ اور مسائل پوچھنے کے لئے حضورؐ کے گھر میں پاس آکر بیٹھتے تھے۔ مگر آپ جیسے کوئی لایوصفی اُس وقت وہاں نہ تھے۔ اور قربِ حضورؐ اُن کو بالکل حاصل و نصیب

نہ تھا!

دُوّم:۔ یہہ کہ جس کے کپڑوں میں جوئیں رینگ رہی ہوں گی۔ اور حضورؐ نے دیکھ کر یہ مناسب نہ سمجھا کہ سب کے سامنے اُسے کہوں۔ کہ جوئیں ہیں لے شرمندہ ہوگا! اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ نجدی کتنا ہی گندہ اور مَیل وکچیل والا ہوا سے کسی کے سامنے شرمندہ نہیں کرنا چاہیئے۔

لیکن کوئی ذلیل کے لئے کوئی حکم نہیں

نیز:۔ معلوم ہوا کہ جو بریلوی نجدیوں کو بُرا کہہ کر شرمندہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ کے دشمن اور نالائق مخالفِ نبیؐ ہیں۔

سّوم یہہ کہ اس لئے حضورؐ نے اپنے پیرہن مبارک کو اتار کر جوئیں دیکھنا شروع کر دیں۔ سے صاف پتہ چل گیا کہ جوئیں تو دیکھنی شروع کر دی تھیں؟

.... بس یہی میں نے کہا ہے اب اگر حقیقت میں جوئیں تھیں تو بات ٹھیک ہوئی۔ اور ہماری پیش کردہ حدیث آپ نے مان لی۔ اور اگر کہو کہ جوئیں تو نہ تھیں حضورؐ یوں ہی جھوٹ موٹ جوئیں دیکھ رہے تھے تو یہ دھوکہ دہی ہے جو حضورؐ کی شان کے خلاف ہے اور حضورؐ کو ایسا دھوکہ باز تصوّر کرنا کفر اور گمراہی ہے۔ اس لئے تم پکے کافر۔ مرتد۔ گستاخ اور بے ادب ہو گئے اب فیصلہ خود کرو کہ نجدی بُرے یا تم؟

چہارم:۔ تاکہ کثیف نجدی سبق حاصل کر لے سے معلوم ہوا کہ نجدیوں کو حضورؐ ایسا عقل مند اور نیک خیال فرماتے تھے۔ کہ اشاروں میں سمجھاتے تھے۔ اور وہ خوب سمجھ لیتے تھے۔!

مگر کوئی ایسے نالائق نکلے کہ طرح طرح کی بدعات نکال کر مثلِ شیعہ بن کر خاندانِ رسالت کو شہید کیا۔ خلفاء الراشدین سے داماد محمدؐ ہی کو مسجد کوفہ میں شہید کرا ڈالا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر صبر نہ کیا۔ اور اپنا نیا امام بنا کر اس کو سراجِ امت کا درجہ دیتے ہوئے درجۂ نبوت تک فائز کر دیا پھر اپنی جگہ اور نئی راہ نکال کر بدعتی بن گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

بس یہہ بات صحیح اور حق ہے۔ کہ

نبیؐ کے بعد اور اصحاب و آل و یاران کے پیچھے

جو نکلیں دین میں راہیں نئی ہیں سر بسر بدعت۔

گستاخ رسولؐ کی سزا

اب میں مجذوب صاحب اور دیگر بریلویوں کو یہ تبلادوں کہ یہ تاویل بیہودیانہ ہے۔ اور تاویل کے بارے میں فرضی نور کا باپ یوں لکھتا ہے کہ وہ گستاخ رسول کی سزا اس لحاظ سے ہے۔ کہ اگر شعور قائم رہے تو گستاخ اپنی گستاخی کو سمجھے۔ اور اس سے فوراً توبہ کرے اور توبہ کرنے والا گناہ سے پاک ہو جاتا ہے اور اخروی سزا سے بچ جاتا ہے۔ مگر خدا اپنے محبوب کے گستاخ کو نہیں چاہتا کہ بغیر سزا دیئے چھوڑ دے اس لئے اس بیدین کا شعور ہی سلب فرما لیتا ہے۔ تاکہ وہ اپنی گستاخی کو نہ گستاخی سمجھے

اور نہ توبہ کرے اور نہ سزا سے بچے یہی وجہ ہے کہ آج تک جتنے بھی برائے نام مولویوں نے حضور کی شان میں گستاخانہ عبارات لکھیں علماء اہلسنت کی گرفت پر وہ لوگ ٹس سے مس بھی نہ ہوئے۔ اور اپنی ان عبارات کو اسلامی ہی سمجھتے رہے اور مختلف تاویلات سے ان عبارات کی حمایت ہی کرتے رہے اور آخر بغیر توبہ ہی کے مرے۔ اور ان کے بعد ان کے معتقدین بھی اسی لائن پر چلے۔

چنانچہ آج بھی ایسے لوگوں کے ہمارے علماء کرام سے ان عبارات پر گفتگو کرتے رہیں تو ناموسِ رسول پر اپنے مولوی کے ناموس کو مقدم رکھ کر ان عبارات کو کفریہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ طرح طرح کی تاویلیں گھڑنے لگتے ہیں۔ حالانکہ کلامِ صریح میں تاویلات کا کوئی دخل نہیں۔ ورنہ ہر جملہ اور ہر کلام میں تاویل پیدا کی جا سکتی ہے۔

مثلاً زید نے بکر کو ولد الحرام کہہ دیا اور بکر مرنے مارنے پر تیار ہو گیا۔ تو زید اس وقت اس دی ہوئی گالی کی تاویل کرنے لگے کہ بھئی میری بات سمجھو بھی تو میں نے تمہیں ولد الحرام ہی تو کہا ہے۔ اور دیکھو قرآن میں[1] مسجد کعبہ کو مسجد الحرام کہا گیا ہے۔ تو اس مسجد الحرام کا کیا معنیٰ ہے یہی تو کہ عزت و حرمت والی مسجد تو میں نے بھی تجھے جو ولد الحرام کہا ہے۔ تو میری مراد اس سے یہی تھی کہ عزت و حرمت والا بچہ تو فرمائیے

---

[1] یہی وجہ ہے کہ تم لوگ قرآن و حدیث میں اپنا مقصد بنانے اور تاویل پیدا کرنے کیلئے کر لیتے ہو جیسے تجدید نے الملک القدوس السلام المؤمن لکھ کر اللہ تعالیٰ کو انسانوں کی طرح ایمان دار بنانے کی کوشش کی ہے۔ دیکھو (ماہ طیبہ جون ۱۹۵۶ء ص ۱۸)

بکر اس تاویل کو تسلیم کرے گا یا زید کو دو جوتے رسید کر کے اس کی تاویل اُس کے مُنہ پر دے مارے گا۔

(ماہ طیبہ ستمبر ۱۹۵۶ء ص ۳۵)

اس کے بعد ایک زن مریدہ کی تاویل اور ایک بدکار عورت کی تاویل لکھی ہے۔ وُہی حال یہاں مجذوب بریلویت کا ہے یہاں صرف تاویل ہی نہیں بلکہ قصہ ہی نیا اختراع کیا گیا ہے جو سراسر جھوٹ اور سرکار مدینہ پر بہتان ہے!

کیونکہ تاویل کی تعریف تو یہ ہے کہ ”ھُوَ صَرْفُ اللَّفْظِ عَنِ الْاِحْتِمَالِ الرَّاجِحِ اِلَی الْاِحْتِمَالِ الْمَرْجُوْحِ لِدَلَالَۃٍ تُوْجِبُ ذَالِکَ“ یعنی تاویل اس کو کہتے ہیں۔ کہ کسی خارجی دلیل قوی کے سبب سے کسی قرینہ یا مورد وغیرہ کی دلالت سے لفظ کو راجح احتمال سے پھیر کر مرجوح کی طرف لانا سو یہاں نہ کوئی دلیل ہے۔ نہ قرینہ اور نہ سبب بیان۔ محض ذاتی نفسانی۔ اور شیطانی خیال سے ایک کہانی گھڑ لی ہے کہ حضورؐ کے گھر میں ایک نجدی تھا۔ اس کو تعلیم دینے کی غرض سے کپڑوں میں جھوٹ موٹ جوئیں تلاش کرنی شروع کر دی تھیں۔ وغیرہ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِکُمْ اگر تعلیم کے لئے ہوتا تو مائی عائشہؓ باقاعدہ بیان فرماتیں کہ ایک نجدی ہمارے گھر میں بیٹھا تھا۔ تب حضورؐ نے اس کو تعلیم دینے کے لئے جوئیں تلاش کرنی شروع کر دی تھیں۔

لہٰذا۔ یہ اس بریلوی پاگل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سراسر بہتان اور ظلم و زیادتی ہے۔

آہ! یہ ظالم یہ نہیں سوچتے کہ اس سے بڑی بے ادبی گستاخی

اور جھوٹی تاویل کیا ہوگی؟
پھر دلیلِ باطل کی تصدیق کے لئے بے موقعہ غلط طریق پر وضو کی مثال دی ہے۔
حالانکہ وضو کے بارے میں صاف موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے آپؐ سے وضو کے بارے میں سوال کیا۔ تو حضورؐ نے اس کو تین تین بار اعضاء دھو کر دکھلائے۔ اسی طرح جہاں جہاں تعلیم دینے کے لئے حضورؐ نے کوئی کام کیا وہاں اس کا قرینہ بھی موجود ہے مگر "حدیث یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ" میں تو اور کوئی قرینہ موجود نہیں۔!
اب میں صحیح مسلم سے صرف ایک حدیث اور نقل کر کے اس بات کو یہاں ہی ختم کرتا ہوں۔ اس حدیث سے آپ کا اور آپ کے عمرا چھروی کا آپ کے جملہ ہم خیال حضرات کا کافی رد ہو جائے گا کیونکہ اس نے بھی مقیاس میں یہی کچھ لکھا ہے۔ جو تم نے لکھا ہے!
حدیث یہ ہے۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ مَعًا فَتَطْعَمُہٗ وَکَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَاَطْعَمَتْہُ ثُمَّ جَلَسَتْ تُفْلِیْ رَاْسَہٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الحدیث۔ دیکھو مسلم مع نووی جز ۲ صفحہ ۱۴۱)
ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جایا کرتے تھے. گھر اُمّ حرام کے. اور امِ حرام حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں پس داخل ہوئے ایک دن ان کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس کھانا کھلایا انہوں نے آپ کو پھر وہ بیٹھ گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی جوئیں دیکھنے لگیں (کیونکہ وہ رشتہ میں آپ کی محرم تھیں) پس نیند آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (آخر حدیث تک)

اس حدیث پر امام نووی فرماتے ہیں کہ "وَفِیْہِ جَوَازُ فَلْیِ الرَّاْسِ وَقَتْلِ الْقَمْلِ مِنْہُ وَمِنْ غَیْرِہٖ قَالَ اَصْحَابُنَا قَتْلُ الْقَمْلِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمُؤْذِیَاتِ مُسْتَحَبٌّ"

یعنی اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ سر سے جوئیں پکڑنا اور ان کو مارنا جائز ہے اور ہمارے مذہب کے علماء نے یہ کہا کہ جوں وغیرہ موذی چیزوں کا مارنا مستحب ہے۔

جیسی کتابوں کہ فَلّی اور تَفَلّی دونوں حدیثوں میں تَفلِیَہ سے ہے. اور تفلیہ کا معنیٰ سر اور کپڑے سے جوئیں نکالنا ہے۔

نیز مشکوۃ عربی کے حاشیہ پر مرقاۃ سے منقول ہے کہ "وَھُوَ لَا یُنَافِیْ مَا رُوِیَ مِنْ اَنَّ الْقَمْلَ لَمْ یَکُنْ یُؤْذِیْہِ وَ قَالَ شَارِحٌ اَیْ یَلْتَقِطُ الْقُمَّلَ یعنی فَلْیِ الثَّوْبِ" اس حدیث کے مخالف نہیں جس میں یہ ذکر کہ جوں آپ کو ایذا نہ دیتی تھیں (ایذا نہ دینا جوں کے نہ ہونے کا ثبوت نہیں) اور شارح نے کہا ہے کہ فلی کا معنیٰ ہی یہ ہے کہ جوں کپڑے سے چنتے تھے۔

بہر کیف آپ کے کپڑوں اور سر میں حسب خاصہ بشریت جوئیں

کا ہونا ان کا چنا جانا اور نکالنا خوب ثابت ہو گیا۔
ایسی کھلی اور صاف بات سے بھی انکار! یہ نادانی اور جہالت نہیں تو اور کیا ہے!
عمر اچھروی نے میری پیش کردہ پہلی حدیث کی سند میں ضعف کا شبہ پیدا کیا ہے اس لئے میں نے مسلم شریف کی یہ صحیح حدیث لکھ دی ہے۔ تاکہ ضعف کا شبہ دور ہو اور وہ خود ضعیف العقل ثابت ہو۔
لہٰذا ضعف کا شبہ بھی دور ہوا۔ اور یہ دونوں حدیثیں ایک دوسری کی مؤید و شاہد ہو گئیں۔ اب منکرین کو انکار کی گنجائش نہیں۔
اور اس امر سے جناب مجذوب صاحب کا بیڑا بھی ڈوب گیا کہ حضرت اُم حرام کے گھر میں نہ تو کوئی تجدی تھا۔ اور نہ ہی وہاں حضور کسی کو تعلیم ہی دے رہے تھے۔ فاعتبروا فتدبروا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْكَاذِبِيْنَ!!
معلوم ہوا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام عادۃً ہو یا ہدایۃً وہ مشروع اور اصل ہے۔ جھوٹ۔ فریب...... اور دھوکہ دہی سے پاک و صاف ہے۔!
فرمائیے مجذوب صاحب! اب تو جناب کی آنتیں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہوں گی؟ ہماری کتاب لاجواب کو پڑھتے پڑھتے بھوک سوا نہ چوگنی ہو گئی ہوگی!؟ اس لئے غصّہ سے بڑبڑاتے ہوں گے کہ ؎

ہو رنج میرے دل کو یا ہو آرام
جز ذکر خدا نہیں مجھ کو کچھ کام
فاقوں سے تباہ میری حالت ہے مگر
آنتیں پڑھتی ہیں قل ھو اللہ مدام

مجذوب ورنہ کہاں جسم اطہر جس پر مکھی نہ بیٹھی اور کہاں جوئیں۔؟

محبوب آپ دیوانے ہیں اور اپنے دیوانے پن میں بولتے ہی جاتے ہیں۔ اور وہ کچھ بولتے ہیں جس کا کہیں بھی صحیح و صریح۔ مرفوع اور غیر مجروح حدیث میں ثبوت نہیں۔ اگر ہے تو لاؤ پیش کرو۔ ورنہ آپ کو یہاں بھی کذاب اور الکذ و الخصام کا لقب دیا جائے گا۔!

اے بریلویت کے دیوانے اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ "جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی" تو بتلاؤ کہ اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ جوئیں بھی نہ پڑتی تھیں؟

ایک شئے کی نفی سے دیگر اشیاء کی نفی جاننا اجہل من المجنون ہے!

آپ جیسے نااہل پر یہ فقرہ بولا جاتا ہے کہ "ماروں گھٹنا۔ پھوٹے آنکھ"

اگر تم:- اسی طرح کے استدلال کرنے کے عادی ہو۔ تو پھر ہم قائلینِ بشریت اس سے بھی بہتر دلیل پیش کر سکتے ہیں۔

دیدے پھاڑ کر پڑھو حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ جب زمین پر ہاتھ رکھے تو بچھو نے حضورؐ کی انگلی میں کاٹ کھایا۔ اور آپ نے اسکو نماز میں ہی جوتی سے مار ڈالا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا بچھو کو لعنت کرے۔ یہ نمازی کو چھوڑے نہ غازی کو یوں فرمایا کہ نہ نبی کو چھوڑے اور نہ غیر نبیؐ کو پھر آپ نے نمک اور پانی طلب فرمایا اور کاٹنے کی جگہ پر ڈالا اور معوذتین پڑھ کر دم کیا۔

اَب سوچو کہ جب بچھو جیسا زہریلا جانور کاٹ سکتا ہے۔ تو جوئیں ہونا کونسی بڑی بات ہے۔

پس آپ انصاف سے کام لیں اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور نیکی

کر کے توشۂ آخرت پیدا کریں نہ معلوم کب حکم روانگی آجائے۔!

سفر در پیش ہے لے ساتھ جلدی توشۂ منزل
خبر کیا ہے کہ عزرائیل کی پہونچے سواری کب!

مجذوب یہ مدعیانِ اہلحدیث کا حال ہے کہ عشاقِ رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔
محبوب:۔ توبہ توبہ عشاقِ رسول کو گالی دینا تو سراسر بے ایمانی اور کفر ہے۔ اس کا ایمان کہاں جو حضور کے عاشقوں کو گالی دے۔ مگر اہل بدعت کو عشاق رسول کہنا کہاں کا انصاف ہے؟

بدعتی تو یہود و نصاریٰ کا بھائی ہے۔ جیسے وہ اپنے رسولوں کے جھوٹے عاشق ویسے ہی بدعتی!

دونوں ہی جھوٹے اور دشمنِ مرسلین ہیں بے نماز داڑھی منڈا۔ اگر خلاف شرع نعتیں پڑھے اور بکے کہ عشقِ رسول میں میرا جگر تن اور من جلتا ہے۔ تب بھی وہ کافر اور جھوٹا ہے جو حکم رسول نہیں مانتا۔ ایسے بدبختوں کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ مِنِّیْ کِلَابُ النَّارِ اور مشرک کا خطاب دیتے ہیں۔ انہی کی اتباع کرتے ہوئے ہم ان کو بدعتی، مشرک، کَمَثَلِ الْحِمَارِ، کَمَثَلِ الْکَلْبِ کفار جیسے لقب رسید کرتے ہیں۔ آپ ہم کو کہتے ہیں کہ عشاق رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور اپنی کتابیں نہ دیکھیں۔ اگر لطف اٹھانا ہو تو ہماری کتاب ثعبان بجواب رضوان۔ صداقت کی صدا بجواب گنبد کی صدا اور برہنہ شمشیر بر گردنِ بشیر ملاحظہ فرمالیں۔ آپ کی شکایت دور ہو جائیگی اور مندرجہ ذیل شعر کا مقصد معلوم ہو جائے گا۔ کہ

بار نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے!

مجذوب ارشاد باری ہے کہ مومنوں تم نبیؐ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو اگر ایسا ہوا تو ہم تمہارے اعمال ضبط کر لیں گے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ بولو کون کرتا ہے جرأت حضورؐ کو اپنا جیسا بشر کہہ کر بلانے کی ہمیں تو جرأت ہو نہیں سکتی۔

محبوب اس پوری عبارت کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم ہی بے ادب اور نافرمان ہو کیوں کہ تم ہر جگہ باوضو اور بلا وضو یارسول اللہ کہتے ہو جس طرح ایک دوسرے کو اے محمد الدین اے غلام اللہ اے بشیر۔ اے مجذوب وغیرہ کہہ کر پکارتے ہو اور آواز دیتے ہو۔ اسی طرح یارسول اللہ۔ یا محمدؐ۔ یا نبی اللہ وغیرہ کہہ کر پکارتے ہو جس کا لفظی اور صحیح معنیٰ اے رسول اللہ اے محمد اور اے نبی اللہ ہے۔ اب تبلاؤ عمل تمہارے برباد ہوئے یا بشر کہنے والوں کے۔ بشر کہنے والے کبھی یہ کہتے نہ سُنے ہوں گے یَا اَیُّهَا الْبَشَرُ مِثْلُنَا۔ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ مِثْلُنَا۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ مِثْلُنَا اے ہمارے جیسے بشر۔ اے ہمارے جیسے رسولؐ اے ہمارے جیسے نبیؐ۔ استغفر اللہ توبہ توبہ یہ ہم پر کھلا بہتان اور عناد ہے جس میں تم چل رہے ہو۔ ہم ہمیشہ اپنے نبی کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارا قوی ایمان ہے کہ

قیامت کے دن بخشوائیں گے ہم کو
ہیں محبوبِ داور ہمارے محمدؐ!

مگر یارسول اللہ۔ یانبیؐ اللہ یعنی اے رسولؐ اللہ۔ اے نبیؐ اللہ وغیرہ الفاظ (جب کہ حضور نہیں سنتے) کہہ کر پکارنا بے ادبی گستاخی اور شرک سمجھتے ہیں۔!

اگر بشر کہنا اعمال کا برباد کرنا ہے۔ تو مندرجہ ذیل علماء کے متعلق بتاؤ تمہارا اور تمہاری خالی پارٹی کا کیا فتویٰ ہے؟

(۱) شیخ اسماعیل حنفی بروسوی صاحب اپنی تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۳۰۹ میں زیر آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ لکھتے ہیں کہ قُلْ یَا مُحَمَّدُ ؐ مَا اَنَا اِلَّا آدَمِیٌّ مِّثْلُکُمْ فِیْ صُوْرَۃٍ وَّمُسَاوِیْکُمْ فِیْ بَعْضِ الصِّفَاتِ الْبَشَرِیَّۃِ الخ

یعنی اے محمدؐ اعلان کر دو کہ میں صورت میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اور بعض صفات بشریہ میں تمہارے ساتھ برابر ہوں۔ آخر تک۔

(۲) مولوی ابوالحسنات سید احمدؒ صاحب رسالہ العقاید ص ۱۵ و ۱۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ نبیؐ وہ بشر ہے جو خدا کی طرف سے آئے اور احکام الٰہی اس پر بذریعہ وحی آتے ہوں جس قدر انبیاء گذرے سب بشر ہی تھے۔

(۳) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد ۱ ص ۲۰۹ میں فرماتے ہیں۔ کہ "حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ حبیب خود را باکہ ورچہ امر مے فرماید۔ بہ اظہار بشریت کما قال اللہ تعالےٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ لفظ مثلکم از برائے تاکید بشریت است"

(۴) مولوی نعیم الدین صاحب فَقَالُوْا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا الآیۃ (پ ۲۸ ع ۱۵) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ یعنی انہوں نے بشر کے رسولؐ ہونے کا انکار کیا۔ اور یہ کمال بے عقلی و نافہمی ہے۔ پھر بشر کا رسولؐ ہونا

تو نہ مانا۔ اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ (دیکھو خزائن العرفان ص ۶۶۲) اب دیکھتے ہیں کہ بریلوی مُلّا نے پیر اور شاہ جی ان حضرات کو بھی وہابی نجدی اور گمراہ کہہ کر خارج از اسلام کریں گے؟ یا بات کو ٹال جائیں گے؟ زبیدہ باد۔ کیا بعید ہے۔ مجھے کہنے دیجئے کہ ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہیں مانتے بلکہ خدائی کا مرتبہ دے کر منکرِ شریعت بن گئے۔ اور شریعت مطہرہ کی پیروی اور توحیدِ خالص کو چھوڑ کر قادریہ اور چشتیہ وغیرہ درگاہوں کے طالب اور مشرکین کے بھائی بن گئے ہیں!

؎ بھلا کیوں کر نہ ہوں وے شاہ جی منکر شریعت کے

جو نازاں ہیں کہ ہوں میں چشتیہ درگاہ کا طالب؟

مجذوب: جو حضورؐ کو بشر کہتے ہیں۔ ان سے تو جانور بدرجہا بہتر ہیں۔ جو حضورؐ کو شان والا سمجھ کر اپنی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ حضورؐ کا سایہ نہ تھا۔ کیا کوئی اُن کا چھوٹا بھائی ہے جس کے سایہ نہ ہو۔

محبوب:۔ آنچہ خود نہ پسندی دیگراں مپسند۔ جناب حضرت پاگل شاہ صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ آپ جانور اور انسان کو ایک ہی درجہ دیتے ہیں۔؟ ورنہ اتنا تو سمجھتے کہ اگر یہ گردنیں جھکانے اور سجدہ کرنے والا ادب کیا۔ تو جانوروں نے کیا انہوں نے کیا۔ جن کے پاس عقل نہیں!

مگر انسان تو صاحبِ عقل ہے وہ بے عقلوں والا کام کیوں کرے؟
ہاں اگر تم جیسے بریلوی جانوروں کی طرح کوئی ایسا کام کریں۔ جو انسانوں کے لئے بُرا۔ ناجائز اور گناہ ہو تو ہم یہ تو نہ کہیں گے کہ جانور بریلوی ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہیں گے کہ بریلوی جانور اور بل ہم اضل ہیں۔ آپ ناراض نہ ہوں کہ یہ مندرجہ بالا اصول آپ کے دوست بشیر صاحب کا ہی بنایا ہوا ہے۔ دیکھو ماہ طیبہ مئی ۱۹۵۶ء ص ۳۵)
اُسی اصول کی بنا پر آپ کی جوتی آپ کے سر پر رکھدی ہے۔ تاکہ جان لو کہ نبیؐ کی شان جانور جس انداز سے ظاہر کرتے تھے وہ انہیں کے لائق تھا۔ اس لئے اگر تم عقل والے ہو تو کا انعام کیوں بنتے ہو۔
جنابِ من! غیر اللہ کے آگے رکوع کرنا گھٹنے پکڑنا بطور تعظیم قیام و سجدہ کرنا اور جانوروں کی طرح گردن جھکانا۔ حیوانیّت اور بل ہم اضل ہونے کی کھلی دلیل ہے جس کا آپ کے اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب "حُرمتِ سجدۂ تعظیم" میں رد کر کے ثابت و عیاں کر دیا ہے کہ غیر اللہ کے سامنے گردنیں جھکانا شرک ہے۔

تیرہواں انعام

رہا آپ کی یہ بات کہ حضورؐ کا سایہ نہ تھا۔ یہ بھی سراسر غلط۔ جھوٹ اور طوفان و افتراء ہے جس پر کوئی فطرتی۔ ذاتی۔ عقلی۔ نقلی۔ اور وجدانی دلیل شرائط مذکورہ کے مطابق آپ کے پاس نہیں۔ اور اس بات کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ اگر اس پر کوئی قطعی نص ہے تو کوشش و تدبیر

کر کے پیش کیجئے۔ اور یہاں بھی یک صد روپیہ انعام لیجئے ؎

یہ مانا کوشش و تدبیر پر ہے روحِ انسانی
مگر رحمت کی بخشش کے بہانے اور ہوتی ہیں!

ثبوتِ سایہ

جناب! آپ نے طنز کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا ہے کہ "حضور کا سایہ نہ تھا۔ کیا کوئی ان کا چھوٹا بھائی ہے۔ جس کے سایہ نہ ہو؟"
گذارش ہے کہ ؎

مجھکو تنہا نہ سمجھ۔ طنز نہ کر ہوش میں آ
جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے اسکا خدا ہوتا ہے؟

یہاں:۔ جواباً کچھ عرض کرنے سے پیشتر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ غلطی بھی جناب نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے ہم عقیدہ حضرات کی تقلید کرتے ہوئے کی ہے۔ اور حسب عادت یہاں بھی بے سوچے سمجھے غلط عقیدہ لکھ مارا ہے۔ جو حقیقت سے دور اور مکھی پر مکھی مارنے کے مترادف ہے!!
اگر آپ اپنا سینہ حسد۔ بغض۔ کینہ کپٹ اور تعصب مذہبی سے پاک صاف کر کے ایمانداری سے تحقیق کریں یعنی کسی دیندار۔ نیک۔ صالح۔ متقی پرہیزگار۔ متبع سنت موحد اور سائنس دان عالم سے مسئلہ

پوچھیں تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ کو ضرور اطمینانِ قلب نصیب ہو جائے۔ اور پھر ہرگز کسی اہلسنت و اہل حدیث یعنی بے ریا و بے طمع موحد پر زبان و قلم نہ چلائیں۔ کیونکہ بے سوچے سمجھے کسی پر طنز کرنا گناہ کبیرہ ہے۔!

سنا گیا ہے کہ جناب ہماری کتاب "درّہ محبوب" شائع ہونے کے بعد بشیر حفظہ اللہ و نجار سے کافی دور ہو کر اہلحدیثوں کے قدرے قریب آ گئے ہیں۔ اور موحدین کے حق میں اب وہ پہلی سی موشگافیاں نہیں فرماتے۔ خدا کرے سچ ہو۔ آمین

ہم آپ کی ضیافتِ طبع کے لئے اس نئے ایڈیشن میں مندرجہ بالا عنوان کا اضافہ کر رہے ہیں۔ تاکہ آپ ہمارے پیش کردہ دلائل پر دیانتداری سے غور فرما کر مزید ہمارے قریب آ جائیں اور ہم بخوشی کہیں۔ ؎

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی!

آپ کی محبت کا ہی شاید یہ اثر ہے کہ اس نئے ایدیشن میں ہم بھی بہت کچھ بدل گئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم تم سب کو شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تابعدار بنا دے۔ آمین ٥

ثبوتِ سایہ از قرآن پاک

پہلی آیت وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا
وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (پ ۱۳ ع ۸)

ترجمہ:- اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی
خواہ مجبوری سے اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام (کنز الایمان ص ۲۹۹)

تفسیر:- ابن انباری نے کہا کہ کچھ بعید نہیں اور اللہ تعالےٰ پرچھائیوں میں
ایسی فہم پیدا کرے کہ اس کو سجدہ کریں۔

بعض کا قول ہے سجدہ سے سایہ کا ایک طرف سے دوسری طرف مائل
ہونا اور آفتاب کے ارتفاع و نزول کے ساتھ دراز و کوتاہ ہونا مراد ہے
(بحوالہ تفسیر خازن خزائن العرفان ص ۲۹۹)

ملاحظہ:- جنابِ اب آپ خود بتائیں کہ جب حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جملہ ساکنانِ ارض کے ساتھ سجدہ کرنے میں شامل ہیں۔
تو ان کا سایہ کیوں شامل نہیں؟

۲ جبکہ زمین پر رہنے والی ساری مخلوق کے لئے ربِ قدیر نے صاف و
صریح الفاظ میں یہ "ظِلٰلُهُمْ" فرمادیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے کونسی تخصیص وارد ہے؟؟

۳ جبکہ "يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" میں زمین و
آسمان کی ہر چیز شامل ہے تو یہ ظِلٰلُهُمْ میں کیوں شامل نہیں؟؟؟

دلیل صاف وصریح درکار ہے ورنہ جواب بیکار ہے!
ایک شبہ، بعض نادان اپنی جہالت وحماقت اور کم علمی کی بناء پر کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ "یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" میں تو حضورؐ سب کے ساتھ اس لئے شامل ہیں۔ کہ نوری بھی عبادت کرتے ہیں مگر چونکہ نوریوں کا سایہ نہیں اس لئے وہ "ظِلٰلُهُمْ" میں شامل نہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے اور ملائکہ سب نوری ہیں۔ مگر درجہ وفضیلت میں حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم سے سب ادنےٰ ہیں۔ جب ادنےٰ نوری سایہ نہیں رکھتے۔ تو حضورؐ جو سب سے اعلےٰ نوری ہیں۔ ان کا سایہ کیسے ہو سکتا ہے؟

شبہ کا ازالہ

اوّل تو اللہ تعالےٰ کے کلام پاک سے ہی صاف ثابت وعیاں ہے۔ کہ سورج چاند۔ ستارے۔ ملائکہ اور دیگر مخلوق ارضی وسماوی سب سایہ دار ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ساکنانِ ارض وسما کی مخلوق کے سجدوں کا بیان فرما کر "ظِلٰلُهُمْ" سے ان کے سایوں کی بھی تصدیق فرما رہا ہے!
اس لئے ان سب کا بھی سایہ ثابت ہے!! فافہم وتدبر!!!
دوّم ۔ پھر مخلوقاتِ سماوی کا نوری ہونا۔ ساکنانِ ارض سے کسی بھی نبی۔ ولی۔ مومن۔ اور بندہ موحد متبع سنت اور احکام خدائے پاک ذوالجلال والاکرام کی پابندی کرنے والے سے درجہ وبزرگی میں ہرگز

بڑھ نہیں سکتا!

سوم:- اگر نوری اور بے سایہ ہونا کوئی اچھی، بڑھیا اور بزرگی والی بات ہوتی تو سب انبیاء و رسل اور موحدین نوری اور بے سایہ ہوتے۔ جبکہ قرآن مجید فرقانِ حمید سے سب بزرگانِ دین کا سایہ ثابت ہے تو سورج چاند، ستاروں اور ملائکہ کا سایہ کیسے نہ ہوگا؟

اور جب ان سب کا سایہ ثابت ہوگیا تو اعلیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کیوں نہیں؟ فافہم و تدبر!

ہزاروں درود و سلام آپ پر ہوں
ہیں سرور و سردار ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چہارم اگر بالفرض والتقدیر ہم موحدین تھوڑی دیر کے لئے تمہاری اس بات پر کہ یہ نوریوں کا سایہ نہیں اس لئے وہ "ظلالھم" میں شامل نہیں۔ غور و فکر کرنے کی کوشش بھی کریں۔ تو فوراً ہمارے دماغ پر ایک سوال مسلط ہوجاتا ہے۔ جو یہ ہے کہ یہ سورج۔ چاند۔ ستارے اور ملائکہ تو کھاتے پیتے اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں کرتے؟ اور نہ ہی وہ نہاتے دھوتے بیاہ شادی جماع ختنہ عقیقہ کرتے ہیں۔ وہ تو کسی کے بطن میں رہ کر پیدا بھی نہیں ہوتے اور نہ ہی ہماری طرح مرتے اور دفنائے جاتے ہیں؟؟؟

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اونے نوری تو مندرجہ بالا کاموں سے بری اور پاک ہوں اور اعلیٰ نوری آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ افعالِ مذکورہ کریں؟؟؟

نیز:۔ جبکہ نص صریح سے ثابت ہے کہ جمیع مخلوقات ارضی و سماوی کا سایہ اُن کے ساتھ سجدہ کرنے میں شریک ہے تو ایسی نعمتِ کُبریٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں کر محروم کیا جا سکتا ہے۔؟ کیا ان جملہ باتوں کو سوچتے ہوئے ہر مُسلمان یہ بات ماننے پہ مجبور نہ ہوگا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔ اور ضرور تھا؟؟

اَب آپ بھی

سایہ نہ ہونے پہ ایسے ہی صریح دلائل پیش کریں تو بات قبول ورنہ مردود ہوگی!

اور یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیگر نوریوں کی طرح کھاتے پیتے نہاتے دھوتے اور پیشاب پاخانہ وغیرہ نہیں کرتے تھے! آپ جملہ نوریوں کی طرح دُکھ۔ درد۔ مصیبت بیماری۔ بیاہ۔ شادی جماع وغیرہ سے بھی دُور ہی رہتے تھے!!

یاد رہے کہ:۔ آپ کو نوری کہہ دینا تو آسان ہے مگر مذکورہ بالا اُمور کی بادلائل نفی کرنا بڑا مشکل کام ہے!!!

فرمایئے:۔ اگر حضورؐ بھی نوری تھے جس وجہ سے آپ کا سایہ مفقود ہوگیا تھا۔ تو بتاؤ اعلےٰ نوری نے جملہ ادنےٰ نوریوں کا صرف سایہ کے نہ ہونے میں ہی ساتھ کیوں دیا۔ دیگر امور مذکورہ میں کیوں الگ ہوئے؟ جواب باصواب دیں۔ ورنہ یقین رکھیں کہ ساکنانِ زمین کی اصل بھی زمین ہے اور جو زمین سے تھا۔ ہے اور ہوگا۔ سب کا سایہ بھی

ضروری ہے۔ اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح
بھی مخلوق ارضی سے آپ جدا نہیں کر سکتے۔
بس یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سایہ دار مخلوق تھے۔
اور آپؐ کا سایہ نہ ماننا آپ کے فضائل کا انکار کرنا ہے۔ وتدبر!

ہم :۔ "ندائے محبوب۔ بے لوث نمبر۔ برہنہ شمشیر۔ اربعین قرآنی در مسئلہ غیب دانی اور تذکیر الثقلین" وغیرہ کتب میں بخوبی ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حضورؐ بشر تھے۔ اور یہی بات بار بار اس جریدۂ محبوب میں تحریر ہے!

بشر ظاہر جسم اور عقل وادراک رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ پھر اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عقل وادراک میں جملہ کائنات سے اعلے وبالا تھے۔ جب سب کا سایہ ثابت ہے تو آپؐ میں یہ کمی کیوں واقع ہو؟

دوسری آیت :۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۱۲)

ترجمہ :۔ اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں داہنے اور بائیں جھکتی ہیں اللہ کو سجدہ کرتی اور وہ اس کے حضور ذلیل ہیں (کنز الایمان ص ۳۷۵)

تیسری آیت :۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (ایضاً)

ترجمہ :۔ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ جو کچھ آسمانوں میں ہیں۔ اور جو

زمین میں چلنے والا ہے ف۹ اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے (الخ)

تفسیر:۔ دوست احباب کے صدر الافاضل مولوی سید نعیم الدین صاحب نے ان ہر دو آیات پر جو تفسیری نوٹ لگائے ہیں وہ بھی من وعن بالترتیب نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ مزید وہم کرنے سے آپ کو چھٹکارا نصیب ہو اور آسانی سے بات آپ کی سمجھ میں آجائے!

نیز:۔ ترجمہ کی سطروں میں جن الفاظ کے آگے "ف" کا نشان ڈال کر ۶ تا ۹ نمبران لگائے ہیں انہیں بغور ملاحظہ فرما کر پھر ان کے مطابق تفسیری نوٹ مطالعہ فرماویں۔ انشاء اللہ العزیز ترجمہ تفسیر اور اصل مطلب ضرور آپ کی سمجھ میں آجائیگا۔!

ف۶ سایہ دار۔ ف۷ صبح اور شام۔ ف۸ خوار و عاجز و مطیع و مسخر ف۹ سجدہ دو طرح پر ہے ایک سجدہ طاعت و عبادت جیسا کہ مسلمانوں کا سجدہ اللہ کے لئے۔ دوسرا سجدہ انقیاد و خضوع۔ جیسا کہ سایہ وغیرہ کا سجدہ ہر چیز کا سجدہ اس کی حسب حیثیت ہے مسلمانوں اور فرشتوں کا سجدہ سجدۂ اطاعت و عبادت ہے اور ان کے ماسوا کا سجدہ سجدۂ انقیاد و خضوع ہے (خزائن العرفان ص ۳۲۵)

ملاحظہ:۔ مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی طرف سے ہے اور تفسیر مولوی سید نعیم الدین صاحب بریلوی کی طرف سے نقل کی ہے!

ان ہر دو صاحبان کی تحریر سے بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہر وہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے۔ سب مخلوق ہے اور جو مخلوق ہے سایہ دار ہے۔ اسی طرح، ہر مخلوق اللہ تعالے قادر کریم کو سجدہ کرتی ہے۔ اور ہر سجدہ

کرنے والی چیز کے ساتھ اس کا سایہ بھی سجدہ کرتا ہے
ایسے ہی ہے۔ سردار انبیاء اکرم الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالےٰ کی جناب میں سجدے کیا کرتے تھے۔ اور آپ کا سایہ بھی سجدے کرتا تھا!
بہر حال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کرنا اور آپ کے سایہ کا سجدہ کرنا ترجمہ وتفسیر دونوں سے ظاہر و نمایاں ہے!!
بڑی جہالت! جناب من!! اگر زمین و آسمان کی جملہ مخلوقات۔ نوری ناری۔ اور خاکی کا خداوند قدوس کی جناب میں ان کے سایوں کے ساتھ سجدہ کرنا تو تسلیم کر لیا جائے۔ مگر سردار کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سجدے کے ساتھ آپ کے سایہ کے سجدے کا انکار کر دیا جائے تو کیا یہ سب سے بڑی جہالت نادانی۔ اور جملہ مخلوقاتِ خداوندی سے آپ کو گھٹا کر آپ میں نقص پیدا کرنا نہیں؟
برادرم:۔ حضور صلے اللہ علیہ کے سایہ کا اِنکار کرنا۔ خوبی نہیں بُرائی ہے۔ ادب نہیں بے ادبی ہے۔ ایسا عقیدہ منصبِ نبوت اور شانِ رسالت کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آیاتِ بالا میں جملہ اشیاء کے سایوں کو اپنا عابد بتایا ہے!
سوچیئے:۔ کتنے غضب کی بات ہے کہ اینٹ۔ مٹی۔ پتھر۔ لوہا۔ لکڑی اور دآبۃ الارض وغیرہ مخلوقات کا سایہ تو اپنے صاحب کے ساتھ خداوند عالی کی جناب میں سجدہ ریز ہو اور سردار دو عالم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف آپ اکیلے اور تنہا ہی سجدہ کریں۔ آپ کا سایہ نہ

ہو اور سجدہ میں آپ کا ساتھ نہ دے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
ایسے بدعقیدہ غلط گو اور اناپ شناپ بکنے والوں کے لیے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا (پ ۱۵ ع ۱۳)

بھائی صاحب! یہ بہت بڑا نقص ہے جو آپ لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں ثابت کرنے کی ناجائز کوشش کرتے ہیں! حالانکہ[۱]

وہ اشرف ہیں اور اشرف الانبیاء ہیں
زمانہ کے رہبر ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

ثبوتِ سایہ از حدیثِ پاک

تین آیات ان کا ترجمہ اور تفسیر آپ اپنے بزرگوں کی تحریر سے اوپر پڑھ چکے ہیں اب دو احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں!

پہلی حدیث جو روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ تھے ہم ایک سفر میں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بیمار ہو گیا اونٹ صفیہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) کا اور تھا ساتھ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے اونٹ زائد پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اس زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہ دیدو صفیہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا)

---

[۱] بڑی بات ہے جو نکلتی ہے۔ منہ سے ان کے نہیں کہتے۔ مگر جھوٹ۔
(۱۲ منہ عفی عنہ)

کو اونٹ اپنا واسطے سواری کے۔ کہنے لگیں زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کیا
میں دیدوں اس یہودیہ کو اونٹ اپنا؟ پس ناراض ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم (زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے) اور الگ ہوگئے۔ اس سے۔
باقی دن ذی الحجہ کے اور محرم کے۔ اور صفر کے اور کچھ دن ربیع الاوّل کے۔
(تقریباً ڈھائی ماہ ناراض رہے) یہانتک کہ اٹھالیا (زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے) سامان اپنا اور چارپائی اپنی اور خیال یہ کیا کہ اب اس سفر میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو میری حاجت نہیں!

فَبَيْنَمَا هِيَ ذَاتَ يَوْمٍ قَائِلَةٌ بِنِصْفِ النَّهَارِ اِذْ رَأَتْ ظِلَّهٗ
قَدْ اَقْبَلَ فَاَعَادَتْ سَرِيْرَهَا وَمَتَاعَهَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ۔

پس اچانک دوپہر کے وقت (حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا) نے دیکھا
سایہ ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور سمجھ گئیں کہ آپ تشریف
لارہے ہیں پس رکھدی اس زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا) نے چارپائی اپنی
اور سامان اپنا۔ روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے۔ (مسند احمدؒ جلد ۶
ص ۱۳۲ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۳۲۳ وغیرہ یاں بھی یہ حدیث موجود ہے

ملاحظہ:۔ مندرجہ بالا واقعہ میں (جسے محبوبۂ رسولؐ۔ صدیقہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے مفصل بیان فرمایا ہے) لفظ "اِذْ رَأَتْ ظِلَّهٗ"
صاف طور سے موجود ہے جس کا ترجمہ "جب دیکھا سایہ ان کا" ہے!
اب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرما کر بتائیں کہ دوپہر کے وقت حضرتؐ رسول

ل۵ جنابہ صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا یہودیوں سے نکل کر مسلمان ہوئیں تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو اپنے حرم میں داخل کر لیا تھا ۱۲ منہ عفی عنہ

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیوی کے خیمہ میں تشریف لانا حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا آپؐ کے سایہ کو دیکھنا۔ اور تسلی و اطمینان کے بعد اپنا اٹھایا ہوا جملہ سامان اسی جگہ پر رکھ دینا. کیا نعوذ باللہ لغو۔ غلط اور جھوٹ بیان کیا گیا ہے؟

پس اس صحیح و صریح حدیث سے یہ بات صاف و عیاں ہو گئی. کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا اور ضرور تھا.

سایۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا اور حدیث سایہ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے روایت کیا ہے!

لہٰذا:۔ سایہ نہ ہونے پر جس قدر احادیث و اقوال بریلویہ کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں. وہ سب باطل. ضعیف. موضوع. غلط۔ من گھڑت. اور اس صحیح. صریح حدیث کے خلاف ہیں. فتدبر! ؎

قوتِ باطل سے ہم مرعوب ہو سکتے نہیں

اہل حق کی ہر زمانے میں یہی پہچان ہے!

دوسری حدیث۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی. پھر نماز (میں ہی) بڑھایا آپ نے ہاتھ اپنا. پھر واپس کر لیا اسکو جب سلام پھیرا تو عرض کی گئی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو آج نماز میں ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے. جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا؟

جواباً۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دیکھا میں نے جنت کو کہ میوے اُس کے جُھک کر قریب آگئے تھے پس ارادہ کیا میں نے کہ لے لوں میں پھل[1] اُس کے سے (اس لئے ہاتھ آگے بڑھایا تھا) پس حکم ہُوا جنت کو (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) کہ غیب[2] ہو جاؤ وہ غیب ہو گئی۔ (اور وہ پھل توڑنے والی تمنا پوری نہ ہو سکی)

پھر اُسی حالت میں دیکھا میں نے آگ کو درمیان اپنے اور درمیان تمہارے حتّٰی رَاَیْتُ ظِلِّیْ وَظِلَّکُمْ "یہاں تک کہ دیکھا میں نے (اس آگ کی روشنی میں) سایۂ اپنا اور سایۂ تمہارا۔ پس چاہا میں نے (آگ سے بچنے کے لئے) اشارہ کروں میں تم کو۔ پس وحی کی گئی طرف میری کہ ٹھہرا رہنے دیں ان کو جگہ اپنی پر! آپ بھی مسلمان ہیں اور یہ (سب صحابہؓ) بھی مسلمان ہیں۔ آپ بھی مہاجر ہیں یہ (سب صحابہؓ) بھی مہاجر ہیں۔ آپ بھی مجاہد ہیں یہ (سب صحابہؓ) بھی مجاہد ہیں۔ پس نہیں دیکھی میں نے فضیلت (اپنی) اوپر تمہارے مگر ساتھ نبوت[3] کے (حادی الارواح) اِلٰی بلاد الافراح مطبوعہ مصر صفحہ ۲۴ بحوالہ ظلِّ رسولؐ)

مثلِ بشر اور ثبوتِ سایہ

---

[1] بتاؤ کہ جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ کہ جنّت کو مجھ سے غیب ہوجانیکا حکم ہوا پھر بھی جو آپ کو غیب دان جانے وہ آپ کا صریح دشمن نہیں ہے؟ ۱۲ منہ عفی عنہ

[2] اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کاموں سے روکیں۔ ان کاموں سے رُک جانیوالے کو بھی شریعت مہاجر کہتی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

[3] یعنی ہر بات میں تم ہم برابر ہیں میں صرف نبوت میں تم پر درجہ بزرگی اور فضیلت رکھتا ہوں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الایۃ ۱۲ منہ عفی عنہ

جناب من! آپ ہمارے پیارے پیغمبر صادق المصدوق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی پڑھ چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سچائی وصفائی سے نمازِ صبح کے بعد مجمع عام میں صریح الفاظ کے ساتھ واضح فرمایا کہ مجھے پروردگار عالم کی طرف سے بذریعہ وحی یہ بات بتائی گئی ہے: کہ آپ بھی اسلام لائے صحابہؓ بھی اسلام لائے ہیں. آپ نے بھی ہجرت کی ہے تو صحابہؓ نے بھی ہجرت کی ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جہاد کرتے ہیں تو صحابہؓ بھی جہاد کرتے ہیں!!

مزید فرمایا کہ:۔ فَلَمْ اَدَا عَلَیْکُمْ فَضْلاً اِلاَّ بِالنُّبُوَّۃِ یعنی نہیں دیکھی میں نے (اپنے لئے) تم پر کوئی بڑائی و بزرگی۔ مگر ساتھ نبوت کے!

اس پوری حدیث پر غور فرمائیں جس کا ترجمہ پیشِ نظر ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مساواتِ اسلامی اور انسانی کا پورا پورا ثبوت نہیں دے دیا؟ بس ہماری طرح سے

سرورِ عالمؐ پہ جان و دل سے جو قربان ہے
بس اُسے خوش بخت سمجھو اور وہی ذی شان ہے!

نہیں سمجھے تو پھر سمجھو

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے بسلسلہ مسلمانی۔ ہجرتؐ اور جہادؐ وغیرہ میں تو سب مسلمانوں جیسا ہی بنایا اور بتایا ہے۔ مگر درجۂ نبوت و رسالت میں مجھے جملہ جہان پر

فوقیت و فضیلت عطائی خدا ہے!

برادرم!:- جو بات اللہ تعالےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ ذی شان سے ظاہر و معلوم ہے بس وُہی بات ہم موحد مسلمان - اہلسنت و جماعت یعنی اہلحدیث کہتے، لکھتے اور بیان کرتے ہیں -!!

نائیل:- اس حدیث بالا کو جملہ نمازیوں نے سنا سب نے سرِ تسلیم خم کیا - اور سب کے سامنے بیان شدہ فرمانِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت انسؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ روایت کر کے گویا میری ان الفاظ میں تائید فرما رہے ہیں کہ ؎

قرآں میں لکھا ہے اسے دیکھو کھول کر　　آپ علمِ غیب سے نہیں ہرگز تھے باخبر
لاریب تھے ہماری طرح آپ بھی بشر　　اللہ نے نوازا رسالت سے تھا مگر
دعوٰی برابری کا کریں کیا مجال ہے
ذاتِ رسولِ پاک عدیم المثال ہے
(دیکھو کتاب نمبر ۱ ص۱۰۰)

اصل بات دوست! سایۂ نبوی کا ثبوت دیتے ہوئے اختصار کو مدِ نظر رکھ کر صرف تین آیات اور دو احادیث نبوی تحریر کر دی ہیں - انہیں بغور ملاحظہ فرما کر پھر وہ اصل بات پڑھیں جس کی وجہ سے مشرکین و بدعتین کو مغالطہ لگا اور سایۂ نبویؐ کا انکار کرنے لگے ہیں -!

سُنئیے:- وُہ بات یہ ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش غریب گھرانے میں ہوئی تھی - تاکہ غریبوں کی کشش آپؐ کے دل میں پیدا ہو!

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم کر دیا گیا تھا۔ تاکہ یتیموں کی قدر آپؐ کے دل میں جمے!

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں ہی والدہ صاحبہ اور دادا صاحب کے سہاروں سے بے سہارا ہو گئے تاکہ بے سہارا صحابہؓ کے حسب طاقت و اختیار بحکم خداوندِ عالی آپ خود سہارا بن سکیں!

پروردگار عالم نے سب سامانِ تربیت اور سائے مفقود فرما کر صرف اپنا ہی سایہ رکھا تاکہ مخلوقِ خداوندی سے آپؐ پر کسی کا سایہ اور احسان نہ ہو سکے!

غرضیکہ:۔ اس پاک ذات عالی صفات نے اپنے پیارے رسولِ ہادیٔ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے آہستہ آہستہ سب دنیاوی سائے اُٹھا دیئے تھے۔ تاکہ آپؐ خود اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان اور حکم عالی شان سے سب کیلئے سایہ ثابت ہوں!

سُنئے:۔ ؎

پیدا ہوئے تو باپ کا سایہ اُٹھا دیا ٭ گھٹنوں چلے تو دادا عدم کو روانہ تھا
بڑھنے لگے تو مادرِ غم ہو گئے جُدا ٭ ایک ایک سایۂ یوں اُٹھتا چلا گیا

سائے پسند آئے نہ پروردگار کو
بے سایہ کر دیا گیا یوں سایہ دار کو

مجذوب:۔ بھائیو! بشر کی ابتداء آدمؑ سے ہوئی۔ اس سے پہلے بشر نہ تھے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی میں اُس وقت بھی نبیؐ تھا۔ جبکہ آدمؑ کا خمیر مٹی اور پانی سے بنایا جا رہا تھا۔ اب جس کا اس حدیث پر ایمان نہیں ہے وہ مومن

نہیں۔ خالی نام کے ساتھ اہلحدیث لکھدینا مومن ہونے کی دلیل نہیں۔
جب تک اس پر ایمان نہ ہوئے۔

مجبوب:۔ یہ تو مانی ہوئی بات اور کھلی حقیقت ہے کہ بشر کی ابتداء
آدمؑ سے ہوئی یہ وضاحت میں نے اپنی کتب برہنہ شمشیر۔ بے لوث
نمبر اور ندائے مجبوب وغیرہ میں کردی ہے۔ مگر مجاذوب صاحب
آپ یہاں پر ٹھوکر کھا کر اپنا مسلک چھوڑ کر غلطی سے صحیح بات مان کر
میری تائید کررہے ہیں۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ بشر کی ابتداء آدمؑ
سے ہوئی۔ اور حضرت آدمؑ مٹی سے ہوئے۔ اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اولادِ آدمؑ ہیں۔ اس لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اصل بھی مٹی سے ہے۔ اور آپ اولاد بشر ہیں حصہ خدا۔ اور
نوری نہیں! فتدبر!

تائید از قرآن:۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان عالی شان ہماری تائید میں قرآن
پاک میں سورج کی طرح چمک رہا ہے کہ

۱۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝
(پ ۲۳ ۱۴) ترجمہ:۔ جس وقت کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں
کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں انسان کو مٹی سے۔

۲۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (پ ۱۴ ۳)
ترجمہ:۔ اور جب کہا پروردگار تیرے نے واسطے فرشتوں کے تحقیق
میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑے
ہوئے سے۔

ع۳۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (پ ۱۴ ع ۲) ترجمہ:- اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو بجنے والی مٹی سے جو بنی تھی کیچڑ سڑی ہوئی سے۔

ع۳۴۔ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ط وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝ (پ ۱۹ ع ۳)

ترجمہ:- اور (اللہ تعالیٰ) وہ ہے جس نے پیدا کیا پانی سے آدمی پس کیا واسطے اس کے ناتا اور سسرال۔

مجذوب صاحب ان مندرجہ بالا چار آیات اور قرآن پاک کی دیگر بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ بشر کی ابتداء آدمؑ سے ہوئی اور حضرت آدمؑ بجنے والی مٹی سڑی ہوئی کیچڑ سے بنائے گئے۔ ٹھیک اسی طرح آیت نمبر ۴ سے ثابت ہوا کہ جملہ اولادِ آدمؑ کو اللہ تعالےٰ نے پانی سے پیدا کیا ہے نور سے نہیں۔!! اور آیت ہذا سے صاف روشن ہے کہ بشر کے لئے ہی اللہ تعالےٰ نے ناتا اور سسرال بنایا ہے۔ نور کے لئے نہیں!! معلوم ہوا کہ بشر ہی صاحبِ ناتا سسرال ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صاحب ناتا اور سسرال تھے۔ لہٰذا آپؐ بشر اولادِ بشر اور والدِ بشر تھے!!!

مگر: جس طرح ابلیس نوریوں کو بہتر جانتے ہوئے ان میں خوش رہا۔ اور بوقتِ پیدائشِ بشر جل سڑ کر کافر ہو گیا حسد کرنے لگا۔ اور نار کو خاک سے فائق بتاتے ہوئے مغرور ہو کر اکڑ گیا بشر کی عزت نہ کی تعظیم بشر سے انکار کرتے ہوئے بشر کو حقیر جان کر صاف کہہ دیا کہ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (پ ۱۴ ع ۲)

ترجمہ:۔ یعنی میں نہیں لائق اس بات کے سجدہ کروں واسطے بشر کے کہ پیدا کیا اس کو مٹی بجنے والی سے جو تھی کیچڑ سڑے ہوئے سے۔ اللہ تعالیٰ نے اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ فرما کر قیامت تک اس پر لعنت برسا دی اور لعنت کا نتیجہ دوزخ ہے۔

بالکل اسی طرح نور کو بہتر جان کر بشر کو حقیر بتانے والا لعنتی اور ذریت ابلیس ہے۔ اس بات کی تائید میں۔

آپ کا گرو گھنٹال عمر اچھروی اپنی کتاب مقیاس حنفیت صـــ ۲۳۴ پر لکھتا ہے کہ "یہ کلمہ بشر انبیاء علیہم السلام کو حقارتاً کفار کہا کرتے تھے" جس سے معلوم ہوا کہ بشر کو حقیر جان کر انبیاء کو نوری بتانا کفار کا کام ہے!

نیز اگر وہ کفار بشر کہنے والے اس بات میں جھوٹے ہوتے تو اللہ تعالےٰ خود ان کی تردید فرما کر انبیاء کا نوری ہونا بیان فرماتا۔

ہاں اس کے خلاف اللہ تعالےٰ نے انبیاء کی زبانی اُن کفار کے جواب میں بشر ہونا ضرور بیان فرمایا ہے اور انبیاء کا اقرار بھی قرآن کریم میں کئی مقام پر موجود ہے۔ اور خود اچھروی بھی اس کا اقرار کرتا ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا۔

اور انبیاء کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ (ایضاً)

سوالات:۔ مجذوب صاحب سے یہاں بھی چند سوالات کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے نمبروار آیاتِ قرآنی سے صریح

طور پر ہر سوال کا جواب باصواب دیں گے۔ اور منہ چڑا کر مزید پاگل پن کا ثبوت نہ دیں گے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے کا۔ اور آپ کے ہر قول و فعل کی تصدیق کرنے کا جب کہ اُمت کو خدا کی طرف سے حکم ہے تو آپ کے اس قول کی تصدیق کرنا کہ آپ بشر ہیں. کفر کیوں ہے؟

(۲) جملہ انبیاء اور خاصکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے جو لفظ بشر استعمال کیا ہے. وہ ان کا سچ ہے یا جھوٹ؟ اگر سچ ہے تو پھر اس بات پر ایمان رکھنا کفر کیوں ہے؟

(۳) آپ لوگوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ انبیاء کا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً بشر کہنا جائز ہے اور امت کے واسطے ان کی ذات کو بشر کہنا کفر ہے قرآن کریم کی کس آیت کے مطابق ہے؟

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ والا اعلان اللہ تعالے کے حکم کی تعمیل ہے یا تواضعاً خود اپنی طرف سے کہنا ہے؟

(۵) اور اگر یہ حکم خداوندی ہے تو اس کی تصدیق کفر کیوں؟

(۶) آپ لوگ جب ان آیات کو پڑھتے ہیں جن میں انبیاء کا بشر ہونا صاف ظاہر و ثابت ہے تو اس وقت آپ مسلمان ہوتے ہیں یا کافر؟

جواب دو ورنہ انبیاء کا بشر ہونا تسلیم کر کے مسلمان ہو جاؤ۔!

ورنہ سمجھو کہ ؎

بغیر دیدۂ تر ہیں عبث تسبیح کے دانے

کرم جن پہ برستا ہے وہ دانے اور ہوتے ہیں!

مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یَارَسُولَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَنْبِیَاءِ کَانَ اَوَّلُ قَالَ اٰدَمُ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَنَبِیٌّ کَانَ قَالَ نَعَمْ نَبِیٌّ مُکَلَّمٌ۔ انبیاء سے پہلا نبی کون تھا؟ آپ نے فرمایا کہ آدم پہلا نبی ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ اے رسول اللہ کیا آدم بھی نبی ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں نبی تھے جس سے اللہ نے باتیں کیں!

دیکھ لیجئے! حضرت آدم کو اللہ نے قرآن مجید میں بشر فرمایا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں ان کو نبی فرمایا ہے آپ کا اور آپ کے اچھروی کا یہ عقیدہ باطل ہوا کہ انبیاء کو کفار حقارت سے بشر کہتے تھے؟ رہا امتی کا بشر کہنا یہ میں کئی مرتبہ اس کتاب میں پہلے لکھ چکا ہوں اور مفصل ہدائے محبوب میں پڑھیں!

یہ بھی یاد رہے کہ نبی کو بشر کہنے والا اچھروی کے نزدیک کافر ہے۔ اور آپ آدم سے بشر کی ابتداء بیان کر رہے ہیں۔ اس لئے اچھروی کے نزدیک آپ کافر ہوئے! ماہ طیبہ رمضان وشوال شمارہ ۱۱ کے ص۱۷ پر نانوتوی بشر کی پیدائش آدم سے نہیں بلکہ بعد سے بتلاتا ہے وہ آپ کے نزدیک جھوٹا کذاب اور دجال ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ کافروں کذابوں دجالوں اور دیوانوں کی بزم ہے عقلمند حضرات دیوانہ۔ پاگل۔ اور مجذوب جیسے لچر القاب کو فحش گالی تصور کرتے ہیں۔ مگر آپ ایسے فضول القاب پر ایسا ہی فخر کرتے ہیں جیسے ڈبلی وغیرہ میں قوم نجر القب کنجر پر فخر کرتی ہے۔

اسکے بعد آپ اپنی پیش کردہ حدیث کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔ آپ کی تحریر کردہ حدیث کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ پر ہمارا

ایمان ہے لیکن اس حدیث کا مطلب آپ اور آپ کے بزرگوں نے بوجہ لاعلمی غلط سمجھا ہے اس کا اصل مطلب اہلحدیث ہی جانتے ہیں۔ جو اُن کے سچے رہبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان کر کے ان کو سمجھا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ " اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ تحقیق میں اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا تھا جب حضرت آدمؑ گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے!

لفظ خاتم النبیین سے صاف ظاہر ہے کہ دیگر انبیاء کے اسماء گرامی بھی وہاں لکھے ہوئے تھے جہاں آپ ان میں آخری نبی لکھے ہوئے تھے۔ حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب لوح محفوظ میں آپ اُس وقت بھی نبی لکھے ہوئے تھے جب آدم علیہ السلام کی مٹی ہی ہوئی تھی۔ اس حدیث کی تفصیل ہماری کتاب ختم نبوت میں دیکھیں۔

نیز آپ کی معتبر کتاب مواہب اللدنیہ میں صاف لکھا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ کَتَبَ مَقَادِیْرَ الْخَلْقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ وَکَتَبَ فِی الذِّکْرِ اَنَّ مُحَمَّدًا (صلے اللہ علیہ وسلم) خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اپنی مخلوق کا اندازہ کیا۔ اور لکھ دیا تھا۔ اور لوح محفوظ میں یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یَا اَبَاذَرٍّ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ (ابن حبان)

ترجمہ:- اے ابوذر پہلا نبی آدم ہے اور آخری محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اور فرمایا اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ)

ترجمہ:- میں انبیاء کا آخری ہوں اور تم میری آخری اُمت ہو۔ ان جملہ حوالوں سے آپ دیانتدارانہ طور پر سوچیں کہ ہم اہلحدیث مومن ایماندار اور مسلمان ہیں کہ نہیں؟ اور آپ ان احادیث اور آیات کی مخالفت کر کے کافر و مشرک۔ دوزخی اور لعنتی بنے کہ نہیں؟؟

اہلحدیث لکھ دینا:- ہاں آپ کی یہ بات ہم مانتے ہیں کہ "خالی نام کے ساتھ اہلحدیث لکھ دینا مومن ہونے کی دلیل نہیں جب تک اس پہ ایمان نہ ہوئے" بیشک انسان حدیث کے ماننے سے مومن مسلمان اور اہلحدیث بنتا ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ ہم حکم نبیؐ پر مطابق فرمان سر جھکا دیتے ہیں اسی وجہ سے ہم اپنے کو اہلحدیث لکھتے ہیں۔ اور یہی ہمارے مومن ہونے کی دلیل ہے!

مگر یاد رہے کہ آپ کا حنفی کہلانا مومن ہونے کی ہرگز دلیل نہیں کیونکہ آپ کا اپنے امام ابوحنیفہؒ کے قول پر بھی ایمان نہیں جس طرح اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ لوگ بوجہ ضد۔ ہٹ دھرمی اور بوجہ حسد۔ و بغض جواب دیتے ہیں۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کو دُور ہٹا دیتے ہیں!

دیکھئے:- امام صاحب کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ عالم الغیب نہیں۔ ان کو عالم الغیب جاننے والا کافر ہے۔ آپ بشر ہیں۔ اور آپؐ کے والدین اور چچا ابوطالبؓ کافر مرے ہیں (فقہ اکبر مترجم ص۱۵) مگر چونکہ تم لوگ بہت سے عقائد میں مثل شیعہ ہو اس لئے امام صاحب کے خلاف عقیدہ رکھتے ہوئے آپؐ کے والدین کو مومن مسلمان خیال کرتے ہوئے تقیہ کر کے حنفی بنتے ہو حالانکہ

ان مسائل میں امام صاحب کے بالکل خلاف چلتے ہو۔ اللہ تعالےٰ تم کو ہدایت بخشے اور اس مہر روشن کے لئے تمہاری آنکھیں کھول دے ورنہ وُہی مثال ہوگی کہ ؎

آنکھ اپنی ہی جب تلک نہ کھلی

مہر روشن نظر نہ آیا صاف!

مجذوب:۔ خاں صاحب پھر لکھتے ہیں حضور نے شادی خاکی عورتوں سے کی۔ نوری کا خاکی سے رشتہ کیسے ہوگیا؟

محبوب:۔ جناب من آپ کے خاں صاحب کی یہ گرفت ایسی قوی اور معقول ہے۔ کہ اس سے نکلنے کے لئے آپ معہ آباؤ اجداد اور اعوان و انصار جملہ افراد فرقہ باطلہ مل کر قیامت تک زور لگائیں: تب بھی اس گرفت سے نکل نہیں سکتے۔ یاد رہے کہ رشتہ میں ہم جنس: اور نسبِ بنی آدمؑ ہونا ضروری ہے۔

بخاری شریف جزثانی صـ۷۶۹ـ میں شرعی نکاح کی تعریف یہ ہے کہ۔

فیہ نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیتہ اوابنتہ فیصدقہا ثم ینکحہا؛

یعنی آج ہمارے دین میں لوگوں کے شرعی نکاح کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کسی کو اس کی لڑکی وغیرہ ولیہ کی بابت نکاح کا پیغام دے اور وُہ مہر باندھ کر اس سے نکاح کر دے!

اس کے علاوہ سب قسم کے نکاح ناجائز و مردود ہیں۔

اب اگر جسمانی نور یا نار کو کسی مرد و عورت یعنی بنی آدمؑ سے جوڑ دے یعنی نکاح کر دے تو وُہ نکاح بھی باطل و مردود ہوگا! کیونکہ جنس متحد نہیں۔

مجذوب صاحب! بس سمجھ لیں کہ انسان کا انسان سے ہی نکاح ہو سکتا ہے نور و نار سے نہیں!

اور یہ بھی یاد رہے نور نہ مرد ہے نہ عورت! نور کا نور سے یا خاکی اور ناری سے نکاح کرنا شریعت مطہرہ میں کہیں بھی ثابت نہیں!

چودہواں انعام

اگر ہمت ہے تو آپ ہماری بات کو رد کر کے اپنی بات بدلائل صحیحہ صریحہ اور قویہ ثابت کریں اور یہاں بھی ہم سے یک صد روپیہ انعام حاصل کریں۔ ورنہ آئندہ زبان بند کریں۔ اور گوشۂ دیوانگی میں تشریف رکھیں۔ اور سمجھ لیں کہ ؎

نہ ہر جا طور ہوتے ہیں نہ ہر جا برق گرتی ہے

جہاں بجلی ہلے وہ آشیانے اور ہوتے ہیں!

مجذوب:۔ اول تو ہمیں علم کیا کہ ازواج مطہرات خاکی تھیں۔ یا ان کو اللہ نے نوری بنا دیا تھا۔ یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں۔

محجوب:۔ آپ نادان۔ پاگل۔ مجذوب۔ مسلوب العقل۔ عقیم الفہم دیوانے میاں مٹھو ہیں۔ اس لئے آپ کوئی بات بھی عقل و فہم سے کام لے کر نہیں کرتے۔ اتنا بھی پتہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بنی آدم سے تھیں؟ اور آدم تراب سے تھے؟

آپ پھر سن لیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ بَنِیْ آدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (مشکوٰۃ)

اور قرآن میں ہے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ (پ ۲۱ ع ۱۴)

ترجمہ:- شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے!

اب بتاؤ کہ ازواج مطہرات انسان تھیں یا نہیں؟ اگر انسان تھیں۔ تو آیت بالا اور حدیث مذکورہ کی رو سے وہ نوری نہیں خاکی تھیں اور اگر نوری تھیں یا نوری ہو گئی تھیں تو اس کا ثبوت کلام صریح سے دو اور بتاؤ کہ وہ کس نور سے تھیں۔ اللہ کے نور سے؟ یا فرشتوں کے نور سے؟ یا پھر سورج۔ چاند۔ ستاروں وغیرہ کے نور سے تھیں؟ یا بنا دی گئی تھیں؟ ورنہ ادھر نظر کرو کہ ازواج مطہرات کے خاندان سب بنو آدم سے تھے؟ اور یہی ان کے خاکی ہونے کی پختہ دلیل ہے!

آپ تو دیوانے ہیں اس لئے لکھ رہے ہیں کہ "ہمیں کیا علم کہ ازواج مطہرات خاکی تھیں یا اللہ نے ان کو نوری بنا دیا تھا" اگر آپ یہ اعلان کر دیں کہ ہم چونکہ سید ہیں اس لئے ہمارا خاندان نوری ہے یا کم از کم میری ماں نوریہ ہیں۔ بتاؤ ان کے خاکی ہونے پر کیا دلیل ہے؟ تو ہم آپ کا کیا بگاڑ لیں گے؟ آپ تو صرف یہ ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ "یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں" لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہاں۔ یہ میں مانتا ہوں کہ یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں جو چاہے سو کر دے مگر خاکی کا نوری ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اور یہ ثابت ہے کہ اس نے نافرمان اور سرکشوں کو سور، بندر بنایا ہے اب بھی وہ قدرت رکھتا ہے۔ وہ چاہے تو آپ اور آپ جیسے نافرمان مشرکین کو خنزیر اور بندر بنا دے یہ اس کی قدرت سے بعید نہیں!

مگر:- یاد رہے کہ جب تک آپ کی شکل نہ بدلے آپ سور و بندر نہ بن جائیں۔ ہم آپ کو جنسِ انسانی سے ہی کہیں گے!

اللہ کی قدرت میں کسی چیز کا ہونا اور بات ہے مگر اس کا وقوع میں آنا اور بات ہے چونکہ آپ کمثل الحمار اور تحمل اسفار ہیں۔ اس لئے ایسی باتیں آپ کی سمجھ و بوجھ سے باہر ہیں اسی لئے آپ کی ہر بات بے معنیٰ اور ہر وعدہ بلا مفہوم ہوتا ہے!

اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر دعویٰ محتاجِ تعارف اور بلا مقسوم ہوتا ہے۔ کتنی باتیں ہیں کہ تشریح طلب ہیں اب تک + کتنے دعوے ہیں کہ جنکا کوئی مفہوم نہیں ہے کتنے دعوے ہیں کہ محتاجِ تعارف ہیں + کتنی قسمیں ہیں کہ جنکا کوئی مقسوم نہیں ہے

مجذوب :- اور اس پر قرآن شاہد ہے۔ کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تو چاہتا ہے کہ اے نبی کی بیویو کہ تمہیں دنیا کی آلائشوں سے پاک کر دے۔

محبوب آپ کا یہ منہ اور مسور کی دال! آپ مقلد ہو کر قرآن سے استدلال کرنا چاہتے ہیں؟؟

سنو میاں مٹھو! مقلد کا قرآن سے استدلال کرنا بروئے اصولِ فقہ حماقت ہے کیونکہ اَلتَّقْلِیْدُ وَظِیْفَةُ الْجَاہِلِ۔ جاہل جب قرآن سے استدلال کریگا۔ تو ضرور قرآن کے مقاصد کو بگاڑ کر رکھ دے گا۔

مقلدین نے بغیر مجتہدین کی وساطت کے جس قدر نصوص سے استدلال کئے ہیں۔ وہ سب باطل اور تحریفِ معنوی رکھتے ہیں۔ یہی تقلید ہے جس نے آپ جیسے اچھے خاصے عقل مند انسان کو مجذوب بنایا۔ اور مجبور کر دیا۔ کہ آپ اچھی خاصی خاکی مخلوق کو رافضیوں کی طرح نوری بنانے کی فکر کریں

ہیں حالانکہ باصطلاح قرآن نفس انسانی کو کفر شرک معاصی و ذنوب کی گندگی سے پاک و صاف کرنے کا نام طہارت ہے۔

نظیر کے لئے ان آیات کو پڑھو جن میں وَيُزَكِّيهِمْ (پ ۱۵) و (پ ۲) و (پ ۸) و (پ ۲۸) وغیرہ اور يُزَكُّونَ أَنْفُسَهُمْ (پ ۵) اور بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّي مَنْ يَّشَاءُ (پ ۴) و (پ ۱۸) اور فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَىٰ أَنْ تَزَكَّىٰ ۝ (پ ۳۰) اور وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ ۝ (پ ۳۰) اور وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ ۝ (پ ۳۰) اور وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا (پ ۶) اور وَلٰكِنْ يُّرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (پ ۶) اور لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ (پ ۶) اور يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (پ ۹)

ان مندرجہ بالا آیات کے ساتھ آپ اپنی پیش کردہ آیت کو (جس کا محض ترجمہ ہی کسی اردو رسالہ سے آپ نے نقل کیا ہے) ملالیں جو یوں ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (پ ۲۲)

ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ تاکہ دُور کرے تم سے پلیدی اے اس گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

اس مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوگیا۔ کہ پاک ہونے سے مراد نور ہونا نہیں بلکہ گناہوں سے پاک ہونا ہے۔

ایک سوال مجذوب اور ان کے دیگر جمیع اخوان و انصار ہمت کر کے بتائیں کہ طہر کے معنے نور ہوجانا ہے؟ اگر نور ہوجانا ہے تو حیض والی عورت کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ ۔ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ الاٰیۃ (پ۲ ع۱۲)
ترجمہ مت نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ پاک ہوں پس جب پاک ہو جائیں (نہالیں) پس جاؤ ان کے پاس اس جگہ سے کہ حکم کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے۔ اب بتاؤ کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ ان عورتوں کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ نور ہوں؟ اور جب وہ نور ہو جائیں تب ان کے پاس اس جگہ سے جاؤ جہاں سے تم کو اللہ نے حکم کیا ہے!

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۰

اسی طرح آیت خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط (پ۱۱ ع۲)
ترجمہ: لے مال ان کے سے خیرات کہ پاک کرے تو ان کو یعنی ظاہر اور پاکیزہ کرے تو ان کو ساتھ اس کے یعنی باطن اور دعائے خیر بھیج اوپر ان کے۔

منذرجہ بالا آیات پڑھ کر ایمانداری سے بتاؤ کہ کیا یہ زکوٰۃ دینے والے سب نوری بن جاتے ہیں؟ ورنہ پھر آپ کا قرآن کی آیت پیش کر کے رسول اللہ کی بیویوں کو نوری بنانے کا نہ ہو کہ دینا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ آپ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن میں تحریف کرنے کے عادی کیوں ہو گئے ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ ابھی دنیا میں حامل قرآن موجود ہیں؟ آپ اور آپ کے جملہ بگڑے مزاج سن لیں کہ اللہ تعالیٰ کا حضورؐ کی بیویوں کو دنیاوی تمام آلائشوں سے پاک کرنا نوری کرنا نہیں بلکہ تزکیہ تطہیر روحانی و گناہوں اور دنیا کی دیگر برائیوں سے پاک کرنا مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے کیا اور اسی سبب سے ان کو سارے جہان کی مائیں بنا دیا!

ان کا گناہوں اور برائیوں سے پاک ہونا انسانیت سے خارج ہو کر نور ہو جانا کہیں بھی ثابت نہیں اور نہ ہی اس بات کا کوئی اہلِ حق آجتک قائل ہوا۔ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَهُوَ الْمَجْذُوْبُ مِنْ اَهْلِ الْعَقْلِ الْمَسْلُوْبِ

میں تو یہاں بھی عرض کروں گا کہ ۔

ہرگز نہ عقلِ گم رہی دور زیاں کرو ✦ پیغام لَا اِلٰہ کو پھر حرزِ جاں کرو!

پندرہواں انعام

اگر آپ یا آپ کا کوئی مددگار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا خاکی سے نوری ہونا قرآن پاک کی کسی آیت سے صریح طور پر ثابت کر دے تو یہاں بھی آپ کو یکصد روپیہ انعام دوں گا۔ انشاء اللہ فرمائیے کیا آپ انعام لینا چاہتے ہیں۔؟

مجذوب ۔ کوئی راز تھا کہ حضور کی بیویاں سوائے حضور کے سب پر حرام کر دی گئیں۔

محبوب ۔ افسوس ہے کہ آپ پاگلوں کی طرح بار بار ایک رٹ لگائے جاتے ہیں آپ ایسے لایعقل ہیں کہ آپ پر ابھی تک یہ راز نہ کھلا کہ ازواج مطہرات کا نکاح اُمت پر کیوں حرام ہوا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ازواج مطہرات کو اُمت کی مائیں قرار دے دیا تھا اور مائیں بیٹوں پر حرام ہوتی ہیں۔ بس مان جائیے کہ یہی راز تھا۔!

اگر آپ میری نہیں ماننا چاہتے ۔ تو میرے دلائل کے خلاف کسی نص صریح ۔ اور قطعی سے کوئی اور راز بتائیں!

ف یہ بیان اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۲ و صفحہ ۱۲۸ پر گزر چکا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

میں جانتا ہوں کہ آپ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے اور یہاں بھی سر پہ پیر رکھ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ جائیں گے کہ ؎

میں بچا تیرِ حوادث سے نشانہ بن کر
آڑے آئی مرے تسلیم سپر کی صورت!

مجذوب:۔ ممکن ہے حضورؐ کے نکاح میں آنے کے بعد نوری ہو جاتی ہوں۔

محبوب:۔ اس بات کا جواب اوپر دے چکا ہوں۔ آپ یاد رکھیں کہ یہ بات آپ کی بوجہ تقلید محض قیاس کی بناء پر ہے اور قرآن و حدیث کے روشن دلائل کو چھوڑ کر ان کے خلاف اولادِ شیطان بن کر اُس کی پیروی کرتے ہوئے محض قیاس پہ مذہب و عقیدہ بنا لینا گمراہی اور کفر ہے۔ قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ سب سے پہلے شیطان ہی نے قیاس کیا تھا۔ اور قرآن میں ہے کہ شیطان سُوْٓءِ اور فَحْشَاءِ کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی وہ بُری باتوں اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کہو اللہ پر وہ بات جو تم نہیں جانتے! یعنی بے سوچے بے سمجھے جاہل و کمینے کی طرح جو منہ اور ذہن و قلم کی زد میں آوے بکتے چلو! ایسے لوگ اہلِ الرائے اور جاہل طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بچائے اور پناہ دے آمین

سوال مجذوب صاحب! آپ یہ بتائیں کہ "یہ ممکن ہے" کہہ کر جو بات پیش کی جائے۔ وہ دلائل کے کونسے اقسام سے ہے۔ عِبَارَۃُ النَّصِّ ہے یا دَلَالَۃُ النَّصِّ؟ اِقْتِضَاءُ النَّصِّ ہے۔ یا اِشَارَۃُ النَّصِّ؟؟

اگر کوئی بھی نہیں تو پھر وہم شیطانی ہے اور بس!

تبلیغی:۔ آپ کا یہ کہنا کہ "ممکن ہے حضورؐ کے نکاح میں آنے کے بعد نوری ہو جاتی ہوں" صحیح مان لیا جائے۔ تو پھر ماننا پڑیگا کہ ان کی اولاد بھی نوری ہے۔ فرض کریں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور۔ ان کی بیوی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نور۔ ان کی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نور۔ حضرات حسنینؓ نور۔ پھر ان کی اولاد بارہ امام اور سادات سب نور۔ اور آپ بھی چونکہ سید ہیں۔ آپ بھی نور۔ کیوں ہے نا یہی بات! فرمایئے آپ نوری ہیں یا خاکی؟ آپ نوری ہیں، تو وہ بھی نوری تھے۔ ورنہ وہ سب بھی خاکی تھے۔ الاولہ

وہی دیکھیں گے نورِ صدق آنکھیں جنکی روشن ہیں

وہی سمجھینگے رازِ حق جو دل رکھتے ہیں سینوں میں!

مجاز وب:۔ دوسرے نوری سے خاکی کا رشتہ کیوں نہیں ہو سکتا جسم خاکی اور روح حکم ربی یعنی نوری یہ رشتہ ہے یا نہیں دوسرے انسان خاکی اور حوریں نوری ہو نگی جنت میں حوروں سے شادی ہوگی یا نہیں؟

محبوب:۔ پھر وہی بے تکی! آپ کی عقل تو پہلے ہی سلب ہے۔ اب شاید آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا ہے۔ جو آپ ایسی بہکی باتیں کر رہے ہیں؟ ہوش کیجئے اور سمجھیئے کہ خاکی کا رشتہ نوری سے اس لئے نہیں ہو سکتا کہ جنس متحد نہیں اور نکاح میں مماثلت شرط ہے۔ یعنی ایک مرد اور دوسری عورت کا ہونا شرط ہے۔

اصل بات دیں لکھ چکا ہوں کہ نور نہ مرد ہے نہ عورت پھر نکاح کیسا؟

اگر یہ بات آپ کو تسلیم نہیں تو آپ کسی گدھی کتی۔ بلی۔ اور سوری سے نکاح کر کے تو دکھائیں!

دوسری بات:۔ جسم اور روح کے نکاح کا دنیا میں آجتک کوئی بھی قائل نہیں۔ یہ بات احمقانہ ہے جو آپ جیسے رضاخانی کو ہی زیب دیتی ہے، اور بریلی کے پاگل خانہ سے لائی گئی ہے۔ معاف کرنا شاید آپ کے بڑوں نے روح اور جسم کے نکاح کا رشتہ خیال کر کے ہی مشت زنی روا رکھی ہے اور اپنا ذکر اپنی ہی دبر میں رکھ کر غسل اور عدم غسل کا مسئلہ ایجاد کیا ہے۔ کیوں مجذوب صاحب یہی وجہ ہے یا کوئی اور؟

سوالات:۔ فرمائیے اگر روح اور جسم کا رشتہ ہے تو بیوی کون اور خاوند کون؟ کیا ان میں سے کوئی جماع بھی کرتا ہے؟ اگر روح نور ہے۔ تو انسان اور حیوان بھی نوری ہوئے۔ کیونکہ سب میں روح ہے۔ جب سب نوری ہوئے۔ تو تم حضور کو مثل بشر کہنے سے بے ادبی کیوں سمجھتے ہو؟ اور بوجہ روح نوری ہونے کے سب انسان وحیوانات نوری ہیں تو خاکی کون ہے؟ حضرت آدمؑ میں روح تھی وہ نبی تھے۔ اور ان میں بقول شما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بھی تھا۔ اور تم نے ان کو بشر لکھا ہے۔ اس بے ادبی کی وجہ سے تم کافر ہوئے۔ یا نہیں؟ اگر آپ سچ مچ سید ہیں تو ان سوالات کے جوابات نفس صریح سے دیں پہلے کی طرح منہ نہ چڑائیں۔ جھوٹ نہ بولیں۔ گپ نہ ماریں۔

لے۔ دیکھو شامی مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۵۶ ۱۲ منہ

ےہ۔ دیکھو در مختار اردو جلد اول ص ۹ ۱۲ منہ

پیشینگوئی:- میں یہاں بھی بطور پیش گوئی عرض کرتا ہوں کہ اگر ایمانداری سے جواب دینا چاہو گے تو آپ جواب نہ دے سکیں گے حق کو نہ جھٹلا سکیں گے اور آپکی صحیح وصریح جواب دینے والی آرزو ہرگز بر نہ آئیگی اور یقیناً آپ کو مجبور ہو کر کہنا پڑے گا۔ سہ

کیا ہاتھ اُٹھاؤں بہرِ دُعا سوئے آسماں

بر آئے جو کہیں وہ میری آرزو نہیں!

تیسری بات:- مومنوں کی جنت میں حوروں سے شادی ہو گی! پر قیاس کر کے دُنیا کے خاکی انسانوں کو نوری بنانے کے لئے حوروں کو نوری بنا کر پیش کرنا آپ کی سب سے بڑی حماقت۔ جہالت۔ اور نادانی و بے علمی کی دلیل ہے۔!

مگر اللہ تعالٰے نے جو دنیا میں شریعت مقرر فرمائی ہے۔ اس سے دلائل و واقعات تلاش کرنا۔ ان پہ عمل کرنا۔ اور مخالفین کے سامنے انہیں پیش کرنا یہ مسلمان کی نشانی ہے۔!!

پھر۔ دُنیا کے معاملات کو آخرت کے معاملات پر قیاس کرنا اور آخرت کے معاملات کو دنیا کے معاملات پر قیاس کرنا۔ قیاس مع الفارق اور شیطانی قیاس ہے۔ جو آپ جیسے مجذوب۔ پاگل۔ و دیوانے ہی کر سکتے ہیں!

دنیا اور آخرت کا مقابلہ:- دُنیا میں جو شریعت مطہرہ انسانوں کے لئے مقرر ہے۔ اس میں یک دم زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح روا ہے۔ مگر جنت میں چار سے کئی حصہ زائد یکدم نکاح میں ہونگی! (کتب احادیث و تفاسیر)

دُنیا میں کوئی بھی اللہ تعالےٰ کو ان آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت
نہیں رکھتا مگر آخرت میں مومن اللہ تعالےٰ کو چودھویں رات
کے چاند کی طرح دیکھ لیگا! (ایضاً)

آخرت میں لوگ سب ننگے اُٹھیں گے اور دُنیا میں جو ننگا پھرے اُسے
عقلمند لوگ۔ پاگل دیوانہ اور مجذوب کہتے ہیں۔ اور اگر پتہ چل جائے
کہ یہ پاگل نہیں جان کر پاگل بنتا ہے۔ تو ایسے بے حیاء و بے شرم
کو مار مار کر پاگل خانہ کی ہوا کھلاتے ہیں۔

جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں عورتوں کی صورتیں نظر آئیں گی۔
اور جس کا جی چاہے گا اس میں داخل ہوگا۔

اب اگر اس دنیا میں کوئی آپ جیسا مینا بازار زنانہ باغ۔ زنانہ سکول
یا ایسے کسی زنانہ اجلاس میں داخل ہوجائے۔ تو جناب کی جوتیوں سے
خدمت کی جائے گی۔!

وہاں تو نیند نہ ہوگی اور یہاں آپ اور آپ کے
پیر و مرید ایک رات بھی سہولت سے نہیں جاگ سکتے۔

جنت میں تو مردوں کو سو سو مردوں کی طاقت عطا ہوگی۔ اور
یہاں ؟

وہاں تو کسی کے لئے موت نہ ہوگی۔ اور یہاں آپ کا خاندان
فنا بھی ہوچکا ہے!

جنت میں تو بول و براز کی بھی حاجت نہ ہوگی۔ اور یہاں جس دن
بھی آپ گیارہویں کے چاول شب برات کا حلوہ۔ جمعرات کی کھیر دوسرے کا
مال سمجھ کر زیادہ کھا جاتے ہیں۔ اسی دن آپ کو دست لگ جاتے ہیں۔ اور

بگتے بگتے پاگل ہوجاتے ہو۔!

جنت میں تو جماع کے بعد غسل کی حاجت نہ ہوگی۔ مگر یہاں ہر عقل سلیم رکھنے والا غسل کرتا ہے۔ آپ کی خبر نہیں؟

وہاں تو عورتیں حیض و نفاس سے پاک ہوں گی۔ مگر یہاں کی عورتوں کا حال سب کو معلوم ہے۔ "تلك عشرة كاملة"

الغرض۔ آخرت میں انسان کے لئے نیا انقلاب ہوگا۔ وہاں انسان بے بال بے ریش اور نورانی شکل ہوں گے جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ قرآن میں صاف موجود ہے۔ کہ مومنین کو نور عطا کیا جائے گا۔ دیکھو قرآن پاک (پ ۲۸ ع ۲)

ہمارا مسلک

ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ حوریں نور سے نہیں بلکہ وہ زعفران سے پیدا کی گئی ہیں (بیہقی)

یہی مضمون حدیث حضرت ابو امامہؓ میں رفعاً آیا ہے (طبرانی)

ایسا ہی حضرت مجاہدؒ سے مرفوعاً مروی ہے (طبرانی)

ہاں بعض حضرات مشک۔ عنبر اور کافور سے بناتے ہیں۔ مزید تفصیل مطولات میں ہے۔

یاد رہے۔ کہ جو کوئی بالوثوق حوروں کو نوری بتاتا ہے۔ اس کی عقل میں قصور اور دماغ میں فتور ہے۔ کیوں کہ یہ بات دلیل سے دور ہے!

اسی لئے میری نصیحت ہے کہ آتش نخوت کو دماغ سے دور

کر کے حق کے تابعدار ہو جاؤ۔ حسد و بغض سے پاک ہو کر یہ ایمان رکھو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جملہ اہلحدیثوں کا بھی عقیدہ ہے کہ ؎

ہے جب تک کہ باقی یہ دنیائے فانی

نہ پیدا کرے گی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی!

سولھواں انعام

ہم نے بہر صورت واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حوریں نوری نہیں اور آپ کے جملہ دلائل لغو اور غلط ہیں۔ مگر چونکہ آپ نے حوروں کو نوری بتایا ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ نص صریح سے ثبوت پیش کریں اور ثابت کریں کہ حوریں نور سے بنی ہیں۔ اگر آپ کسی آیت قرآنی سے صاف طور پر حوروں کا نوری مخلوق ہونا ثابت کر دیں تو میں یہاں بھی آپ کو پچاس روپیہ نقد انعام دوں گا فرمایئے۔ آپ انعام کے طالب ہیں؟
میں امید رکھتا ہوں کہ آپ یہاں بھی نامراد رہیں گے۔ اور کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ اور سر پر پیر رکھ کر بھاگ جائیں گے اور افسوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ ؎

جو غصہ میں آپے سے باہر نہ ہوتے

نہ یوں زخم کھاتے نہ مال اپنا کھوتے!

مجذوب:۔ تیسرے بقول آپ کے اگر حضور خاکی ہیں تو عرش پر گئے یا نہیں۔ جہاں جبرائیل بھی نہ جا سکے۔

محبوب:۔ یہ بات بھی آپ کی بے دلیل ہے۔ قرآن پاک اور حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں کہ آپ لیلۃ الاسراء والمعراج میں بجسدہٖ عرش معلےٰ پر تشریف لیگئے۔ بلکہ آپ جیسے بڑے ولیوں مشرک۔ قوالوں۔ جھوٹے۔ نعت خواں اور بے علم و جاہل واعظوں نے ضعیف موضوع۔ غلط اور جھوٹی روایات سے دھوکہ کھایا ہے جن سے اکثر بد عقیدہ لوگوں کے لکھے ہوئے بشر نامے۔ معراج نامے۔ نور نامے اور بے سند سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اور یہ مرض تم پر پڑا نا ہے۔ کہ تم لکیر کے فقیر کبھی پر کبھی ادھر جاتے ہو۔ تحقیق کا مادہ نہیں رکھتے۔ مجذوب صاحب جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہی کچھ آپ سے پہلے بھی کئی بار لکھ چکے ہیں جن کے جوابات اکثر مرتبہ ہم دے چکے ہیں۔

تمہاری عادت ہے کہ ادھر ادھر سے سارے لے سامنے رکھ کر نقل در نقل دہر گھسیٹتے ہو۔

ہوش کرو اور تحقیق کرو۔ غور و فکر کے بعد پھر بتاؤ۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عرش معلےٰ پر تشریف لیجانا قرآن میں کس جگہ مذکور ہے؟ وہاں نہ پاؤ تو پھر کسی صحیح۔ صریح۔ مرفوع اور غیر مجروح حدیث سے ثابت ہے؟ لاؤ کوئی دلیل اگر ہو تم سچے!

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

شرح فقہ اکبر عربی کے صہ ۱۲۵ میں تحریر ہے جس کا ترجمہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت بیداری مع جسم کے آسمان

تک پھر بلند مقاموں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔ معراج کا ہونا حق ہے! جو متعدد حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے معراج جسمانی کا انکار کیا۔ اور نہ مانا تو وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ جو دونوں کا جامع ہے۔

نلیز:۔ صحیح مسلم میں معراج کی روایت میں انتہائی مقام مستوٰی بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَهَرْتُ الْمُسْتَوٰی۔ یعنی پھر مجھے اوپر لے گئے یہاں تک کہ میں مقام مستوٰی کی طرف بلند ہوا بہرحال آپ کا عرشِ معلٰی پر جانا کسی نص سے ثابت نہیں! مَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَانُ!!

پھر جہاں نوری جبرائیل بھی نہ جا سکے وہاں حضورؐ کا جانا نور ہونے کی دلیل نہ رہی۔ کیونکہ نور تو پیچھے رہ گیا۔ آگے کون گیا؟ خاکی!!!

یہ بھی آپ کی نبوّت ورسالت کی تصدیق و معجزہ ہے۔ اگر بوجہ نبوت ورسالت آپ کو آسمانوں کی سیر نہ کرائی جاتی۔ تو خود بخود آپؐ ہرگز نہ جا سکتے تھے۔ کیونکہ فرشتوں وغیرہ کا اوپر کو چڑھنا طبعی امر ہے اور انسان کو جو طبعی طور پر اپنے ارادہ قوت سے آسمان پر نہیں چڑھ سکتا۔ اوپر کو جانا اور وہاں جانا جہاں فرشتے بھی نہ جا سکیں۔ معجزۂ نبوّت ہے اور معجزہ میں خرقِ عادت ہے جس سے آپ کی نبوّت ورسالت بدرجۂ اتم ثابت ہو کر آپ کی فضیلت تمام مخلوق پر ظاہر ہو گئی۔ اور کوئی نوری مخلوق بھی آپ کا درجہ و فضیلت میں مقابلہ نہ کر سکی!

لہٰذا ثابت ہوا کہ بنی آدمؑ کو تمام نورانی مخلوق پر فوقیت حاصل ہے!!

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشریت سے خارج کر کے نورانی مخلوق میں لے جانا آپ کو آپؐ کے درجۂ اتم گرانا ہے۔ جس سے

آپ کی توہین لازم آتی ہے۔ ؎

وہ انسان کامل وہ معراج انسان

درخشاں ہوا کیا مقدر زمیں کا

کمال تو اسی میں ہے کہ ایک بشر کھانے پینے والا چلنے پھرنے والا
پیشاب و پاخانہ کرنے والا۔ سونے جاگنے والا اور بیمار و تندرست ہونیوالا
حکم الٰہی سے ایسے بلند و بالا مقامات پر پہنچا جہاں پرواز کرنے والے نوری
بھی نہ جا سکے!

یا وہ شان ہے جو سید اولادِ آدم صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالے
نے ظاہر فرمایا ہے جس سے منکرین اوّل اس لیے انکار کرتے ہیں۔ کہ
بشر سے ایسا کام صادر ہونا امورِ عادیہ سے نہیں بلکہ یہ محال ہے!

لیکن ان کو یہ عقل نہیں کہ معجزہ وہی ہوتا ہے۔ جو خلاف عادت ہو۔
اور منکرین دوم یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نور تھے۔ اس لئے نورانی قوت سے چلے
گئے۔ اگر خاکی ہوتے تو ہرگز نہ جا سکتے!!

اگر فریقین سے کسی کی بھی بات تسلیم کر لی جائے تو معجزہ معراج کا انکار لازم
آتا ہے۔ اور معجزۂ معراج کا انکاری جملہ اہلِ سنّت کے نزدیک کافر ہے۔
کیونکہ حضورؐ کا معراج پر جانا ایک معجزہ ہے۔ اگر معجزہ نہ ہوتا تو آپؐ خود
جاتے۔ اور ہمیشہ جایا کرتے۔ مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ آپؐ بجسدہٖ ایک بار گئے
اور وہ بھی اللہ تعالے کی فعلی تدبیر سے گئے۔ اللہ تعالے نے اسراء اور معراج کی
نسبت اپنی طرف کی ہے فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الآیۃ (پ ۱۵ ع ۱) پاک ہے
اس شخص کو کہ لے گیا بندے اپنے کو الخ

اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام خاکی ہیں۔ مگر نوریوں میں رہتے ہیں[1]
اور ان کو آسمان کی طرف لے جانے کی نسبت بھی بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ[2]
(پ ۲) فرما کر اپنی ہی طرف کی ہے!
کیوں کہ وہ بشر تھے۔ اور محض بخود اُن کا آسمان پر جانا محال تھا۔
لیکن اللہ تعالےٰ قادر کریم ہے وہ بشر کو اوپر لے جا سکتا ہے۔ اور
نوریوں ہی میں خاکی کو رکھ سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی امر محال نہیں!
دیکھو اور غور و فکر کرو کہ تخت سلیمانؑ ہوا سے اڑتا تھا۔ ایک صحابی
تمیم داریؓ کو جن اٹھا کر لے گئے۔ اور مدت کے بعد مدینہ میں چھوڑ گئے۔
پھر آجکل تو اُڑنے اور اوپر جانے کے اسباب روس اور امریکہ اور
برطانیہ وغیرہ کافروں کے پاس بھی موجود ہیں۔
بس جس طرح حضرت کو فرشتے براق پر لے گئے (اس کے بعد خدا
جانے کس سبب سے بلندی پر لے جایا گیا) اُسی طرح حضرت عیسٰی حضرت
سلیمانؑ اور حضرت تمیم داریؓ کو بھی لے جانے اڑانے کے سبب پیدا کر دیئے
گئے تھے۔ حالانکہ یہ سب بھی انسان بشر اور خاکی تھے۔!
حاصل مقصد یہ کہ بشر ہی کا کمال ہے کہ ہوا جن فرشتے اور زمین
کی جملہ چیزیں اُس کے خادم بنا دیئے گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ
مسلمانوں سے برے دلی کفار و مشرکین کی پیروی کرتے ہوئے بشر
کی کمالیت سے منکر بن گئے اور وہ نبیؐ کو بشر کہنے سے ان کی
توہین سمجھنے لگے اور کہتے ہیں کہ بشر خاکی ہے۔ اور خاک ایک حقیر چیز ہی

[1] آسمان پر جانیکی وجہ سے عیسائی اُنہیں نوری کہتے ہیں تم ان کی پیروی کرتے ہو۔
[2] ترجمہ بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے طرف اپنی ۱۲ منہ

انا للہ وانا الیہ راجعون ٥

آہ! بہت مدت پیشتر یہی بات خاکی انسان کے لئے شیطان نے کہی تھی!!

فَلَعْنَتُهُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَوْلِیَآئِہِمْ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُبْتَدِعِیْنَ ٥ اٰمِیْن ٥

دوستو! ۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان ہونا

مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

مجذوب :۔ خدا کو سب قدرت ہے جو اس کی قدرت میں شبہ کرے اور نہ بلیس تاویلیں کرے وہ لقمہ نار ہے۔

محبوب :۔ اگر اسی فقرہ "خدا کو سب قدرت ہے" کو یہودی پیش کر کے حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسےٰ روح اللہ علیہ السلام کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ تعالےٰ سے بڑھانے لگیں یا مرزائی صاحبان اسی فقرہ کی آڑ لیکر اجرائے نبوت کا اعلان کریں تو فرمایئے آپ ان کو کیا جواب دینگے۔ یہی ناکہ تم جھوٹے ہو۔ اور اس بات کی خبر آچکی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو سب سے اعلےٰ اور افضل بنا کر نبوت آپ پر ہی ختم کر دی ہے!!

بس آپ مذکورہ حضرات کو ان کے اس عقیدہ کی بناء پر کافر قرار دیکر ان کی اس بات کی کہ "خدا کو سب قدرت ہے" تاویلیں کرینگے۔

اسی طرح ۔ دیگر مسلمان بھی آپ کو صحیح دلیل سے یہ بتا سکتے ہیں کہ نفس

صریح سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاکی اور انسان وبشر ہیں۔ اور عرش پر جانا آپ کا کسی نص صریح سے ثابت نہیں جب یہ باتیں قرآن و حدیث میں ختم ہو چکی ہیں۔ اور دین بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے۔ تو نص کے خلاف پھر غلط دلیلیں اور تاویلیں کر کے حضورؐ کو نوری بنا کر آپ کیوں لقمۂ نار بنتے ہیں! چھری کے نیچے دم لے کر ہوش و عقل سے کام لیجئے اور اپنا ایمان درست کیجئے اس دل کافر کو مسلمان کر دیجئے اور کہدیجئے کہ ؎

عظمتِ رفتہ کی تجدید نہیں کچھ مشکل

آج اگر ہم دلِ کافر کو مسلماں کر دیں!

مجذوب: کہاں تک سمجھاؤں اندھے کے آگے روؤ اپنی آنکھیں کھوؤ۔

محبوب:۔ واہ صاحب واہ سچ ہے دیوانگی اسی کو کہتے ہیں۔ جو اندھا آنکھوں والے کو اندھا بتائیے۔ پاگل اسی کو کہتے ہیں محققین نے مقلدین کو اندھا لکھا ہے اور اَلْمُقَلِّدُ کَالْاَعْمٰی مشہور مقولہ ہے۔

آپ تو خود گمراہ ہیں کسی کو آپ کیا سمجھائیں گے۔ ؎

جو مسافر ٹھوکریں کھاتا ہو خود گم کرکے راہ

غیر کی اس سے بھلا ہو رہنمائی کس طرح؟

جناب آپ خود گم ہیں ہمیں کیا ہدایت کریں گے۔ آپ مقلد ہیں۔ توحید و سنت کی کسی کو کیا دعوت کریں گے۔ آپ خود بے جان ہیں شریعت کیا زندہ کریں گے۔ حالات بریلویہ پر نظر کرنے کے بعد بے ساختہ یہی

زبان سے نکلتا ہے کہ افسوس ؎

یہ دینِ خدا کی غیر کو دعوت کریں گے کیا

جو خود گم ہیں غیر کو ہدایت کریں گے کیا؟

گمراہ خود ہیں نصرتِ سنت کریں گے کیا

بے جان خود ہیں دین کو زندہ کریں گے کیا؟

بلکہ اس کے برعکس یہ بات ہے کہ آپ توحید و سنت کو مٹانے کی رات دن کوشش کرتے ہیں اس لئے یہ شعر بھی آپ کے لئے ہی موزون ہے کہ ؎

کیا دین پہ جان دینگے جلائیں گے دین کو ۔ خود جیسے مٹ گئے ہیں مٹائیں گے دین کو

مجذوب:۔ بھائیو! سب سے پہلے شیطانِ لعین نے آدم علیہ کو بہ نظرِ حقارت بشر کہا جس کی وجہ سے مردودِ بارگاہ ہوا۔

محبوب:۔ یہ تو آپ بھی مانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام بشر ہیں۔ آپ کا اقرار کہ "بھائیو بشر کی ابتداء آدم سے ہوئی" اسی قسط میں مذکور ہے اور میں بھی اوپر حضرت آدم علیہ السلام کے بشر ہونے پر کافی دلائل تحریر کر چکا ہوں۔ آپ نے اب یہ بات اور نکالی ہے کہ "بہ نظرِ حقارت بشر کہا جس کی وجہ سے مردود بارگاہ ہوا"

جنا بمن! اگر بہ نظرِ حقارت بشر کہنے والا مردود بارگاہ ہے تو پھر تم اور تمہارے کل بُرے ولی اپنی خیر منائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے نور بنانے کی فکر میں ہیں۔ کہ بشر کو حقیر اور نور کو اعلےٰ خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ لفظِ بشر سے حضورؐ کی توہین ہوتی ہے۔ فرمائیے مجذوب صاحب

حضورؐ کو بشر کہنے والوں کو آپ کافر کہتے ہیں یا نہیں؟ حضورؐ کو آپ نور کہتے ہیں یا نہیں؟؟ آپ کے نزدیک بشر حقیر اور نور اعلےٰ رفیع اور افضل ہے یا نہیں؟؟؟ بشر کو حقیر جان کر نور کو اعلےٰ جان کر آپ نے ندائے محبوب کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی یا نہیں؟ شیطان کی پیروی میں آپ اور آپ کا کل فرقہ بریلویہ بشر کو حقیر اور نور کو افضل جان کر کافر، مرتد اور مردود بارگاہ ہوا یا نہیں؟ خفا نہ ہونا اور پانی کو نشیب میں مارتے ہوئے دلائل صحیحہ سے ہماری تسلی کرنا اور نوری ماننے کی بجائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ عقیدہ رکھنا کہ ؎

محمد مصطفےٰ صلّ علیٰ، توحید کا داعی

وہ جس کا دین دنیا کیلئے انجام وحدت ہے

مجذوب:- پھر اسے حسد ہوا اور آدم علیہ السّلام کے پاس جنّت میں جاکر تمدد دین کر قسمیں کھا کھا کر بہکایا اور جنت سے نکلوا دیا۔

محبوب: یہی وہ حسد ہے کہ تم اور تمہارے ملاں اور نعت خواں رات دن غریب مسلمانوں کو وہابی نجدی کہہ کر مسجدوں سے نکلواتے ہو۔ لڑائیاں کرواتے اور مقدمے چلواتے ہو۔ لوٹے ترٹواتے ہو۔ اور مسجدیں دھلواتے ہو شہروں اور گاؤں اور محلوں میں شرک وبدعت کی گندگی پھیلا کر تفریق بین المسلمین کا سارٹیفکیٹ لیتے ہو۔

اسی خبیث قیاس کرنے والے شیطان مردود بارگاہ کی طرح حسد کر کے تمہارے یا رشبیر نے ماہ طیبہ مئی ۵۶ء میں رد ثار دیا ہے۔ اور دیدہ دہن نے نیتق پسروری کو دین بدہ و من بنایا ہے جس کا مکمل جواب برہنہ شمشیر

بہ گروان بشیر میں دیا گیا ہے۔
یاد رہے کہ اس مردودِ بارگاہ کا حضرت آدمؑ پہ تو داؤ چل گیا تھا۔ مگر اس کے مریدوں کا داؤ انشاءاللہ یہاں نہ چلے گا۔ اللہ تعالےٰ ان ظالموں کے شر اور فساد سے ایماندار وں کو ضرور بچائے گا اور پناہ دے گا۔
اگر آپ بھی اس لعین روسیاہ کے شر و فساد سے بچنا چاہیں تو اللہ تعالےٰ سے رو رو کر ان الفاظ کے ساتھ معافی مانگ لیں کہ ؎

عاجز ہوں گناہگار ہوں یارب معاف کر

نادم ہوں شرمسار ہوں یارب معاف کر!

مجذوب :۔ آجکل بہت سے لوگ خطیب تنفیق و رفیق اور حنفی بن کر بھولے بھالے مومنوں کی مسجدوں میں رہکر انہی کو گمراہ کر رہے ہیں۔
محبوب :۔ آپ قلم تو چلاتے ہیں۔ مگر ڈرتے بھی ہیں۔ موحدین کی ہیبت بھی آپ کے دل پر طاری ہے۔ سیدھی بات نہیں کہتے کہ آجکل ابو التنفیق محمد رفیق خاں حنفی بن کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔
مجذوب صاحب! میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ دل کے اندھے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں میں رتوندے کا مرض معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مقلد کو تقلید کے آئینہ میں دھندلا ہی نظر آتا ہے۔ آپ کو یقین دلانے کے لئے میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تنفیق و رفیق حنفی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان اہلحدیث ہے۔ اور وہ مسجد جس میں تنفیق و رفیق خطیب ہے وہ بھی حنفیوں کی نہیں ہے۔ بلکہ اہلحدیثوں کی ہے۔ ایک دمڑی بھی کسی حنفی کی اس میں نہیں لگی۔ اور نہ ہی وہ مسجد چندہ سے

بنی ہے آپ کا شفیق و رفیق خطیب ہونے پر نوکری بھی نہیں لیتا نہ مُردوں کا کفن چوستا ہے نہ ان کی ہڈیاں بیچ کر حلوہ کھیر اور پلاؤ کھاتا ہے۔ وہ تو محض اللہ کی رضا کے لئے فی سبیل اللہ کام کرتا ہے۔ شیطان کی پیروی جس طرح ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ کو شیطان نے ایک بات آیۃ الکرسی والی صحیح بتاوی تھی۔ اسیطرح اس کی پیروی میں ایک بات یہاں آپ نے بھی صحیح کہا دی ہے کہ "مومنوں کی مسجدوں میں رہ کر انہی کو گمراہ کر رہے ہیں" بے شک جن مسجدوں میں اہلحدیث رہتے ہیں۔ وہ مومنوں کی ہیں۔ اور وہاں کے خطیب ان مومنوں کو شیاطین اور ان کی راہوں سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ جو نام نہاد پیر۔ قادری چشتی۔ سہروردی۔ نوشاہی۔ مجددی۔ رضوی۔ علوی۔ صوفی۔ درویش۔ مجذوب ابوالنور۔ اور واعظ و مفتی۔ بن کر سیدھے سادھے لوگوں کو مسجدوں حجروں۔ اور خانقاہوں میں بیٹھ کر میلاد۔ قوالی۔ نعت خوانی۔ اور ایصالِ ثواب کے بہانے سے بہکا کر گمراہ کر کے لوٹتے اور کھاتے ہیں۔ وہ اہلحدیث سب بُرے ولیوں سے بچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اُن مذہبی ڈاکوؤں سے نجات دلانے کی فکر میں رہتے ہیں اور یہ مُلا۔ پیر۔ ظاہری صوفی۔ زاہد مومنوں کی توحید بھری تقریروں سے سیخ پا ہوتے رہتے ہیں جس پر آسمان سے ان کے لئے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہوتا ہے۔ کہ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ[1] یہ سب بناوٹی پیر و مُلا اس شعر کے مصداق ہیں ؎

نہ علم نہ دانش نہ حقیقت نہ یقیں

چوں کافر و درویش! نہ دُنیا نہ دیں!

[1] یعنی اپنے غصہ سے آپ ہی مر جاؤ۔

محبند وب :۔ بہرصورت جب آدم نیچے بھیجدیئے گئے۔ تب شیخ نجدی کی مکاری سمجھے اور نادم ہوئے روتے رہے۔

محبوب :۔ آپ ایک نبی کا نام کس بدتمیزی سے لیتے ہیں۔ جیسے کوئی اپنے چھوٹے بھائی کا نام لیتا ہے .... آپ لوگ ہمیں تو بے ادب کہتے ہیں مگر اپنی خبر نہیں؟ "جب آدم نیچے بھیجدیئے گئے تب شیخ نجدی کی مکاری سمجھے نادم ہوئے روتے رہے" یہ ساری عبارت قابل غور ہے اپنے پیروں استادوں اور معمولی مولویوں کو تم کیسے کیسے لقب دیتے ہو۔ مگر انبیاء کی تمہارے نزدیک یہ شان ہے کہ جب آدم۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

قبل اس کے کہ میں کچھ تحریر کروں۔ چند باتیں پوچھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ دلائل صریح سے جواب دیں گے!

اوّل تو یہ بتائیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام جنّت میں تھے۔ اس وقت وہ نبی اور رسول تھے یا نہیں؟

دوم :۔ وہ جنت زمین پر تھی یا آسمان پر؟

سوم :۔ وہ مکار شیخ نجدی جبکہ کافر تھا۔ تو جنّت میں کیسے چلا گیا؟

چہارم :۔ حضرت آدم علیہ السّلام تو نبی و رسول تھے .... تو ان کو کیوں نہ معلوم ہوا کہ یہ شیخ نجدی ہے، اور وہ مجھے جنت سے نکلوانے آیا ہے؟

پنجم :۔ یہ شیخ نجدی کون سے نجد کا رہنے والا تھا۔ نجدِ یمن کا یا نجدِ عراق کوفہ کا۔ اگر بدیمن کا تھا۔ تو وہ مکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھلائی بتلائی ہے۔ اور نجد یمن کے لئے آپ نے دُعا

فرمائی ہے۔ اور اگر نجبہ عراق کوفہ کا تھا۔ تو صحیح ہے۔ اس علاقہ کی برائی حادیث میں بار بار آئی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل۔ حضرت علیؓ اور خاندانِ رسالت کے قاتل سب کوفی ہیں اور آپ کا مذہب بھی کوفی ہے۔ فافہم وتدبر۔

ششم یہ بتائیں کہ جب آپ کے نزدیک اللہ کے رسولؐ غیب داں ہوتے ہیں۔ تو پھر شیخ نجدی سے دھوکہ کھانا اس کے بہکانے اور مکاری میں آنا۔ پھر نادم ہونا۔ اور رونا کیا معنی رکھتا ہے؟

ہفتم:۔ مندرجہ بالا سوالات کے معقول جوابات دیں۔ ورنہ خود ہی سوچ لیں کہ "جب آدمؑ نیچے بھیجدیئے تب شیخ نجدی کی مکاری سمجھے" والی بات آپ کی غلط۔ جھوٹ نہیں؟ اور جبکہ قرآن پاک میں موجود ہے کہ حضرت آدمؑ جنت میں ہی درخت کا پھل کھاتے جان گئے تھے۔ اور وہاں پر ہی ان کو شیطان کی مکاری کا پتہ چل گیا تھا۔ دیکھو قرآن پاک (پ۸)۔ دپ۹)۔ دپ۱۶) وغیرہ مگر یہ چونکہ حضرت آدم علیہ السلام آدمی۔ انسان۔ اور بشر تھے۔ باوجود نبی و رسول ہونے کے بھی غیب داں نہ تھے۔ اس لئے روئے اور نادم ہوئے۔ کہ افسوس یہ تو شیخ نجدی العراق کوفی مکار ستمگار کا وار تھا۔ جو مجھ پر چل گیا۔ جنت کا لباس اللہ کے جسم سے اتر گیا۔ اور وہ دونوں (عورت و مرد) برہنہ ہو گئے۔ بس سمجھ لیجئے کہ آپ نے حضرت آدم علیہ السلام اور شیخ نجدی العراقی ملعون کے متعلق جو لکھا ہے وہ آپ کی سفاہت۔ شقاوت اور جہالت وحماقت کا ادنےٰ نمونہ ہے جس کا جواب باصواب دے کر ہم نے سات سوالات بھی آپ قائم کئے ہیں۔ حوصلہ کیجئے جوابات سے ہماری تسلی کیجئے۔ ورنہ پھر نادم ہو جائے۔ اور قادرِ مطلق ربِّ قدیر کے دربار میں یوں التجا کیجئے۔ کہ ؎

حق تو یہ ہے رحم کے قابل نہیں ہوں میں
لیکن امیدوار ہوں یا رب معاف کر

اگر آپ دُنیاوی عزت و دولت کی ہوس دُور کر کے وقارِ قارون پر لات مار کر سچے دل سے مندرجہ بالا الفاظ میں دُعا کریں گے تو امید ہے کہ ضروری قبول ہوگی! اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ ؎

نکال اے بے نوا دل سے ہوس دُنیا کی دولت کی
گیا قارون دوزخ میں زر و دُنیا کے باعث

مجذوب:- آخر حضورؐ کا وسیلہ دیکر اللہ سے معافی چاہی غفور الرحیم نے معاف فرمادیا۔ سنو لوگو اس وقت حضورؐ تھے یا نہیں؟

محبوب:- لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ دیوانے صاحب آپ لوگوں کی پناہ کیوں لیتے ہیں۔ مجھ اپنے خصم سے سوال کرو۔ کہ اس وقت حضورؐ تھے یا نہیں؟
آپ کے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نہ حضرت آدم علیہ السّلام نے حضورؐ کا وسیلہ دیکر معافی چاہی اور نہ ہی حضورؐ اس وقت موجود تھے۔ یہ آپ کا سراسر جھوٹ، افترا اور بہتان ہے۔ جو قرآنِ عظیم اور کتب صحاح کے بالکل خلاف ہے حضرت آدم علیہ السّلام کے واقعہ ہی میں مذکور ہے کہ فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (پ ۱)
ترجمہ:- پس سیکھ لیں آدمؑ نے پروردگار اپنے سے کچھ باتیں پس پھر آیا اوپر اس کے تحقیق وُہی ہے پھر آنے والا مہربان۔

۱۵ ملاحظہ:- مجذوب فرقہ بریلویہ کو معلوم ہو کہ اس آیت سے تین

امر ثابت ہوئے۔

اَوّل:۔ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام باوجود نبی اور رسول ہونے کے بھی غیب دان نہ تھے۔ اور خود بخود وہ کلماتِ توبہ کو بھی نہ جان سکے!

دُوم:۔ یہ کہ کلماتِ توبہ جو اُنہوں نے اللہ تعالےٰ سے سیکھے تھے۔ انہیں کے ساتھ توبہ کی تھی!

سُوم۔ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُنہیں کلموں کے ساتھ توبہ کرنے کی وجہ سے توبہ قبول کی اور ان کو معافی دی! اور کلمات جو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔ اور جن کے پڑھنے سے ان کی توبہ قبول فرماکر اُنہیں معافی دی گئی تھی۔ وہ بھی قرآنِ پاک میں موجود ہیں۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پ ۹)

ترجمہ:۔ کہا دونوں نے اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی کو اور اگر نہ بخشے گا۔ تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا۔ ہم کو البتہ ہو جاوینگے ہم ٹوٹا (گھاٹا و نقصان) پانیوالوں سے)

مُلّا حظہ مجذوب صاحب! یہ وہ کلام ہے جس پر آپ کوئی دوسرا اوادہ کلام نہیں کر سکتے!

یہی وہ کلمات ہیں جن کو بعض نبی آدم توبہ کے وقت پڑھنے کے قائل ہیں اگر دنیا میں ان کے علاوہ کوئی اور کلمات بھی ہوتے تو اللہ تعالےٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتا دیتا! یا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی حدیث میں بیان فرماتے۔ مگر ایسی کوئی بھی صحیح۔ صریح۔ حدیث موجود نہیں!!

ہاں ہم میں آپ اور آپ کے بزرگوں کے غرور کو توڑنے کے لئے بتادوں کہ آپ کی طرف سے جس قدر روایات اس بارہ میں پیش کی جاتی ہیں۔ وہ سب موضوع۔ جھوٹی۔ من گھڑت اور خلافِ قرآن و حدیث لغو اور کذاب شیعوں کی ایجاد ہیں۔ ان کے بنانے والے اور ان کو اس بات کے ثبوت میں پیش کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔ اصول شاشی میں جو آپ کے ہی مذہب کی کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ جو روایت قرآن کے خلاف ہو۔ اس کو چھوڑ دو۔ مگر آپ لوگ اپنے مذہب سے بھی واقف نہیں جو نص قطعی پر موضوع روایات سے زیادتی کرتے ہیں! جس روایت کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ روایت مختلف طریقوں اور متنوں سے آئی ہے جو کسی طرح بھی صحیح نہیں!

ایک روایت ابن عباسؓ سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں۔ کہ وہ سالِ بحق محمد و علی و فاطمہ والحسن والحسین آپ نے تو یہاں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کا ڈھنڈورا پیٹا ہے مگر اس حدیث سے تو پنجتن کا موجود ہونا بھی ثابت ہو گیا ہے۔

فرمائیے جناب! اب بھی ہماری بات تسلیم کریں گے۔ کہ یہ روایت موضوع۔ جھوٹی اور کسی غالی شیعہ کی گھڑی ہوئی ہے؟

لیجئے محدثین عظام سے اس حدیث کا پتہ لیجئے۔ کہ یہ ان کے نزدیک کیسی ہے؟

(۱) ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا راوی عمر بن ثابت ہے۔ جو متفرد ہے نہ ثقہ ہے نہ مامون ہے۔ یہ موضوعات روایت کرتا ہے

(۲) ابن معینؒ نے کہا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں۔

(۳) امام نسائی رح فرماتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔

(۴) ابوداؤد رح فرماتے ہیں۔ کہ یہ رافضی ہے۔

(۵) امام الدنیا فی الحدیث امام بخاری رح نے فرمایا یہ قوی نہیں۔

(۶) صیانتہ الانسان صفحہ ۱۲۴ میں لکھا ہے بعض آئمہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

(۷) حضرت امام ابن تیمیہ رح نے الوسیلہ میں لکھا ہے۔ کہ بعض اس کو ضعیف اور بعض موضوع کہتے ہیں۔

(۸) امام حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگر محدثین نے اس کی تصحیح کو رد کر دیا ہے۔

لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کا حضور ؐ کے وسیلے سے دعا کرنا اور پھر ان کی توبہ کا قبول ہونا بالکل جھوٹ اور غلط ثابت ہوا۔

اب آپ خوب چیخیں چلائیں اور سر پکڑ کر روئیں کہ سنو لوگو! اس وقت حضور ؐ تھے۔ کہ نہیں؟

تمام اہل عقل کی طرف سے صرف یہی جواب ملے گا۔ کہ اس وقت حضور ؐ نہیں تھے۔ ایسا خیال غلط و فاسد ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان جاہل و نادان۔ احمق و بے وقوف ہے۔!

آپ تو حضرت آدم ؑ سے کئی ہزار سال بعد عبداللہ بن عبدالمطلب قریشی کے گھر مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر حضور ؐ کا وسیلہ کیسا!

ارے جناب ؎

نقشِ حُبِّ ایزدی دل پر جمانا چاہیے
ماسوا۔ اس نقش کے سب کو مٹانا چاہیے!

محمد وہب:۔ ابلیس مردود نے دیکھا کہ آدمؑ کی توبہ قبول کر لی گئی۔ تو اور زیادہ شعلۂ حسد بھڑکا اور پھر طرح طرح سے اولاد آدمؑ کو بہکانے میں مشغول ہو گیا۔

محبوب:۔ آپ کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اس ظالم حاسد نے اولادِ آدمؑ پر ایسا چھاپہ مارا کہ بہت سے لوگ اس مردود کی اولاد بن کر اس کی پیروی اپنے باپ کی پیروی کی طرح کرنے لگے اور بہت سے ظالموں نے تو اس مردود کو اپنا ایسا ولی بنا لیا ہے کہ اس کے کہنے پر گمراہ ہو گئے۔ اور تقلید شخصی جیسی منحوس بیماری ایجاد کر لی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو یک دم بھلا بیٹھے۔ اُن مقلدین کی سرداری کرتے ہوئے اس لعین نے ان کو سنتِ مطہرہ سے دور ہٹا کر اُمتِ مرحومہ میں اختلاف اور فرقہ بندی پیدا کرادی۔ مقلدین کو موحدین کا دشمن بنا دیا حتیٰ کہ بیت اللہ میں چار مُصلّے قائم کرائیے۔ شرکیات بدعات کو جگہ جگہ کئی کئی صورتوں سے پھیلا دیا۔ کہیں تیجہ[۳] کہیں ساتہ[۷]۔ کہیں دسواں[۱۰] کہیں بیسواں[۲۰]۔ کہیں چالیسواں[۴۰]۔ کہیں گیارہویں[۱۱] کہیں شب برات[۱۵]۔ کہیں بارہ وفات[۱۲]۔ کہیں عرس[۱۴]۔ کہیں قوالیاں[۱۵]۔ کہیں میلاد[۱۶]۔ کہیں برسی[۱۷]۔ اور کہیں ختم[۱۸] ایجاد کرا دیا۔ بہرحال توحید چھڑا کر شرک کرانا۔ سُنت چھوڑا کر بدعت کرانا یہ سب اُسی شیطانِ لعین کی کارستانی ہے۔ جو جھوٹے پیروں۔ صوفیوں۔ قبروں کے مجاوروں۔ گدی نشینوں درویشوں اور ان کے ملا مولویوں سے سب کچھ کراتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس شیطان لعین مردود اور اس کے گروہِ نالائق سے نجات دے۔ اور بچائے۔ اور اہلحدیث ہی رکھے۔ آمین ثم آمین! درست! میں تو آپ کو بھی

یہی نصیحت کروں گا کہ ؎

جلوۂ محبوب کا طالب اگر ہے اے عزیز

پردۂ غفلت تجھے دل سے ہٹانا چاہیئے!!

مجیب :۔ جو نبی آتا اس کو اولادِ آدمؑ قتل کر دیتی تھی یا تکذیب یا اپنا جیسا بشر کہہ کر جھٹلاتے تھے۔

محبوب :۔ آپ کے اس مذکورہ بالا فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان مردود نے ان کفار و مکذبین سے انبیاء کی تکذیب کرائی۔ اور بریلویوں کی طرح انہوں نے انبیاء کو اس وجہ سے جھٹلایا کہ وہ نبی کو بوجہ بشر ہونے کے نبی نہ مانتے تھے۔ ان کے خیال میں شیطان نے یہی بات بٹھا دی تھی۔ کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر نبوت ملتی تو نور کو ملتی۔ انہوں نے انبیاء کو بشر دیکھا بشر کا مرتبہ کم جانا بشر کو حقیر سمجھا۔ تب جھٹلایا اور کافر ہو گئے۔ اگر وہ انبیاء کو بوجہ بشر ہونے کے ان کی تصدیق کرتے اور ایمان لاتے۔ کہ اللہ تعالٰی انسانوں میں سے جسکو چاہے پسند فرما کر نبی بنا دے تو ہرگز کافر نہ ہوتے۔ انبیاء کو بشر مان کر ان کی نبوت و شریعت پر ایمان لاتے تو مومن و مسلمان ہو جاتے۔

نتیجہ :۔ یہاں یہ بات بھی دوپہر کے سورج کی طرح روشن ہو گئی۔ کہ شروع دنیا سے لے کر اس ہمارے زمانہ تک فرقہ طاغیہ۔ غالیہ۔ کوفیہ۔ بریلویہ۔ رضاخانیہ کے سوا تمام روئے زمین کی مخلوقات انسان و جن اور ملائکہ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ سب انبیاء بشر تھے۔ یہ جدید الحاد تو صرف آپ کے فرقہ باطلہ نے ہی ایجاد کیا ہے۔ گویا کہ آپکا

یہ فرقہ طاغیہ۔ ملائکہ اور جن و انسان سب کے نزدیک کافر و مردود ہے غالباً تب ہی آپ لوگ مجذوب و مسلوب اور مجنون کہلاتے ہیں۔

آلاسہ

نہ پیرویٔ قیس نہ فرہاد کریں گے

ہم طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

مجذوب:- اور کعبہ کو صنم خانہ بناڈالا تب شیطان نے پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا ہر طرف سیاہی نظر آئی۔ اور خوش ہوا۔ کودا اچھلا۔

محبوب:- آپ اپنے ایمان سے تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ

(۱) اس صنم خانہ میں کیا ہوتا تھا۔ اور اب تم کیا کرتے ہو؟

(۲) وہاں تین سو ساٹھ بت پوجے جاتے تھے۔ اور تمہارے یہاں بیحساب بجتے ہیں کہ نہیں؟

(۳) قبرستان میں پختہ قبریں اور قبے بنا کر خانقاہوں میں گنبد بنا کر نذریں وغیرہ کر کے چڑھاوے چڑھا کر جس طرح وہ صنم خانوں میں وسیلے لیتے تھے تم بھی لیتے ہو یا نہیں؟

(۴) جس طرح وہاں تعظیماً رکوع سجود وہ کرتے تھے۔ اکثر بریلوی بھی کرتے ہیں کہ نہیں؟

(۵) جس طرح بتوں کے طواف وہ کیا کرتے تھے۔ مزارات کے طواف تم بریلوی بھی کرتے ہو یا نہیں؟

(۶) جس طرح وہ ان کو حاجت روا مشکل کشا، بگڑی کا بنانے والا خیال کر کے پکارتے تھے۔ تم بریلوی بھی پکارتے ہو یا نہیں؟

(۷) اجی صاحب! جس طرح وہ اُن کو غیب دان جانتے تھے۔ تم بریلوی بھی جانتے ہو یا نہیں! سچ بولو جو کام شیخ نجد عراق (کوفی لعین) نے ان کو بتائے سکھائے تھے۔ وہی اُس نے تم بریلویوں کو بتائے سکھائے ہیں یا نہیں؟

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کہا جاتا واسطے اُن کے آؤ طرف اُس چیز کی کہ اُتاری اللہ تعالیٰ نے اور طرف رسولؐ کی (قرآن و حدیث کی تابعداری کرو) کہتے ہیں کافی ہے ہم کو جو کچھ کہ پایا ہے ہم نے اوپر اُس کے باپوں اپنوں کو الخ (پ ۴)

(۹) اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے کہ پیروی کرو اس چیز کی کہ اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں گے اس چیز کی کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو الخ (پ ۲۱ ع ۱۲)

(۱۰) اور جس وقت کہ کرتے ہیں بے حیائی (شرک و کفر اور بدعت وغیرہ) کہتے ہیں پایا ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور اللہ نے حکم کیا ہم کو ساتھ اس کے الخ (پ ۸ ع ۱۰)

(۱۱) بلکہ کہا انہوں نے تحقیق پایا ہم نے باپوں اپنوں کو اوپر ایک راہ کے اور تحقیق ہم اوپر نشان قدموں ان کے کے راہ پانے والے ہیں۔ (پ ۲۵ ع ۸)

(۱۲) کہا اُنہوں نے کیا آیا ہے تو ہمارے پاس تو (اے نبیؐ) پھیر دیوے ہم کو اس چیز سے کہ پایا ہے ہم نے اوپر اس کے باپوں اپنوں کو اور ہوئے واسطے تمہارے بڑائی بیچ زمین کے الخ (پ ۱۱ ع ۱۳)

(۱۳) کہا انہوں نے پایا ہم نے باپوں اپنوں کو واسطے ان کے عبادت کرنے والے (پ ۱۷ ع ۵)

(۱۴) کہا انہوں نے بلکہ پایا ہم نے باپوں (بزرگوں) اپنوں کو اسی طرح کرتے۔ (پ ۱۹ ع ۹)

اَب الٰہ مندرجہ بالا سوالات و آیات پر نظر ڈال کر بتاؤ کہ

(۱۵) جب بریلوی میندہ عین سے کہا جاتا ہے۔ کہ اللہ و رسول کی تابعداری کرو۔ شرک۔ و بدعت۔ گمراہی اور تقلید شخصی پہ لعنت بھیجو اور انہیں چھوڑو۔ تو یہی جواب جو اوپر والے کافروں کا منہ کو رہے ہے تم بریلوی بھی دیتے ہو یا نہیں۔؟

(۱۶) قرآن و حدیث اور لیل و نہار کے مشاہدہ نے ثابت نہیں کر دیا ہے۔ کہ جو جو خرافات دین و مذہب میں اپنے کافر باپوں کی پیروی میں لکھا دیکھی تقلید کرتے ہوئے اُمم سابقہ کے بُرے لوگ کرتے تھے وہ ہی تم بریلویوں نے ایجاد کی ہیں۔ یا نہیں؟

(۱۷) تم سے تو شیخ نجدی۔ ۱۶ اقی۔ کوفی مردود ویسی ہی خرافات۔ واہیات اور مشرکانہ حرکات کرا رہا ہے کہ نہیں؟

مجذوب صاحب! ناراض نہ ہوں اور بغور سنیں کہ یہ شرک۔ کفر۔ بدعت گمراہی باپ دادا کی تقلید میں تیجہ۔ ساتہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں۔ مولود۔ گیارہویں۔ عرس۔ قوالیاں۔ وغیرہ یہ سب دوزخ میں لے جانے والے کام ہیں۔ لیکن آپ لوگ بوجہ اپنی جہالت کے ان سب کاموں کو اچھا خیال کرتے اور مبلغین حق کو کوستے پیٹتے اور گالیاں دیتے ہیں تم جیسوں کے متعلق اللہ نے خود فرمایا ہے کہ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا الاٰیۃ (پ ۱۶ ع ۳)

ترجمہ :- کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے۔ یہ کہ پکڑیں بندوں میرے کو سوائے میرے دوست! تحقیق ہم نے تیار کیا ہے۔ دوزخ کو واسطے کافروں کے مہمانی کہہ دے اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ کیا خبر دیویں ہم تم کو بہت ٹوٹا (نقصان) پانیوالوں کے عملوں میں؟ وہ لوگ کہ کھوئی گئی سعی ان کی بیچ زندگانی دنیا کے اور وہ گمان کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ اچھا کرتے ہیں کام یہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا ساتھ نشانیوں پروردگار اپنے کے اور ملاقات اس کی کے پس کھوئے گئے عمل ان کے پس نہ قائم کریں گے ہم واسطے ان کے دن قیامت کے کوئی تول (سولہواں پارہ رکوع ۲)
(ترجمہ از شاہ رفیع الدینؒ محدث دہلوی)

دیکھا جناب :- مقلدین و متبدعین انہیں کے لیے جو بدعت و تقلید کرکے اُسے اچھا کام خیال کرتے ہیں مرنے کے بعد اللہ کے نیک بندوں کو ناجائز قرآن و حدیث کے خلاف اپنا ولی دوست و مددگار خیال کرتے ہیں۔ دوزخ تیار ہے یہی عملوں میں نقصان اٹھانے والے ہیں - ان کی تمام سعی اور نماز روزہ - زکوٰۃ - حج - صدقہ خیرات للہ فی اللہ بیکار و برباد ہیں -

مگر وہ بدعتی اندھے مقلد مگن ہیں اپنے کام سے خوش ہیں - اور اپنی برائی بدکرداری کو اچھا ہی عمل خیال کر رہے ہیں - کیونکہ توحید و سنت ان کو پسند نہیں - اور شرک و بدعت کی طرف ان کا میلان ہے آہ ؎

کیسے اے مسلم اُسے توحید و سنت ہو پسند
شرک و بدعت کی طرف جسکو یہاں میلان ہے

مجیب وب :- ناگاہ اس کی نظر حضرت عبد اللہ کی پیشانی پر پڑی جس سے نورِ محمدی چمک رہا تھا - دیکھ کر چیخ پڑا اور سر دھنتا ہوا بھاگا - پہلے کوشش کی کہ حضرت عبد اللہ پر ایک حسینہ فاحشہ عورت قابو پالے جب اس تدبیر سے ناکام رہا تو کچھ یہودیوں کو بہکا کر حضرت عبد اللہ کے قتل

پر آمادہ کیا اور کہا کہ میں شیخ نجدی ہوں اس معاملہ میں تمہاری مدد کرونگا
چنانچہ جب حضرت عبد اللہ شکار کے لئے گئے تھے۔ تنہا پاکر
یہودیوں نے حملہ کیا اور اللہ نے فرشتوں کی مدد سے ان کو بچا لیا۔ اور
یہودیوں کو قتل کرا دیا۔ شیخ نجدی ناکام رہا۔ اور کیوں نہ ناکام رہتا۔
کم بخت خدا کا مقابلہ کر رہا تھا۔

محبوب:۔ اس ساری کہانی کی قرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں۔
اگر ہمت و صداقت ہے اور تم اصلی سید ہو تو کوئی آیت یا صحیح صریح
مرفوع۔ غیر مجروح حدیث پیش کرو۔ جس میں عبد اللہ کی پیشانی پر شیطان
کی نظر پڑنا۔ عبد اللہ کی پیشانی میں نور محمدی کا چمکنا۔ شیطان کا چیخنا
سر دھننا۔ بھاگنا۔ عبد اللہ پر فاحشہ عورت کا قابو پانا۔ یہودیوں کو بہکا
کر قتل پر آمادہ کرنا۔ شیخ نجدی کا امدادی ہونے کا اقرار کرنا۔ عبد اللہ کا شکار
کو جانا۔ یہودیوں کا بوقت شکار حملہ کرنا اور خود فرشتوں کے ہاتھوں قتل
ہونا۔ وغیرہ مذکور ہو۔ ورنہ میں کلام اللہ کی یہ آیت آپ اور آپ جیسے گپ
جھوٹے۔ مکار۔ فریبی دغابازوں کے لئے بطور تمغہ یہاں بھی پیش کروں گا۔ کہ
لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ہ

ایسی:۔ ضعیف، موضوع۔ جھوٹی۔ بناوٹی۔ خود ساختہ روایات کو اپنے
قومی طاقت ور خصم کے سامنے پیش کرنا۔ آپ جیسے مجذوب۔ دیوانے۔
پاگل جھوٹے اور اندھے مقلدین کا کام ہے ورنہ عقل و ہوش والے
تو ایسے واہیات دلائل سے جو صریح قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔
دور بھاگتے ہیں ہ

سترہواں انعام

اگر آپ یہاں بھی میرا مطالبہ بمطابق شرائط نامہ کو رد پورا کریں تو یہاں بھی میں آپ کو مبلغ پچاس روپیہ انعام دوں گا۔ انشاءاللہ۔ ورنہ کہوں گا کہ آپ کی تو بس وہی مثال ہے کہ

نہ ہوئے علم سے واقف نہ دینِ حق کو پہچانا
کھا کے حلوا و مانڈا لگے کہلانے مولانا

مجذوب:۔ نوبت بانیجا رسید۔ حضور سرور عالم تشریف لائے اور دونوں عالم کو منور کر دیا۔ اور لوگ نور ایمان سے منور ہونے لگے مگر ابلیس اپنی ناکام کوششیں کرتا ہی رہا اور اس نے اپنے مریدوں کو بھی لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے تعینات کر دیا۔

محبوب:۔ جبکہ لوگ شرک و کفر کے اندھیروں میں پھنس کر راہ سے بے راہ ہو چکے تھے۔ غیر اللہ کے نام چڑھاوے غیر اللہ کی نیاز و نذر اور غیر اللہ کے عام طور پر نعرے لگائے جاتے تھے۔ گمراہی کا دور دورہ تھا۔ شیطانِ لعین کی تبلیغ عروج پر تھی۔ نوبت بانیجا رسید کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ حق شروع کر دی۔ اور جہاں ہزارہا دلائل سے شرک و بدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع توحید روشن فرمائی۔ وہاں صاف طور سے یہ بھی فرما دیا کہ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

اَللّٰہِ اَحَدًا ہ (پ ۲۹ ع ۱۲)

ترجمہ:- اور یہ کہ مسجدیں واسطے اللہ کے ہیں پس مت پکارو ساتھ اللہ تعالٰے کے کسیکو یعنی اے مشرکو۔ گلی کوچہ و بازار میں تو تم غیر اللہ کو پکارتے ہی ہو کم از کم مسجدوں میں تو باز آجاؤ۔

وہ ذرہ کے مالک نہیں

اللہ تعالٰے نے حکماً فرمایا کہ آپ کہدیں (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہ (اے مشرکو) پکارو تم ان لوگوں کو کہ گمان کرتے ہو تم ان کو سوائے خدا کے نہیں مالک ہوتے برابر ایک ذرہ کے بیچ آسمانوں کے نہ بیچ زمین کے اور نہیں واسطے اُن کے ان دونوں (زمین و آسمان) میں کچھ حصّہ اور نہیں واسطے اس (اللہ تعالٰے) کے ان میں سے کوئی پشتیبان

پس مشرکین سے جو لوگ حکمِ خدا و رسولؐ تسلیم کر کے مسلمان ہو گئے تو وہ توحید کے نور سے منور ہو گئے اور کفر و شرک کا اندھیرا ان سے کافور ہو گیا۔ مگر شیطان کے مرید اسی طرح بطریقِ سابق غیر اللہ کی پوجا۔ نذر و نیاز چڑھاوے چڑھانے اور غیر اللہ کے پکارنے میں مصروف رہے۔ نورِ ایمانی سے دور اور شرک و کفر کے نزدیک ہو کر اللہ کی مخلوق کو بہکانے میں لگ گئے اور وہ قیامت تک اپنی ڈیوٹی دیتے رہیں گے۔

بیشک دنیا میں اس کے مرید پھیلے ہوئے ہیں۔

یقین نہ ہو تو بہرائچ۔ بکن پور۔ بدایوں۔ اجمیر۔ دہلی۔ کچھوچھہ۔ پاکپتن۔ لاہور۔ بریلی۔ علی پور۔ اور کوٹلی لوہاراں۔ وغیرہ مقامات پر دیکھ لیں۔ وہاں پر خانقاہوں، مقبروں اور مسجدوں وغیرہ میں بیٹھ کر غیر اللہ کے نام کے نعرے لگاتے ہیں۔ مثلاً یا علیؓ مولا مشکل کشا، یا پیر دستگیر، یا غوثِ اعظم شیئاً للہ۔ یا رسول اللہ۔ یا امام مدد وغیرہ جو نعرے شرکیہ ہیں۔ اور بھولے بھالے جاہل لوگوں کو مرید بنا کر بدعات و شرکیات میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اور عرسوں۔ میلوں۔ میلادوں وغیرہ کے نام سے دھوکہ دے کر دنیا کماتے اور کھاتے اور ریاست بناتے ہیں۔ عوام جہلائ کے مرشد و ہادی بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جاہل پیروں اور ٹھگ و بھیک منگے ملاؤں سے ہمیں بچائے۔ اور محفوظ رکھے۔ آمین ہم جیسے ہر موحد مسلمان کو یہی ہدایت ہے کہ ؎

تو عالم گمراہ کو نہ کہہ مرشد و ہادی

بو جہل سے جان اس کو جہالت میں زیادہ

مجاذ مدب حضورؐ اور جان نثارانِ حضورؐ کے دشمن یہ کم بخت ناکام ہی رہا محبوب جاہ۔ یہ بھی آپ کی لاعلمی اور جہالت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے آپ بتائیں۔ جو لوگ اپنے شیخ کی سوانح حیات سے بھی ناواقف ہوں۔ وہ دوسروں کو علم کیسے سکھا سکتے ہیں؟

جناب من آپ کے پیر استاد شیخ نجدی العراقی۔ کوفی۔ کی کامیابی عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اس کی کامیابی کا قرآنِ پاک میں کھلے طور پر اعتراف ہے۔ آپ کی تسلی کے لئے

صرف ایک آیت تحریر کرتا ہوں اگر ضرورت ہوئی تو دیگر آیات پھر پیش کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

فرمانِ خداوندی ہے کہ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق سچا کیا اوپر ان کے ابلیس نے گمان اپنا پس پیروی کی اس کی۔ مگر ایک فرقہ نے ایمان والوں سے۔ پس معلوم ہوا کہ گروہ مومنین کے سوا سب نے اس کی پیروی کی۔ اور گروہ مومنین ان کے مقابلہ میں بالکل قلیل ہے۔

اس شیخ نجدی۔ عراقی۔ کوفی مردود نے ہی بیت اللہ سے رسول اللہ کو نکلوایا۔ اسی نے لڑائیاں کروائیں۔ اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے تکالیف پہونچوائیں۔ اسی خبیث نے تقلید شخصی رائج کی۔ اسی نے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور جامع مسجد کوفہ میں حضرت علیؓ کو شہید کرایا۔ مجیب صاحب! آپ کچھ سمجھے؟ اسی نے خاندانِ رسالت کو میدانِ کربلا میں الاٗئق و بدکردار کوفیوں کے ہاتھوں قتل کروایا۔ اسی لعنتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کی کوفیوں سے بے حرمتی کرائی۔ میں کہاں تک بتاؤں کہ سب کچھ آپ کے برادروں کے ہاتھوں ہوا۔ جو کوفی مقلد تھے۔ اب وہ خیر خواہ سُنت بن کر نعرہ لگا کر اپنے آپ کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اس مشرک کافر۔ سگ و خوک۔ شیخ نجدی۔ عراقی۔ کوفی کے مرید بھی اسی کی ہی مانند ہیں۔ آپ ناراض نہ ہوں! ؎

ہر مشرک کافر ہے سگ و خوک سے بدتر ۔ گو ذات میں بہتر ہو ریاست میں زیادہ

مجذوب:۔ مگر اب وہ کچھ کچھ کامیابی کا منہ دیکھ رہا ہے کیونکہ وہ لوگوں کے ذہنوں میں گمراہ کن خیالات پھونک کر منافرت پھیلا رہا ہے۔

محبوب:۔ ہاں صاحب قیامت نزدیک ہے کچھ کچھ تو جناب کا خیال ہے ورنہ وہ اَب بہت کامیاب ہے۔ کوئی شہر کوئی قصبہ کوئی گاؤں کوئی محلہ ایسا نہیں جہاں اس کے مریدیہ آپ جیسے رضاخانی نہ ہوں! جو مسلمانوں کو کافر۔ بے ادب۔ گستاخ۔ وہابی اور لامذہب۔ وبدمذہب بے دین۔ وغیرہ قبیح الفاظ سے خطاب کرکے منافرت نہ پھیلاتے ہوں!! پھر جہاں ان کا زور ہوتا ہے مسجدوں سے نکال دیتے ہیں۔ مسجدیں چھین لیتے ہیں۔ مارتے پیٹتے اور مقدمات قائم کر دیتے ہیں۔

مگر موحدین ان کے ظلم پر ہمیشہ کفارِ مکہ کے ظلم اور حضورؐ کے صبر کو مدنظر رکھ کر صبر ہی کرتے ہیں۔ اور ان گمراہوں کی گمراہی کی مطلق پرواہ نہیں کرتے!

پس میاں مٹھو شاہ آپ خوب یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مومن و موحد اور دیندار کو یہی ہدایت ہے کہ ؎

فاسقوں کے ظلم پر ٹک صبر کر اے دیندار

فوجِ غیبی سے خدا فرمائے گا تیری کمک!

مجذوب:۔ بھائیو! اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ ایمان کو شیخ نجدی اور اس کی ذریات سے بچاؤ۔ ہمارا کام بے غرض سمجھانا ہے۔ نصیحت عقل والوں کے لئے ہے۔ ورنہ جاہلوں ہٹ دھرم لوگوں کے لئے

ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ چونکہ حکم خداوندی وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا اس لیے جو سمجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ ان کو دور سے سلام ہے۔ مجبوب: آپ بھی عجیب مخبوط الحواس انسان ہیں کہ باد پر باد مارتے جاتے ہیں۔ دوسروں کو ایمان کی حفاظت کرنے اور خبیث شیخ نجدی عراقی کوفی مردود منحوس کی اس نالائق ذریات سے بچانے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جو نت نئے روپ دھار کر نمودار ہوتی ہے۔ جگہ جگہ اس کی گدیاں قائم ہیں۔ رفسامیہ ...

جونیہ[1]۔ امجدیہ[2]۔ چشمتیہ[3]۔ نظامیہ[4]۔ کچھوچھیہ[5]۔ وہابیہ[6]۔ شاذیہ[7]۔ مشتاقیہ[8]۔ نعیمیہ[9]۔ لعل خانیہ[10]۔ جماعتیہ[11]۔ حامدیہ[12]۔ سلامیہ[13]۔ سوزنیہ[14]۔ سلیمانیہ[15]۔ بابایونیہ[16]۔ برکاتیہ[17]۔ کرامتیہ[18]۔ سرفرازیہ[19]۔ فاخریہ[20]۔ مجددیہ[21]۔ سہروردیہ[22]۔ قادریہ[23]۔ چشتیہ[24]۔ نقشبندیہ[25]۔ شرفیہ[26]۔ ثنائیہ[27]۔ جلالیہ[28]۔ سروریہ[29]۔ جنائیہ[30]۔ وغیرہ کے نام سے اپنے آپ کو مشہور کرتی ہے۔ اور جو بھی اس مردود شیطان کا زیادہ قریبی اور شرکیات و کفریات اور بدعات واہیات میں۔ ماہر و مشہور ہو اور توحید و سنت کا مقابلہ کرنے میں فائق ہو جاتا ہے۔ بس وہ اپنی ایک جدا گدی بنا لیتا ہے۔ پھر ان کے مرید ان کی نذریں نیازیں۔ عرس۔ قوالیاں۔ اور پیری مریدی کا ڈھونگ ان کی قبروں پر رچاتے اور باطل طریق پر قرآن وحدیث کے خلاف دنیا کو خوب لوٹتے کھاتے ہیں!

افسوس! ہے

ہے کوئی رضاخانی تو کوئی بریلوی — پھر کوئی نقشبندی ہے کوئی ہے قادری

ہے کوئی سہروردی تو چشتی بنا کوئی — افسوس ان میں کوئی نہیں ہے محمدی

نفرت ہے اتنی جبکہ خدا کے حبیب سے — میدان حشر میں نہ بٹھاویں قریب کے

بتاؤ یہ آیت کہاں ہے؟ مجذوب صاحب! اُردو عبارات کو تو میں معاف کرتا آیا ہوں۔ لیکن قرآنی خیانت معاف نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے میں پوچھتا ہوں کہ آپ کی پیش کردہ آیت سے یہ "فقالوا اسر ناجاء" والے الفاظ بتاؤ تو قرآن پاک کے کس پارہ میں ہیں؟

تم نہ بتا سکو تو اپنے تمام ابشیر نجارہ وغیرہ سے ہی پوچھ کر بتاؤ۔ اگر تم دونوں مل کر بھی یہ آیت نہ بتا سکو تو پھر اپنے عجز اور انکساری کا اعلان کرو اور دوسروں کو جاہل کہنے سے اعلانیہ توبہ کر کے اپنی جہالت شائع کرو۔ اور ایمانداری سے مان جاؤ۔ کہ یہ تحریف شدہ آیت ہم نے "مولوی سید قربان علی شاہ حنفی۔ قادری۔ حیدرآبادی کی اردو کتاب "راہ صواب" سے نقل کی ہے۔ کیوں ہے نا یہی بات؟ آپ نے ہمیں جاہل جانا اور جاہل لکھا ہے۔ اس لئے اگر ہم سے املا۔ کتابت اور طباعت میں کوئی غلطی ہو جائے تو ہم بالکل قابل معافی ہیں۔

مگر آپ تو عالم۔ صوفی۔ زاہد۔ ولی اور مجذوب بنتے ہیں۔ اور دعویٰ ہے کہ مجذوب کو عرش تا فرش تحت الثریٰ کی خبر ہوتی ہے۔ بتائیے تو سہی۔ اس آیت اور ترجمہ میں تحریف آپ نے دانستہ کی ہے۔ یا جہالت کا نتیجہ ہے۔؟ آہ! سچ ہے آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ اور یہی لکھنا پڑتا ہے کہ ؎

شرم و حیاو ندامت گر کہیں بکتی

تو ہم مول لیتے ان مشرکین کے لئے

نیز یہاں تین فقرے وہ ہیں۔ جو آپ کی زری گپ۔ اور صاف جھوٹ ہیں

اوّل یہ کہ " ہمارا کام بے غرض سمجھانا ہے " اگر آپ لوگ بے غرض سمجھانے والے ہوتے تو تیجہ ۔ ساتہ ۔ دسواں ۔ بیسواں چہلم ۔ عرس ۔ قوالیاں ختم و درود ۔ جمعرات و شب برات اور گیارہویں و بارہ وفات وغیرہ تہوار غیر شرعی طریق پہ منانے اور لوگوں کو اس ڈہنگ سے لوٹنے کھانے کے قائل نہ ہوتے ۔ کچھ تو راز ہے جس سے ایمان کا بے ایمانی اور پیٹ بھرنے سے سونا کیا ہوا ہے؟

دوم یہ کہ " جاہل ہٹ دہرم لوگوں کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں ہے " یہ بات قرآن و حدیث میں مفصل بیان ہو چکی ہے ۔ کہ پیغمبر ہمیشہ جاہلوں کو عالم بنانے ہٹ دہرم لوگوں کو دہرم بتانے اور بے علموں کو علم سکھانے کے لئے آتے تھے ۔ اُن جاہلوں کی ماریں کھا کر طعنے سنکر برائیاں مول لے کر وقت لگا کر اُن کو عقل و سمجھ والا دیندار اور مومن و مسلمان بناتے تھے ۔

مگر آپ شاید عالموں اور پہلے ہی جاننے والوں کو سیدھا راستہ بتانے آئے ہیں ؛ جاہل ہٹ دہرموں کے لئے آپ کے پاس وقت نہیں بلکہ کھیر و حلوا دینے والوں کے لئے آپ کے پاس وقت ہے ؟ کیوں ہے نا یہی بات ؟

سوم ۔ یہ کہ " جو سمجھنا نہیں چاہتے ۔ اُنہیں دور سے سلام " یہ تو ہم مان گئے تم تمام انبیاء کے دشمن و مخالف ہو اس لئے جاہلوں اچھے موں اور سمجھنا نہیں چاہتے ۔ انہیں تبلیغ کرنے کے قائل نہیں !

مگر جنکو تم جاہل ۔ ہٹ دہرم ۔ بے ادب ۔ گستاخ ۔ بد مذہب اور شاہی وغیرہ سمجھ کر دور بھاگتے ہو ۔ اور ان سے ملنا جلنا بیاہ شادی کرنا

ان کی عزت و توقیر کرنا برا اور حرام جانتے ہو! اور ان سے سلام و کلام کرنا تمہارے بڑوں نے کفر و ناجائز بتایا ہے ایسا کرنے والے کو انہوں نے کافر لکھا ہے۔!

اب تم خود بتاؤ کہ ان کو خود سے ہی ہی سلام تو کر لیا؟ اگر بقول تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے اگر ان کو سلام کرنا کفر ہے تو تم نے ان کو سلام کر کے کفر کیوں مول لے لیا اور کیوں کافر بن گئے حبیبِ حق کی شان گھٹانے والوں کے ساتھی ہو کر جہنم مول لے لی!

بتاؤ اب تم کونسی گنگا میں نہا کر پوتر ہو گے؟ جواب سوچنے سے پہلے اپنے آخری دم توڑتے ہوئے شعر پہ نظر ڈالو۔ جواب باصواب پڑھو

مجذوب سے

محبوب حق کا مرتبہ جو بھی گھٹائے گا

مولا کا حکم ہے کہ جہنم میں جائے گا!

محبوب:۔ آپ کا یہ شعر آخری ہے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حبیب حق کا مرتبہ ان کی بیان کردہ حد سے گھٹانا یا بڑھانا دونوں ہی جرم ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ صریحہ سے جو مرتبہ ثابت ہے اس سے گھٹانے والا بے شک کافر، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج دوزخی اور جہنمی ہے۔

اسی طرح:۔ آپ کی حد شرعی سے تجاوز کر کے اپنی طرف سے تعریف کرنا آپ کو حاجت روا، مشکل کشا، مجیب الدعا، حاضر و ناظر، مالکِ کل، مختارِ کائنات وغیرہ موضوع روایات اور اختراعی واقعات سے ظاہر کر کے یہود و نصاریٰ کی طرح جھوٹے مجذوب اور فنا فی الرسول بننا بھی جہنمی

کا کام ہے دیکھو خود محبوبِ خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان موجود ہے کہ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُہٗ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (بخاری ومسلم)

ترجمہ:- نہ زیادتی کرو تم بیچ تعریف میری کے جیسے زیادتی کی نصاریٰ نے بیچ تعریف عیسےٰ بیٹے مریم کے پس سوائے اس کے نہیں کہ میں بندہ خدا کا ہوں پس کہو بندہ اللہ کا اور رسول اس کا۔

اور فرمان ہے اِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ تَرْفَعُوْنِیْ فَوْقَ مَنْزِلَتِیْ اَنْزَلَنِیْھَا اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (رزین) تحقیق میں نہیں ارادہ کرتا یہ کہ بڑھاؤ تم مجھکو اوپر منزل میری کے جو عطا کی ہے مجھکو اللہ تعالےٰ نے میں محمد بیٹا عبداللہ کا ہوں اور رسول ہوں اللہ کا۔

اب بتاؤ اس شاہی فرمان کے ہوتے ہوئے جو کوئی آپ کے وہ درجات اور القاب بیان کرے جو اللہ تعالےٰ نے بیان نہیں کئے۔ خود اپنی طرف سے یا شیخ نجدی عراقی کوفی۔ مردود کے کہنے میں آکر نئی نئی اختراعات میں ڈوب کر آپ کا مرتبہ حد سے بڑھائے کیا وہ جہنمی نہ ہوگا؛ گھٹانے والا اور بڑھانے والا۔ دونوں ہی جب ایک جیسے ہیں۔ تو آپ کے شعر کا جواب یوں حاضر ہے کہ ؎

حد سے ان کا مرتبہ جو بھی بڑھائے گا

لاریب کہہ رہا ہوں وہ دوزخ میں جائیگا!

مبلغ دو ہزار روپیہ کا وعدہ

مجیب صاحب! جس طرح میں نے آپ کی ہر بات کا بالترتیب جواب باصواب تحریر کیا ہے.

اسی طرح آپ بھی میری ہر بات کا نمبر وار جواب لکھ دیں اور حسب تحریر میرے مطالبات پورے کر دیں - اور دلائل مسلمہ فریقین سے صحیح. صریح. مرفوع. غیر مجروح احادیث یا آیاتِ قرآنی کو صریح طور سے میری طرح باحوالہ میرے جواب میں پیش کریں. تو (ف) آپ کو اس کتاب میں تحریر شدہ بالترتیب انعامات زرکثیر دراپنا شدہ پیدا کروں گا - انشاء اللہ تعالےٰ.

جواب آتے آتے میں اور لکھ رکھوں؟
معلوم ہے مجھے جو لکھو گے جواب میں!



ف یہ میں سابقہ تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہوں ورنہ غیب داں کو صرف خدا ہی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

خاتمہ اور دُعا

مجذوب صاحب اس جگہ میں نے آپ کی تیسری قسط جو رسالہ ماہ طیبہ کوٹلی محاراں جولائی ۱۹۵۶ء کے ص[illegible] تا ص[illegible] پر شائع ہوئی ہے۔ کا جواب بھی ختم کر دیا ہے۔ میں اللہ کے فضل سے آپ کی تینوں قسطوں کا جواب مکمل طور پر تحریر کر چکا ہوں۔

اب میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے مومنین وموحدین حضرات کو اس کتاب سے نفع پہنچائے۔ مشرکین مبتدعین کو اس سے ہدایت نصیب فرمائے۔ اور مجھ کو میری نیت کی صفائی کی وجہ سے اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور حبیب خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کرائے۔

کیونکہ میں نے یہ کتاب محض عقل والوں کو نصیحت کرنے۔ مشرکوں بدعتیوں اور ہٹ دھرم جاہلوں پر حجت قائم کرنے کے لئے لکھی ہے۔ تاکہ ان کی جارحانہ کاروائیوں کی مدافعت کر کے ایمانداروں کو ان کے دغا فریب اور بددیانتی سے بچا سکوں۔ کہ میرا کام بےغرض تبلیغ کرنا ہے۔ ورنہ وقت کہاں؟

سو اللہ تعالےٰ نے مجھے کامیاب فرما دیا ہے۔ کہ اس نے دغابازانہ فریب کار مبتدعین ومشرکین کا دندان توڑ جواب لکھا دیا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

قلم رکھدے کہ میر ختم کلام ختم ہوئی حجت فقط والسلام

ایک مجاور کو دیکھ کر

(از حکیم سید محمود صاحب گیلانی)

بوالہوس بکتے ہیں تجھکو لوگ سجادہ نشیں ؞ میں کہونگا دشمنِ توحید مشرکِ ننگِ دیں
زادۂ اسلام ہوکر مائلِ الحاد ہے! ؞ کانپ جاتا ہے ترے کردار سے عرشِ بریں
تو نے سمجھی ہی نہیں نادان رمزِ لا الٰہ ؞ تیرا رازق پیر کا مرقد ہے داتا خانقاہ
تو جتا ہے جانکر معبود مشتِ خاک کو ؞ اینٹ اور گچ کی لحد تیرا خدا ہے آہ آہ
تو خدا کو چھوڑ کر ہے چاہتا غیروں سے داد ؞ سن کہ تیرا حشر ہوگا مثلِ قومِ لوط و عاد
جو کبھی کی قبر میں گل سڑ کے مٹی ہو گئیں ؞ ہڈیاں مُردوں کی دینگی بھلا تجھکو مراد
کسقدر نادان ہے اس تربت سے ٹکراتا ہے تو ؞ خود رگڑ کر ناک، اوروں سے رگڑواتا ہے تو
بلکہ دیتے ہیں تجھے یہ زائرین مالِ حرام ؞ اسلئے مُردوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو
واے نادانی! بنا بیٹھا ہے تو مُردہ فروش ؞ یہ چڑھاوے بیچکر تو ہڈیاں کرتا ہے نوش
منتیں، نذریں، نیازیں، بھینٹ غیراللہ کی ؞ کھا کے بھی تو طالبِ جنت ہے اے فرخ بدوش
جل رہا ہے خاک کی ڈھیری پہ مٹی کا چراغ ؞ ہو گیا جسکے دھوئیں ہی سے دل ترا ہمرنگِ زاغ
دیکھ روشن کر رہے کہتی ہے تجھ سے یوں شمعِ مزار ؞ کیوں گناہوں سے کیا ہے تو نے دامن داغ داغ
ہیں یہ فرماتے جنابِ مرسلِ ربِ ودود ؞ پوجنا قبروں کو ہے رسمِ نصاریٰ و یہود
اونچی قبروں کو برابر کر دیا صحبؓ و رضیؓ نے ؞ تھا یہی حکمِ نبیؐ اے دشمنِ ابنِ مسعودؓ!
اے مجاور عرس پر یہ کارِ شیطانِ لعین! ؞ طائفوں کا رقص! اور گورِ بزرگِ محترم دیں
اولیاء کی تربتوں پر فحش گانے اور سرود؟ ؞ لعنت اے مردود! چھپ جا پھٹ اگر جائے زمیں
یہ ترے تاریک حجرے یہ ترا دورِ شراب ؞ اور تیری یہ چیلیاں! یہ زائراتِ بے حجاب

روز روضہ میں تیری نامحرموں سے چھیڑ چھاڑ
اور تو پھر بھی ہے صوفی! جا ترا خانہ خراب

اہلحدیث کا فرض!

ہر اہلحدیث کا فرض اوّلین ہے

کہ

وہ مجاہد بن کر تن من دھن سے تبلیغ حق میں مصروف ہو جائے اور مندرجہ ذیل کتابیں پڑھے، پڑھائے، اور ہر ممکن طریق سے انکی اشاعت فرمائے۔ یہ جملہ کتب اس لائق ہیں

کہ

صدقات وخیرات اور زکوٰۃ فنڈ سے انکو زیادہ سے زیادہ خرید کر غرباء ومساکین میں مفت تقسیم کیا جائے۔ یہ کتابیں مخالفین کے حملوں کی روک تھام کے لئے ڈھال اور مناظرین اسلام کو تلوار کا کام دیتی ہیں۔

مخلصانہ گذارش

برادرانِ ملت:۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

التماس ہے کہ زیر نظر کتاب "دُرّہ محبوب" کی کاپیاں بغور دیکھ کر کافی احتیاط سے اُسے شائع کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تاہم غلطیوں کا رہ جانا بڑی بات نہیں اس لئے مخلصین احباب سے میری مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ اس عاجز و کمترین کی کاہلی، کمزوری اور جملہ کوتاہیوں کو نظر انداز فرماتے ہوئے کتاب میں جہاں کہیں کوئی غلطی اور خامی پائیں خود درست فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں

ناچیز۔ مُصَنِّف

(فیاض پرنٹنگ پریس چوک اردو بازار لاہور چوہدری محمد نذیر خاں پرنٹر پبلشر نے طبع کی)

نظمِ مسلم

اے برادر ہے تو ہر اک کام کا مختار آج
کچھ متاعِ آخرت کا کر لے کاروبار آج

دیکھ جب کل کے سفر کا قصد ہوتا ہے تو لوگ
توشۂ منزل کا ساماں کرتے ہیں تیار آج

کیجئے سودہ وہی جو آخرت میں سود دے
کیونکہ ہر اک چیز کا گرم ہے بازار آج

مادر و فرزند و زن کوئی نہ کام آویگا کل
گو کہ کہلاتے ہیں خویش و ہمدم و غمخوار آج

جائینگے سارے منافق ہاویہ کی غار میں
کر رہے ہیں جو عذابِ گور سے انکار آج

کسطرح آویگا اُنسے پاسخِ منکر نکیر؟
گو کہ ہیں پرہیزگاروں میں بڑے دیندار آج

ہوش کر یارو یہ محشر کا نہیں کام آئے گا!
خواب سے غفلت کے ہو جا اے بیخبر بیدار آج

آخرت میں سرخرو ہونا اگر منظور ہے
کر خدا کی بندگی دل سے اٹھا دے یار آج

اشک افشانی چشمِ شرمساری سے بڑھا
سرد کرنا ہی تو ہے ہاویہ کی نار آج

گور کی تنگی، اندھیری، بیکسی پیش آئیگی!
گرچہ ہے بزمِ خوشی و فرحتِ گلزار آج

آئیگا آگے تیرے کل ہو کے سونے کا پہاڑ
راہِ مولا میں اگر دیگا تو یک دینار آج

راہِ جہل و رسمِ آبائی کو اپنی چھوڑ کر
کر خوشی سے پیروی سید ابرار آج

کر چکا پہلے جو کچھ تو، اور جو کرتا ہے اب
سارے نسیان و خطا سے کر لے استغفار آج

کیسے جنت کی شرابِ پاک ہو اسکو نصیب!
ہو رہا ہی جو مئے شہوات میں سرشار آج

خلق میں ہونا ذلیل و خوار اے مسلم ضرور
ڈھانکتا گر عیب کو تیرے نہیں ستار آج